



کیا ایمان والوں پر وہ وقت
نہیں آئی کہ ان کے دل اللہ کے
ذکر سے گزرائیں۔ (البقرہ)

غزیرم وقت

مؤلف
مولانا نور حسین طاہری نقشبندی

درگاہ اللہ آباد شریف کنڈیارو
ضلع نوشہرہ فیروز (سندھ)

إدارة المعرفة

مفتی عبدالرحمن محمد طاہری

بسم الله الرحمن الرحيم



کیا ایمان والوں پر وہ وقت
نہیں آیا کہ اُن کے دل اللہ کے
ذکر سے گڑ گڑائیں۔ (القرآن)

خزینہ معرفت

— مؤلف —
مولانا نور حسین طاہری نقشبندی

○
پبلشرز

ادارة المعرفة
درگاہ اللہ آباد شریف کنڈیارو
ضلع نوشہرہ فیروز (سندھ)

جمہد معقوف محفوظ ہیں

| | | |
|----------|-------|----------------------------------|
| نام کتاب | _____ | نزیدہ معرفت |
| مؤلف | _____ | مولانا نور حسین طاہری |
| بار اول | _____ | نومبر ۲۰۰۰ء |
| اشاعت | _____ | بموقع عرس مبارک حضرت سہنا سائیںؑ |
| بابتہام | _____ | محمد اقبال طاہری لاہور |

ملنے کے پتے

- ادارۃ المعرفۃ، درگاہ اللہ آباد شریف کنڈیارو ضلع نوشہرہ فیروز (سندھ)
- جناب محمد اقبال طاہری مرکز روح الاسلام بلال ٹاؤن بیدیاں روڈ لاہور کینٹ
- شعاع ادب مسلم مسجد چوک انارکلی لاہور
- راشد محمود طاہری نیو شالیمار کالونی گلی نمبر ۱۰ نزد جامع مسجد سختی رضوی ملتان روڈ لاہور
- جناب محمد طیب حبیب طاہری سرپرست رومانی طلبہ جماعت بھلیہ رستیاں ساہیوال
- جناب ڈاکٹر سعید محمد صفیر طاہری مکو آنہ ۲۲۹ ر. ب. فیصل آباد
- مرکز الظاہر سبحان اللہ مسجد غلام محمد آباد فیصل آباد

فطرت و مشاق طاہری
(لاہور)

بہم جناب محترم
سے انتہائی مشکور ہیں

جن کے تعاون کے بغیر اس کتاب

کی اشاعت ایک دشوار مرحلہ تھا، قارئین کرام سے
درخواست ہے کہ صاحب کے والد مرحوم محمد لطیف کو اپنی
دعاؤں میں یاد رکھیں، اللہ عزائے خیر عطا فرمائیں آمین



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ حمد و نعت

الْحَمْدُ لِلَّهِ قَدَرٌ خَيْرٌ وَأَوْحَىٰ أَلَا

اُس اللہ کی تعریف جس نے خیر و شر کو پیدا کیا

فَرَدَّ صَدْعًا عَنْ صِفَةِ الْخَلْقِ بَرِيَّةٍ

وہ ایک ایسے پہلے بیان ہے مخلوق کی صفاتوں سے بری ہے

لَا ضِدَّ وَلَا يَنْدُ وَلَا حَدَّ لِمَوْلَىٰ

اُس کوئی متقابل نہیں کرتی مثل نہیں اُس کی کوئی مدد نہیں

لَا مِثْلَ وَلَا صَوْرَ مِثْلًا وَظَنِيًّا

اُس کا کوئی مثل نہیں اس نے اپنی مثال اور نظیر نہیں بنایا

لَا مِثْلَ وَلَا مِثْلَ وَلَا كُفُوًا لِمَوْلَىٰ

کوئی ایسے مانند نہیں اور مثل نہیں اور سکا کوئی ہمسر نہیں

لَا قَبْلَ وَلَا بَعْدَ وَلَا وَقْتَ زَمَانًا

دس پہلے کوئی ہے اور نہ اس کے بعد اور نہ اس کے لیے کوئی وقت ہے

الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ حَقًّا

سب سے پہلے ہی اور سب سے آخری اور ظاہر ہی ہے اور حقیقت

أَمِنُ بِاللَّهِ وَلَا رَبَّ سِوَاهُ

اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے سوا کوئی پروردگار نہیں

إِشْهَدُ بِاللَّهِ هُوَ الْوَاحِدُ حَقًّا

اللہ کی الہیت کی شہادت دو اور حقیقت ہی ایک ہے

صَلِّ عَلَىٰ أَفْضَلِ رُسُلٍ وَبَنِي

تمام پیغمبروں کی فضیلت اور تمام رسولوں کی تعظیم

وَالشُّكْرُ لِمَنْ صَوَّرَ حُسْنًا وَجَلَالًا

اور اس اللہ کا شکر جس نے حسن اور خوبصورتی پیدا کی

رَبِّ أَزْبَىٰ خَلْقِ الْخَلْقِ كَمَالًا

اللہ تعالیٰ ہے جس نے مخلوقات کو اپنے کمال پیدا کیا

الآنَ كَمَا كَانَ وَلَوْ يَلِيقُ زَوَالًا

وہ جیسا تھا اب بھی دیا جیسا اس میں کسی قسم کی کمی نہیں

مَنْ قَالَ سِوَىٰ ذَٰلِكَ قَدْ قَالَ مَحَالًا

جو کوئی ایسی بات کہے گا جو ممکن نہ ہو وہ کہتا ہے محال

لَا وَلَدَ وَلَا وَالِدَ لَا عَمَّ وَحَالًا

نہ اس کی اولاد ہے اور نہ کسی کی اولاد اس کے نہ چچا نہ ماموں

لَا مَانِعَ لِأَجْبَ لِلَّهِ تَعَالَىٰ

کوئی ممانعہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ کو روکنے کو کئے والا نہیں ہے

وَالْبَاطِنُ هُوَ لَا يُلَاقِي قِتْلًا

باطن ہی ہے جو قاتل و قاتل سے کمال تک ہے

أَمِنُ بِرَسُولِ تَجِدُ الْقُرْبَ كَمَالًا

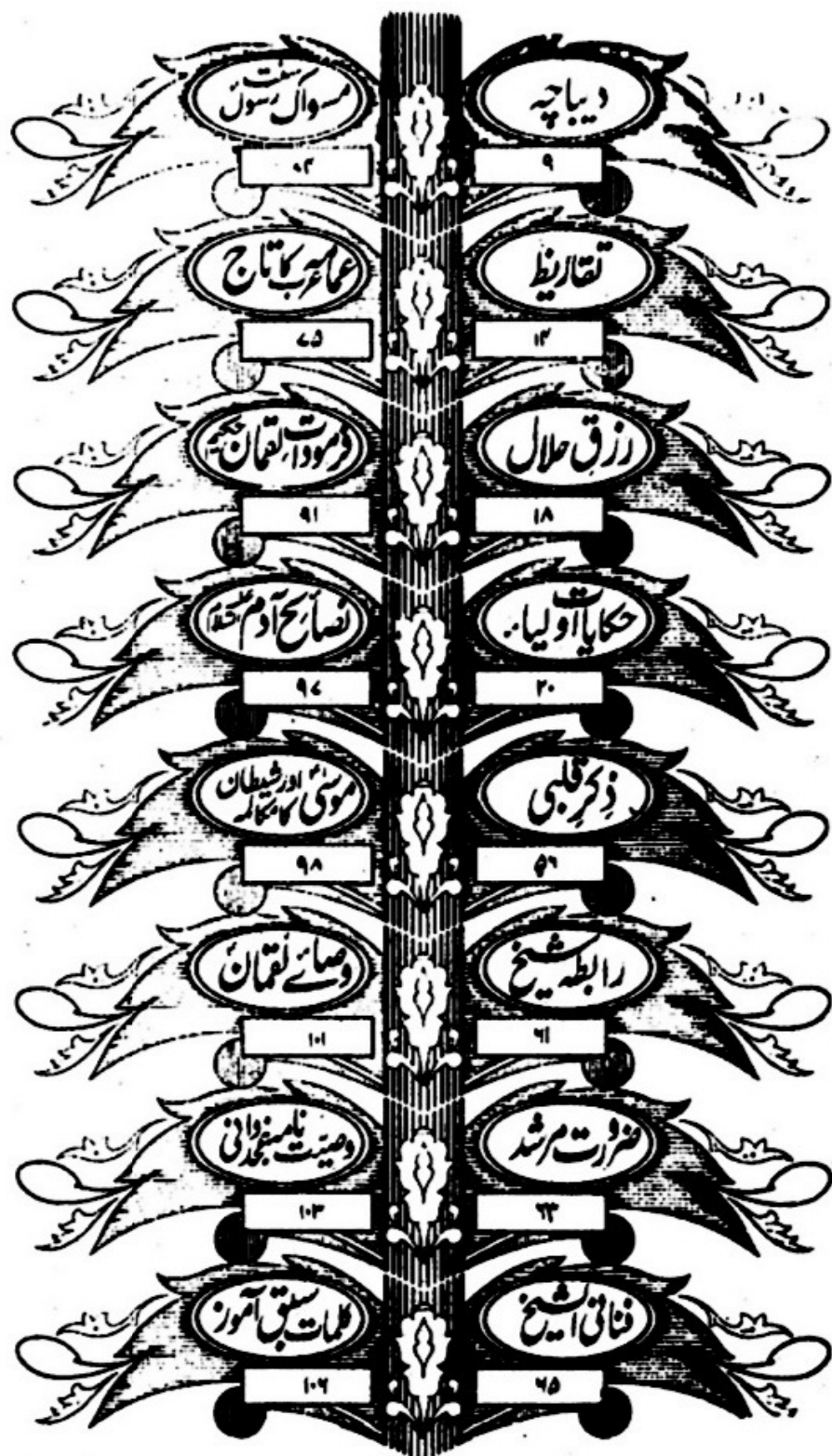
رسول پر ایمان لاؤ اللہ سے ملنے کا کامل اور یہ بھی ہے

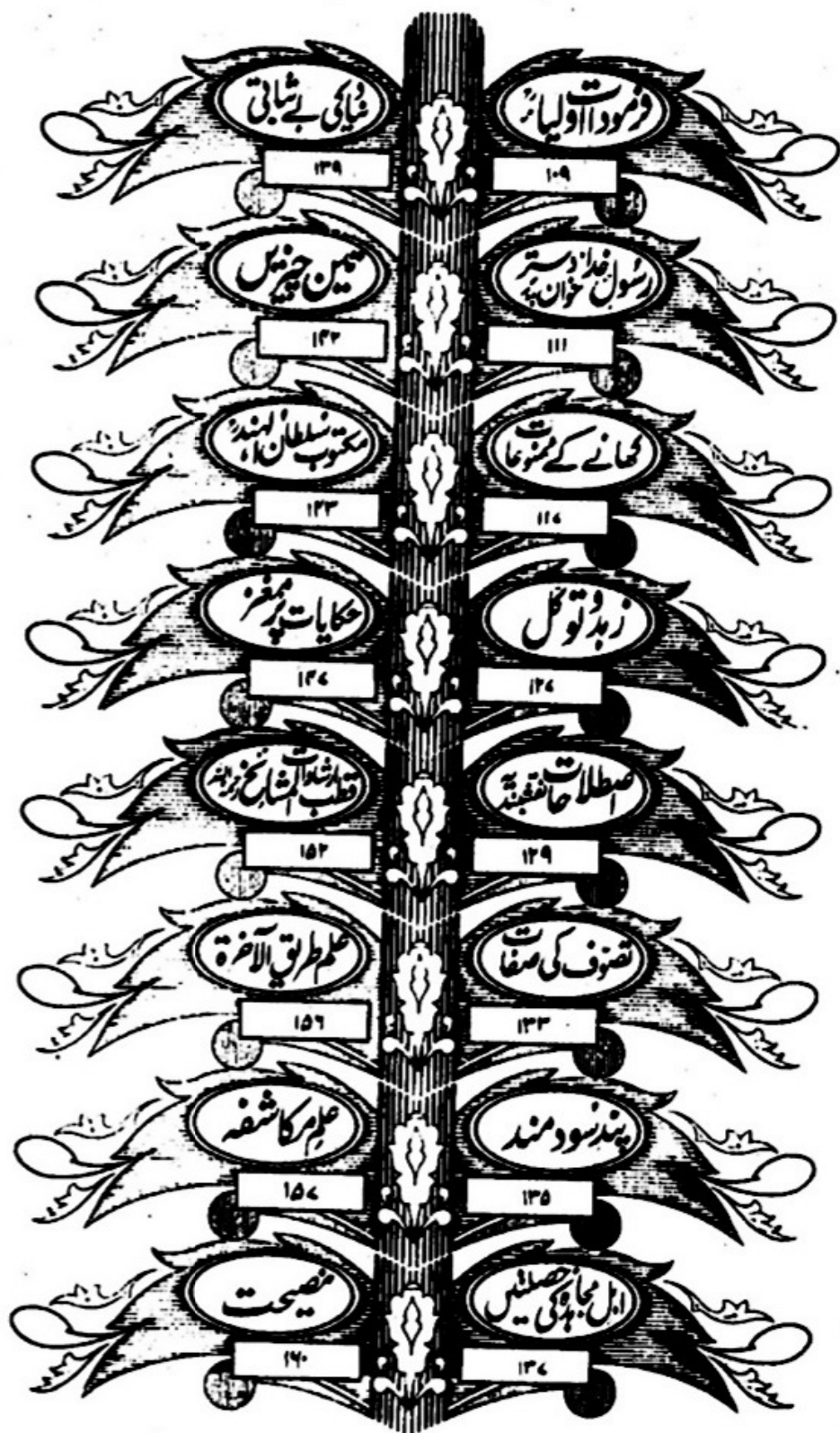
ثُمَّ إِشْهَدُ بِالْأَخِيذِ فَضْلًا وَجَلَالًا

پھر اجماع سے شہادت دو کہ اس کے فضل و کمال کا آثار کو

فِي كُلِّ صَبَاحٍ وَمَسَاءٍ وَزَوَالًا

صبح و شام دن رات دو دو دو





انتساب



بصدعجز و نیاز
منبع صدق و صفا
معدن جود و عطا
یار غار و ساتھی مزار

افضل الحقائق بعد الانبیاء
بعد از پیمبر سب سے بزرگتر
خلیفہ محبوب رب العالی
سیدنا و مولانا خلیفہ بلا فصل بالتحقیق

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

کے نام



نقشبندی
مجددی
مُرشِدِ کامل
عالمِ باعمل
حضرت خواجہ
محمد طاہر

لمعروفہ سخن سائیں حسبِ ضابطہِ اعلیٰ

آستانہ عالیہ اللہ آباد شریف
کنڈیارو سندھ

کو قولِ اُفت زبے عزیز شرف

احقر الانام

فقیر فقیر نور حسین طاہری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دیباچہ

حمد و نعت کے بعد مرض خدمت ہے کہ دورِ حاضر میں ہر شخص اپنے جسم اور لباس کی صفائی پر توجہ دیتا نظر آتا ہے مگر قلب و باطن کی صفائی نابلد و نا آشنا نظر آتا ہے؛ مالکِ ارض و سما کا قرآن مجید فرقانِ ہمید میں فرمانِ ذیشان ہے۔

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ مَرَّ كِهَانَهُ وَقَدْ خَابَ مَنْ خَدَّ سَهْمَاهُ

ترجمہ: جس نے اسے پاک کیا وہ کامیاب ہوا اور جس نے اسے خاک میں ملا دیا، وہ ناکام ہوا (پ ۳۰ سورۃ الشمس)

کامیاب و بامراد وہی ہوگا جس نے اپنے قلب و باطن کو پاک کیا اور وہ ناکام و خاسر ہو جس نے اسے پاک نہ کیا۔ انسان کی اخروی کامیابی اور قربِ الہی کا انحصار صفائیِ باطن پر ہے چاہیے تو یہ تھا کہ قلب و باطن کو سنوارا و نکھارا جائے، مگر سارا زوہ ظاہری صفائی پر صرف کیا جا رہا ہے۔ ظاہری صفائی جس کو مخلوق دیکھے، اُس کو تو سنوارا جائے اور جس سورے ہوئے معنی اصلاح شدہ قلب و باطن پر خالق کی بار بار نظر پڑے، اس کو صاف رکھنے کی چنداں ضرورت ہی محسوس نہ کی جائے۔

حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”اپنے قلب کو جو اللہ کا گھر ہے خالی کر، کسی دوسرے کو اس میں نہ چھوڑو،

جب کہ فرشتے اس گھر کے اندر نہیں جاتے جس میں کوئی تصویر ہو“

توحیٰ تعالیٰ تیرے قلب کے اندر کیوں کر داخل ہوگا۔ جب کہ اس میں بُھتیری

موتیں اور نبوت موجود ہیں اس کے سوا ہر چیز بُت ہے۔ پس بُتوں کو توڑ اور اس گھر کو پاک صاف کر کہ گھر والا گھر میں نظر آئے اور تو وہ عجائبات دیکھے کہ اس سے پہلے نہیں دیکھے تھے۔ (الفتح الزبانی مجلس نمبر ۴۲)

حدیث میں آتا ہے: قَلْبُ الْمُؤْمِنِ مِرَاةُ الزَّحْمَنِ مُؤْمِنٌ كَالْقَلْبِ رَحْمَانُ كَأَيُّنَہُ ہے۔ درد شاعر نے اس کی یوں ترجمانی کی ہے۔

اے دردِ ذکر تو آئینہٴ دل کو پاک صاف
پھر ہر طرف تو نظارہٴ نُحْن و جمالِ کر
دلِ صاف ہو تو جلوہ گاہِ یار کیوں نہ ہو
آئینہ ہو تو قابلِ دیدار کیوں نہ ہو
قلبِ مُؤْمِن کے متعلق ایک اور صاحبِ بول اُنھے ۔
ارض و سما کمالِ تیری وسعت کو پاس کے
میرا ہی وہ دل ہے جہاں تو سما کے

ایسا صاف و شفاف، قلب و باطن، تصفیۂ قلب اور تزکیۂ نفس کثرتِ ذکر سے بنتا ہے حضرت پیر خواجہ عبدالغفار عرف پیر مٹھار رحمۃ اللہ علیہ اپنے اشعار میں یوں فرماتے ہیں ۔
مگر قلب و تصفیہ تو مگر نفس و تزکیہ تو
مگر ذکر و چہ تخلیہ تو مگر اللہ اللہ روز و شب

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔ پس آدمی جب تک مرضِ قلبی میں مبتلا ہے ۔ فَنُفُوسُہُمْ مَسْرُوضٌ کَچھ بھی عبادت و طاعت اس کو فائدہ نہیں دیگی بلکہ اُس کے لیے مُضِر ہے بعض لوگ قرآن اس طرح پڑھتے ہیں کہ قرآن اُن پر لعنت کرتا ہے ۔ حدیث مشہور ہے اور اس

سے مراد ماسوائے حق کی گرفتاری ہے بلکہ اپنے نفس کی گرفتاری ہے پس جب تک اس قید سے خلاصی نہ ہو جائے تب تک نجات کی امید مشکل ہے۔

(مکتوبات شریف نمبر ۱۰۵)

بذراعمال کی وجہ سے دل پر زنگ لگ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: كَلَّا بَلْ تُكْرَهُنَّ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ه
ترجمہ: کوئی نہیں بلکہ ان کے دلوں پر زنگ چڑھا رہا ہے ان کی کمائیوں نے۔
(پ ۳۰ سورہ مطففین)

ف:۔ ان معاصی اور گناہوں نے جو وہ کرتے ہیں یعنی اپنے اعمال بد کی شامت سے ان کے دل زنگ آلود اور سیاہ ہو گئے، ایک حدیث شریف میں سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک نقطہ سیاہ پیدا ہوتا ہے جب اس گناہ سے باز آتا ہے اور توبہ استغفار کرتا ہے تو دل صاف ہو جاتا ہے اور یہی رین وہ زنگ ہے، اگر پھر گناہ کرتا ہے تو وہ نقطہ بڑھتا ہے یہاں تک کہ تمام قلب سیاہ ہو جاتا ہے اور یہی رین وہ زنگ ہے جس کا آیت میں ذکر ہوا۔ (ترمذی)

جسمانی امراض سے جسم کمزور و لاغر ہو جاتا ہے مگر روحانی و باطنی امراض سے ایمان کمزور ہو جاتا ہے۔ اگر ایمان کمزور ہو جائے تو عاقبت برباد ہو جاتی ہے اس لیے باطنی امراض کے علاج کی فکر چاہیے۔ باطنی امراض کا علاج اللہ والوں کے دار الشفا میں ہوتا ہے۔ جو روحانی ادویات دے کر باطنی صحت کے قابل بنا دیتے ہیں۔

ایہدی خدمت دے وچ آؤندارہ

پھر دامن مرشد کامل دا

ایہنوں پیرتوں صاف کر آؤندارہ

تیرے دل دا شیشہ گندا لے

روحانی مریضوں کے لیے حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد مگر امی :-
اے باطن کے مریضو! دوا حاصل کرو اور یہ دوا اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں
کے سوا کہیں نہ ملے گی، ان سے دوا لے اور اس کا استعمال کر، کہ تجھ کو دائمی صحت
اور عافیت نصیب ہوگی تیرے اندرون کو بھی اور تیرے قلب کو اور تیرے باطن
کو بھی اور پروردگار کے ساتھ تیری خلوت کو بھی، تیرے قلب کی دونوں آنکھیں
کھل جائیں گی، پس تو ان سے اپنے پروردگار کو دیکھے گا۔ ان مجتہدین میں سے بن
جائے گا جو اس کے دروازے پر کھڑے رہتے ہیں اور اس کے سوا کسی کی جانب
بھی نظر نہیں کرتے۔ جس قلب میں بدعت ہو وہ حق تعالیٰ کی طرف کس طرح
نظر کر سکتا ہے؟ (فتح الربانی مجلس نمبر ۱۴)

فقیر نے اس کتابچہ کے جو چند اوراق تحریر کئے ہیں، محض اس لیے کہ ہم
 روحانی و باطنی امراض سے بالکل ناواقف ہیں اور نہ ہی اس کے علاج کی کوشش
 کرتے ہیں، اس لیے روحانی و باطنی ترقی سے دور ہو رہے ہیں۔ باطنی ترقی کے
 لیے حلال و طیب روزی، تقویٰ، ذکر کثیر، مراقبہ اور اللہ والوں سے عقیدت و
 محبت و دعا ہے، احقر کے خیال میں سب سے زیادہ لا بدی اور ضروری امر
 اللہ والوں سے عقیدت و محبت ہے، یہی وہ نقطہ ہے جو بہت سے عقیدے
 حل کر دیتا ہے۔

عارف کامل حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-
 ۱۔ چوں تو کردی ذات مرشد را قبول ہم خدا آمد ز ذاتش ہم رسول
 ۲۔ نفس نتوان گشت الا ذات پیر دامن آل نفس گش محکم بیگر
 ترجمہ: یعنی جب تو نے پیر کی ذات کو (پیر کو) قبول کر لیا، تو اس سے اللہ تعالیٰ
 بھی مل گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی۔

۲۔ اس نافرمان نفس کو پیر کی ذات کے سوانے کوئی نہیں مار سکتا، تو اس نفس کے مارنے والے دہیرا کا دامن مضبوط پکڑ۔
 احقر فقیر لاشیٰ نے جو چند کلمات کتا بچہ کی شکل میں تحریر کیے ہیں۔ یہ سب پیر کامل کی نگاہ کرم کا مہنوں منت ہے، ورنہ فقیر تو اس قابل نہ تھا کہ کچھ دامن تحریر میں لاسکے۔

اس کتا بچہ کی اصلاح دور ستگی کے لیے گرامی القدر جناب حضرت علامہ حبیب الرحمن گبول بخشی ایم اے فاضل غفاری کامنوں و مشکور ہوں۔
 نیز اس کے شائع کرنے میں عزیز القدر جناب راؤ محمد شفیق کی خصوصی معاونت بھی شامل ہے جن کے لیے میں ان کا تہہ دل سے شکریہ گزار ہوں۔

الدر رب العزت سے دعا ہے کہ ان حضرات کو اپنے محبوب آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے اپنی خصوصی نوازشات سے نوازے، عزیزان مکرم محمد اقبال طاہری اور راشد محمود طاہری کی کتا بچہ کی تالیف و تدوین میں دلچسپی بھی لائق تحسین ہے اللہ تعالیٰ ہر دو صاحبان کی کوشش کو شرف قبولیت سے نوازے اور ان کو بہترین بدلہ عطا فرمائے (آمین)

دعا گو:

احقر الحقیر فقیر، نقشبند، بندہ ناپسند

نور حسین طاہری نقشبندی مجددی

چک نمبر ۵۹ گ ب نزد پھیانہ منڈی تحصیل جہڑاوا

ضلع فیصل آباد

تقریظ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
حَامِلًا وَمُصَلِّيًا وَمُسْلِمًا

از قلم حقیقت رقم حضرت علامہ حبیب الرحمن گبول نجفی ایم اے فاضل غفاری
در بار عالیہ اللہ آباد شریف، کنڈیادو (سندھ)

اَمَّا بَعْدُ! عزیز القدر حضرت مولانا نور حسین طاہری صاحب سلمہ اللہ و عافاہ،
احقر کے پیر بھائی، سیدی و مرشدی خواجہ خواجگان حضرت قبلہ الحاج اللہ بخش عیسیٰ
نقشبندی (المعروف حضرت پیر سوہناسائیں) نور اللہ مرقدہ کے خلیفہ، انتہائی نیک
پرہیزگار مبلغ اسلام ہیں۔

بنیادی طوطا پر آپ سرکاری ملازم (سکول ٹیچر) ہیں، لیکن ملازمت کے ساتھ ساتھ
تبلیغ دین کا جذبہ ہر وقت موجزن رہتا ہے مختلف مقامات پر تبلیغ کرنے جاتے رہتے
ہیں۔ آپ کی ہمت سے بہت سے لوگ نیک صالح بنے ہیں۔ تبلیغ دین کے ساتھ
ساتھ تصنیف و تالیف سے بھی آپ کو خاص مناسبت ہے، قبل بذی گمر اللہ کے
موضوع پر اسی ہی نام سے دو سو سے زائد صفحات پر ایک میاری کتاب تحریر کی تھی جو
کافی مقبول ہوئی۔

پیش نظر کتاب جس پر احقر نے نظر ثانی کی ہے مفید معلومات پر مشتمل نسبتاً جامع کتاب
ہے، نظر ثانی کے وقت احقر نے اپنی تحقیق کی روشنی میں لفظی رد و بدل کے ساتھ ساتھ بعض
معلومات پر مضامین کی ضروری اصلاح کی ہے۔ نیز بعض دگو بہت کم (جملات حذف
کرنے کی تجویز پیش کی ہے۔ احقر تہذیب سے دعا گو ہے کہ خداوند عزوجل خلیفہ مولانا نور حسین
کی پیش نظر کتاب کو مفید عوام و خواص میں مقبول ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے حضور شریف
قبولیت سے سرفراز فرما کر سرمایہ سعادت دارین بنائے، آمین؛
محرمہ سید المرسلین و علی آلہ و اصحابہ من الصلوات افضلہا و من التسلیمات اکملہا۔

رحمۃ الفقیر حبیب الرحمان گبول طاہری

مدارۃ العرفۃ درگاہ الشاہاد شریف کنڈیادو ضلع نوشہرہ فوسندھ ۲۰ محرم الحرام ۱۴۲۰ھ ۱۵/۵/۹۹م

تقریظ

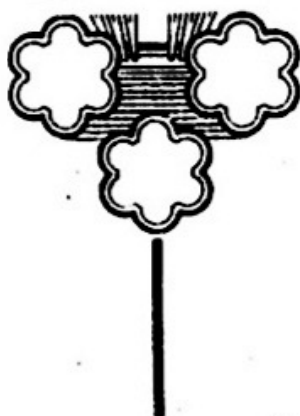
گرامی قدر علامہ جناب محمد حنیف صاحب فارغ التحصیل جامعہ محمدیہ غوثیہ بمبئی شریف

اشاعت اسلام کی تاریخ میں جو کردار صاحبانِ طریقت اور اہل معرفت نے ادا کیا ہے وہ فقید المثال ہے ان کی شخصیت غلوت کدے اور گنج عافیت میں مجوزہ فکر ہو یا جلوت میں انجمن آرا ہوا وہ ہر حال میں اپنے مقصود و مطلوب حیات یعنی ربّ العلیٰ کے داعی ہوتے ہیں ان کی خاموشی کسی پُر اثر خطاب سے زیادہ قلوب و اذہان کو متاثر کرتی ہے اور ان کے چند بول بھی دلوں میں یاد خدا کے دیپ جلا دیتے ہیں اور غافل دلوں کو فاکر بنا دیتے ہیں ایسی ہی مسخو رکُن شخصیات احوال و اذکار، واقعات و افکار اور تعلیمات و اشغال اس کتاب بعنوان قرب خداوندی اور صفائی باطن کیلئے مفید باتیں ہیں موصوف صوفی باصفا اور محبت شیخ میں ہر دم فنا جناب محترم نور حسین صاحب مدظلہ نے خالصتاً تربیتی، اصلاحی اور باطنی پاکیزگی کے حصول کے لیے طالب مولیٰ کو نقشہ بندی طاہری سلسلہ طریقت میں رہنمائی فرمائی ہے۔

امید ہے ان کے مطالعہ سے قاری کے دل میں اہل اللہ کی صحبت کا شوق چمکائی سے شعلہ جوالہ اور ذرے سے آفتاب بننے میں مدد دے گا، حتی المقدور ان تمام صفحات کے مطالعہ کی سعادت حاصل ہوئی جہاں تک راقم الحروف نے محسوس کیا ہے اس کتاب میں مدارج سلوک اور منازل تصوف کی طرف بھی موصوف نے بڑی سادگی اور سلاست کلام سے رہنمائی فرمائی ہے، علمی موٹنگائیوں، نکتہ بینیوں، تفسیری نکات اور فلسفیانہ تعبیرات میں اُبکھے بغیر عام قاری اور سنی مطالعہ کرنے والے آدمی کو بھی روحانی فوائد اور باطنی ثمرات کا شائق بنانے کے لیے یہ ایک مفید اور کارآمد کوشش ہے۔

محدود وسائل اور دیہاتی زندگی میں بھی مصنف کا علمی شوق اور تصنیف و تالیف کا جان جو کھوں میں ڈالنے والا کام اور وہ بھی وہ جو صرف صوفیانہ اقوال و اعمال کی ترتیب و تدوین سے تعلق رکھتا ہے۔ یقیناً یہ جدوجہد ایک سخی مشکور ہے۔ باری تعالیٰ ایک وسیع حلقے کو اس سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے، مؤلف کے درجات کی بلندی کا باعث بنائے اور قارئین کتاب کو بھی اس سے استفادہ کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے؛

آمین بجاہ طاف لیسین



ابوالاحسان

محمد حنیف چشتی غفرلہ

چک نمبر ۶۵۶/۷ گ ب تحصیل جہانوالہ

ضلع فیصل آباد

۱۰ ذوالحجہ ۱۴۲۰

مطابق ۱۷ مارچ ۲۰۰۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیہ رسول الکریم

انسان کی دو حالتیں ہیں۔ ظاہری و باطنی، ظاہری حالت کو جسمانی اور باطنی حالت کو روحانی کہتے ہیں۔ ظاہری حالت کا تعلق احکام ظاہری سے ہے جس کو عرف عام میں شریعت کہا جاتا ہے۔ روحانی حالت کا تعلق صفاتی باطن سے ہے جب تک خیالات رذیلہ، خواہشات نفسانی اور اخلاق ذمہ یعنی بغض و حسد، کینہ و تکبر، ریا و نمود، حب دنیا وغیرہ ہمارے دل پاک و صاف نہیں ہو جاتا۔ محض ظاہری درستی کار آمد نہیں بلکہ ایک قسم کی ریاکاری ہے۔

لکھ نمازاں پڑھ دے میاں ایویں رب لمن دستور نہیں
جب تک دل تیرا ساجد نہیں تیرا کوئی سجدہ منظور نہیں
جے دل نوں دھوکے صاف کریں تے رب لمن کوئی دور نہیں
دل موئے او اندھڑے جنہاں دل وچ عربی ڈھول دانور نہیں
اس لئے جب تک انسان کی ظاہری و باطنی دونوں حالتیں درست نہ ہوں ارتقا یعنی قرب خداوندی نصیب نہیں ہوتا۔ ہم زیادہ ظاہری حالت کو سنوارنے اور باطنی حالت کو پاک کرنے سے بے خبر رہتے ہیں۔ اسی لئے باطنی ترقی و منازل سے دوری ہو رہی ہے۔ انسانی زندگی کا ماحصل اور مقصد اصل باللہ ہے۔ چونکہ یہ درجہ روحانی ترقی سے ہی

نصیب ہوتا ہے۔ اس لئے عاجز فقیر نے بزرگان دین کی تعلیمات کی روشنی میں چند باتیں اخذ کی ہیں۔ جو صفائی باطن اور قرب خداوندی کے حصول میں مدد و معاون ہو سکتی ہیں۔ وہ پیش خدمت ہیں۔ الا ماشاء اللہ

(۱) اکل حلال (۲) ذکر (۳) مراقبہ (۴) رابطہ شیخ (۵) پرہیز

اکل حلال

ارشاد خداوندی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ۖ

ترجمہ: اے ایمان والو! کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں۔

تاجدار عرب و عجم محبوب کبریاء ﷺ نے ارشاد فرمایا:

طلب الحلال فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ

حلال کی طلب فرض ہے مسلمان مرد اور عورت پر۔

فخر دو عالم ﷺ نے فرمایا جس نے چالیس دن ایسی حلال

روزی کھائی جس میں حرام نہ ملا ہو حق تعالیٰ اس کے دل کو نور سے بھر

دے گا اور حکمت کے چشمے اس کے دل سے جاری کر دے گا۔

ارشاد گرامی ہے۔

جس نے ایک کپڑا دس درہم دے کر لیا اس میں ایک درہم حرام

ہے تو جب تک وہ کپڑا بدن پر رہے گا اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔

فرمان گرامی ہے۔

جو گوشت بدن پر حرام روزی سے پیدا ہوگا، دوزخ کی آگ میں جلے گا۔

حضرت وہب بن منہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے ایک شخص کو بڑی تضرع و زاری سے دعا مانگتے دیکھا اور بارگاہ خداوندی میں عرض کی اے پروردگار! تو اس بندے کی دعا قبول کیوں نہیں فرماتا؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی آئی کہ اے موسیٰ (علیہ السلام) اگر یہ شخص اتنا روئے کہ اپنے آپ کو ہلاک کر دے اور اپنا ہاتھ اتنا اٹھائے کہ آسمان تک پہنچ جائے تب بھی اس کی دعا قبول نہیں کروں گا کیونکہ اس کے پیٹ میں حرام ہے، اس کی پشت پر حرام ہے اور اس کے گھر میں حرام ہے۔

آج کل ہم میں سے ہر کوئی یہ کتنا نظر آتا ہے کہ میری دعا قبول نہیں ہوتی۔ میں تو دکھوں اور پریشانیوں میں ہی گھرا رہتا ہوں نہ جانے مجھ سے کیا خطا ہوئی جس کی مجھ کو سزا مل رہی ہے۔

یاد رکھیں! شیطان لعین کا یہ بھی کامیاب وار ہے کہ انسان گناہ کرتا ہے پھر بھی اس کے ذہن میں یہ بٹھا دیا ہے کہ تو تو کوئی گناہ ہی نہیں کرتا تو تو پاک و صاف ہے حالانکہ اس کا مال حرام کا، نماز پڑھتا نہیں، اگر پڑھتا ہے تو بے توجہی سے۔ شریعت کے احکام سے دوری اور لاپرواہی خصوصی طور پر سنت رسول ﷺ سے کوسوں دوری لیکن اپنے آپ کو پھر بھی پاکباز تصور کرتا ہے۔ واقعی جو نیک صالح لوگ ہوتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو گنہگار ہی تصور کرتے ہیں۔ ساری رات

عبادت خداوندی میں گزار دیتے ہیں اور صبح اٹھ کر اپنے آپ کو کمتر اور گنہگار سمجھتے ہیں۔

ساری رات رب حضوریں رو رو بنیر وہاؤں
دن چڑھے تے اپنے آپ نوں گنہگار سداؤں
قارئین کرام! مال حرام سے تو بہر حال بچنا ہی چاہیے کہ مال حرام
کا ایک لقمہ چالیس دن کی عبادت کو برباد کر دیتا ہے اور یہ لقمہ جب تک
پیٹ میں رہتا ہے کوئی دعا قبول نہیں ہوتی بلکہ لعنت برستی رہتی ہے۔
اگر اسی حالت میں موت آگئی تو جہنم میں داخل ہونا ہوگا۔
اللہ تعالیٰ کے نیک اور صالح بندے حرام کے مال سے پرہیز کرنے
کے ساتھ ساتھ شبہیے کے مال سے بھی پرہیز کرتے ہیں۔

حضرت ابو صالح رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ اکثر ریاضت و مجاہدات میں مشغول
رہتے تھے۔ ایک دفعہ دریا کے کنارے عبادت کر رہے تھے۔ کھانا کھائے
ہوئے تین دن گزر چکے تھے۔ ناگہانی ایک سیب دریا میں بہتا ہوا دکھائی
دیا۔ اس کو پکڑ کر آپؑ نے کھا لیا۔ سیب کھانے کے بعد دل نے آواز
دی اے ابو صالح رضی اللہ عنہ! معلوم نہیں اس سیب کا مالک کون ہے؟ تو نے
بغیر اجازت اسے کھا کر امانت میں خیانت کی ہے۔ یہ خیال آتے ہی
کپڑے جھاڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور دریا کے کنارے کنارے پانی کے
بہاؤ کی مخالف سمت سیب کے مالک کی تلاش میں چل دیئے۔ کئی دن کے

سفر کے بعد آپ کو لب دریا ایک وسیع باغ نظر آیا۔ اس میں سیب کا ایک تناور درخت تھا جس کی شاخوں سے پکے ہوئے سیب پانی میں گر رہے تھے۔ سید ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ کے دل نے شہادت دی کہ جو سیب میں نے کھایا ہے وہ اسی درخت کا ہے۔ لوگوں سے اس باغ کے مالک کا پتہ دریافت کیا معلوم ہوا کہ اس کے مالک حضرت سید عبداللہ صومعیؒ ہیں۔ فوراً ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سارا ماجرا بیان کیا اور بعد ادب بلا اجازت سیب کھا لینے کے لئے معافی کے خواستگار ہوئے۔ سید عبداللہ صومعیؒ خاصانِ خدا میں سے تھے۔ سمجھ گئے کہ یہ نوجوان بھی اللہ کا خاص بندہ ہے۔ دل میں تڑپ اٹھی کہ اسے اپنے سایہ عاطفت میں قرب الہی کے مدارج طے کراؤں۔ فرمایا دس سال تک اس باغ کی رکھوالی کرو اور مجاہدہ نفس کرو۔ پھر سیب معاف کرنے کے متعلق سوچوں گا۔ حضرت ابو صالحؒ نے رضائے الہی کی خاطر فوراً یہ شرط منظور کر لی اور دس سال تک سید عبداللہ صومعیؒ کے زیر سایہ مدارج سلوک طے کرتے رہے۔ دس برس کے بعد سید عبداللہ صومعیؒ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں غنو خطا کیلئے حاضر ہوئے۔ انہوں نے فرمایا نہیں ابھی دو سال اور میری خدمت میں رہو۔ پھر تمہارے معاملہ کے متعلق سوچیں گے۔ سید ابو صالحؒ نے یہ دو برس بھی نہایت خوشی سے گزار دیئے کہ شیخ عبداللہ کی صورت میں انہیں ایک رہبر کامل میسر آ گیا تھا۔ بارہ سال کی طویل مدت ختم ہوئی تو حضرت عبداللہ صومعیؒ نے انہیں بلا کر فرمایا اے فرزند! تو آزمائش کی کسوٹی پر پورا اترتا ہے لیکن

ابھی ایک خدمت اور باقی ہے وہ یہ کہ میری ایک لڑکی ہے جو پاؤں سے لنگڑی ہے، ہاتھوں سے لنچی اور کانوں سے بہری اور آنکھوں سے اندھی ہے۔ اس بے چاری کو اپنے نکاح میں قبول کر لو تو میں تمہیں سیب بخش دوں گا۔ حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ نے سید عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات بھی بسر و چشم قبول کر لی اور اس طرح سیدہ فاطمہ بنت سید عبداللہ صومعیؓ سے ان کا نکاح ہو گیا۔ شادی کے بعد جب سیدہ فاطمہؓ کا سامنا ہوا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ان کے تمام اعضاء صحیح و سالم ہیں اور اللہ نے انہیں کمال درجہ حسن ظاہری سے متصف فرمایا ہے۔ دل میں دوسوہ پیدا ہوا کہ شاید کوئی اور لڑکی ہے۔ اسی وقت باہر نکلے۔ صبح شیخ عبداللہ صومعیؓ کی خدمت میں بحال پریشان حاضر ہوئے۔ وہ اپنی فراست باطنی سے سب کچھ جان گئے تھے۔ فرمایا: اے بیٹے جو صفات میں نے اپنی بیٹی کی تم سے بیان کی تھیں وہ سب صحیح ہیں۔ آج تک اس نے کسی نامحرم پر نظر نہیں ڈالی، اس لئے اندھی ہے۔ آج تک اس نے خلاف حق کوئی بات نہیں سنی، اس لئے بہری ہے۔ آج تک گھر سے باہر نہیں نکلی، اس لئے لنگڑی ہے اور آج تک خلاف شرع اس نے کوئی کام نہیں کیا، اس لئے لنچی ہے۔ حضرت ابو صالحؓ بھی سمجھ گئے اور ان کے دل میں اپنی بیوی کی کمال درجہ محبت پیدا ہو گئی۔ اسی بیوی مبارک کے بطن پاک سے اللہ تعالیٰ نے وہ نور نظر عطا فرمایا جو غوثیت کا تاج پہن کر آیا جن کا اسم گرامی پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

یہی وہ حضرات ہیں جو قرب خداوندی میں اعلیٰ مقامات حاصل کرنے والے ہیں۔

حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کا واقعہ

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ ایک رات بیت المقدس میں لیٹے ہوئے تھے۔ مسجد میں آپؒ تنہا ہی تھے جب رات کا تھوڑا حصہ گزرا تو مسجد کا دروازہ کھلا ایک ضعیف بزرگ چالیس نورانی ہمراہیوں کے ساتھ مسجد میں داخل ہوئے اور محراب کے پاس آکر سب نے نفل پڑھے اور پھر سب محراب کی طرف پشت کر کے بیٹھ گئے۔ ایک شخص ان میں سے بولا! آج کوئی ایسا شخص بھی اس مسجد میں ہے جو ہم میں سے نہیں۔ وہ ضعیف بزرگ مسکرائے اور فرمایا ہاں ہے اور وہ ابراہیم بن ادھمؒ ہے۔ جو چالیس دن سے عبادت میں لطف نہیں پاتا۔ جب ابراہیم بن ادھمؒ نے یہ بات سنی تو آپؒ نے ”کوئے سے اٹھے اور ضعیف بزرگ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے آپؒ نے سچ فرمایا! مگر یہ تو بتائیے کہ اس کی وجہ کیا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ فلاں روز آپؒ نے بھرے میں کھجوریں خریدی تھیں۔ قریب ہی ایک کھجور کسی دوسرے کی گری ہوئی پڑی تھی۔ آپؒ نے سمجھا کہ یہ آپؒ ہی کی گری ہے۔ اس لئے آپؒ نے اسے بھی اٹھالیا اور اپنی کھجوروں میں ملا لیا بس اس پرانی کھجور کے آپؒ کے مال میں مل جانے سے آپؒ کی عبادت میں جو مزہ تھا وہ جاتا رہا۔ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ یہ سنتے ہی بھرہ کو روانہ ہوئے اور اس شخص کے

پاس جس کی کھجور تھی پہنچے اور اس سے معافی چاہی۔

ہمارے اسلاف کا دل رزق حلال کی برکتوں اور ریاضتوں سے کس قدر صاف و شفاف ہوا کرتا تھا کہ اگر کوئی پرانی اور مشکوک چیز بھول کر بھی ان کے استعمال میں آگئی تو اللہ تعالیٰ انہیں اس خلاف شان امر سے بچا لیتا ہے اور ان کی شان پر کوئی وجہ نہیں آنے دیتا۔ ہم ہیں کہ منوں پرانی اور مشکوک چیزیں ہڑپ کر جاتے ہیں لیکن خبر تک نہیں ہوتی۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا واقعہ

ایک دفعہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کے ہاتھ سے دودھ پیا۔ پھر جب معلوم ہوا کہ یہ کسی غیر کی اونٹنی کا دودھ تھا تو آپؐ نے اپنے طلق تک اتنی دور تک انگلی ڈالی کہ آپؐ کی رگیں باہر آنے لگیں۔ پھر آپؐ نے کہا خداوند امیرا یہ گناہ بخش دے اور مجھے اپنی پناہ میں لے لے۔

یہی واقعہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو بھی پیش آیا۔ تو آپؐ نے بھی اسی طرح کیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : اگر نماز پڑھتے پڑھتے تمہاری پیٹھ ٹیڑھی ہو جائے اور روزہ رکھتے رکھتے تم بال سے باریک ہو جاؤ لیکن اگر

تمہارے اندر تقویٰ نہیں ہے تو یہ نماز روزہ تمہیں کوئی نفع نہیں دیں گے۔

آداب متعلمین میں لکھا ہے کہ بازاری چیزیں نجاست اور غفلت کے قریب اور خدا کے ذکر سے دور ہوتی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک بریلویؒ کے واقعات

آپ رحمۃ اللہ علیہ سفر کی حالت میں ایک جگہ فروکش ہوئے۔ آپ کے گھوڑے نے ایک کھیت میں سے کچھ کھا لیا تو آپ نے گھوڑے کو وہیں چھوڑ دیا اور خود چلے گئے۔

نیز ایک دفعہ آپ ایک دکاندار سے انگور خریدنے لگے انگور چکھنے کے لئے ایک دانہ منہ میں ڈالا لیکن جب معلوم ہوا کہ یہ دانہ آپ کی ملکیت نہیں تھا تو آپ نے دکاندار سے کہا کہ انگور کا جو دانہ میں نے کھایا ہے اس کے عوض مجھ سے ایک درہم لے لو اس نے انکار کیا۔ آپ نے دو درہم کہے مگر وہ نہ مانا۔ آخر آپ نے نو سو درہم دیئے۔ اس کے بعد آپ نے اس سے کہا اگر تو نو سو درہم کے لینے پر راضی نہ ہوتا تو پندرہ ہزار درہم جو میرے پاس ہیں سب تجھے دے دیتا۔

ایک بزرگ کا واقعہ

ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ میں نے ایک کرایہ کے مکان میں بیٹھ کر خط لکھا۔ جب اس خط کو دیوار سے خشک کرنے لگا تو میں نے خیال کیا کہ

یہ مکان میری ملکیت نہیں پھر میں نے یہ خیال کر کے دیوار کی مٹی ایک معمولی چیز ہے، خط کو دیوار سے خشک کر لیا۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ کوئی آدمی کہہ رہا ہے کہ جو شخص مٹی کو معمولی چیز بتلاتا ہے اس کی قدر اسے قیامت کو معلوم ہو جائیگی۔

حضرت امیر کلال بریلویؒ

ان کی خدمت میں امیر تیمور نے ایک قاصد بھیجا اور کہا کہ ہمارا آنا تو مشکل ہے آپ یہاں اپنا قدم رنجہ فرما کر اس ولایت کو اپنے قدم مبارک سے مشرف فرمادیں۔ تو آپؒ نے فرمایا ہم اسی جگہ دعا گوئی میں مصروف ہیں اور عذر خواہی کیلئے اپنے صاحبزادے امیر عمر کو تیمور کے پاس بھیجا اور صاحبزادے کو یہ تاکید کر دی اگر امیر تیمور تم کو انعام و اکرام دے تو اس کو قبول نہ کرنا اگر قبول کر لو تو اسے ہمارے پاس نہ لانا۔

اگر درویش کا دھیان دنیا کی طرف مائل ہو جائے تو ان کی دعا مستجاب الدعوات نہیں رہتی۔ جب آپؒ کے صاحبزادے امیر تیمور کے پاس تشریف لے گئے۔ چند روز کے بعد جب واپسی کا ارادہ فرمایا تو امیر تیمور نے کہا کہ میں نے تمام بخارا آپ کو دیا۔ تو صاحبزادے نے اس کو قبول نہ کیا اور کہا مجھ کو والد بزرگوار کی طرف سے اجازت نہیں ہے۔ مجبور ہو کر امیر تیمور نے دریافت کیا کہ میں کیا چیز تحفہ بھیجوں۔ وہ حضرت امیر کلالؒ کے مناسب حال اور قابل قبول ہو۔ جس سے ان کی

خدمت میں ہم کو تقرب حاصل ہو جائے۔ صاحبزادے نے جواب دیا۔
اگر تم قرب حاصل کرنا چاہتے ہو تو تقویٰ اور عدل کو اپنا شعار بنا لو۔
چونکہ حق تعالیٰ اور خاصان حق کے قرب کا ذریعہ یہی چیزیں ہیں۔

فرمان حضرت امیر کلال برائے

آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدین سے ہمیشہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ
جب تک تم لقمہ اور خرقہ کو پاک نہیں رکھو گے اور نبی کریم ﷺ
کی شریعت کا اہتمام نہیں کرو گے۔ اس وقت چاہے تم عبادت کی کثرت
کی وجہ سے کبڑے ہو جاؤ اور ریاضت کرتے کرتے تمہارا بدن کمان کی
طرح دبلا پتلا اور نحیف و لاغر ہو جائے لیکن تم ہرگز ہرگز منزل مقصود کو
نہیں حاصل کر سکتے۔

حضرت خواجہ حافظ عبدالکریم برائے کا کشف

حضرت خواجہ حافظ عبدالکریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کشف ایک
مرتبہ آپؒ سمبریال ضلع سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ نماز عصر کے بعد
ایک دوست بازار سے دودھ جلیبیاں تحفہ "لایا۔ آپؒ اور سب
حاضرین کے سامنے پیش کیں۔ آپؒ نے پیالہ ہاتھ میں لیا اور کھانے
والے تھے کہ پیالہ رکھ دیا اور فرمایا یہ جلیبیاں کسی مشرک اور نجس
فحش کے ہاتھ کی بنی ہوئی ہیں۔ اس دوست نے ہر چند کہا کہ نہیں
مسلمان کے یہاں سے لایا ہوں۔ مگر آپؒ کا اصرار تھا کہ یہ نجس ہاتھ

سے بنی ہوئی ہیں۔ نجاست کی بو آرہی ہے۔ اتنے میں صاحب خانہ آگئے اور اس نے کہا کہ حضرت صاحب سچ فرما رہے ہیں۔ سمبریال میں کوئی مسلمان حلوائی نہیں ہے۔ جو جلیبی بناتا ہو وہ شخص اپنے فعل پر نادم ہوا۔ اس نے معافی مانگی۔ واقعی اہل اللہ صاحب بصیرت اور اہل تقویٰ ہوتے ہیں۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ

ایک روز آپؒ نے جنگل میں اپنا کپڑا دھویا۔ ایک ارادتمند ساتھ تھا۔ وہ بولا ہم اس کو انگوروں کی دیوار پر لٹکا دیتے ہیں۔ آپؒ نے فرمایا! ایسا نہ کرو۔ درخت کی شاخیں ٹوٹ جائیں گی۔ عرض کیا گھاس میں پھیلا دیتے ہیں فرمایا! ایسا نہ کرو گھاس چوپاؤں کا چارہ ہے ہم اس کو کپڑے سے نہیں چھپاتے۔ بس آپؒ کپڑے کو پشت مبارک پر رکھ کر دھوپ میں کھڑے ہو گئے جب ایک طرف سوکھ گئی تو دوسری طرف الٹ دی۔

درود خواں حقہ نوش کی مثال اور ختم خواجگان سے دوری

حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب لاٹانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک آدمی تسبیح پینے ہوئے آیا۔ آپؒ نے فرمایا اس پر کیا پڑھتے ہو؟ اس نے عرض کیا کہ روزانہ آٹھ ہزار بار درود شریف پڑھا کرتا ہوں۔ بہت خوش ہوئے اور پھر فرمایا کہ تمہارے منہ سے حقہ کی بدبو آتی ہے۔ فرمایا: درود خواں حقہ نوش کی مثال ایسی ہے کہ خوشبودار چاولوں کا

تھال بھر کر اوپر راکھ ڈال دی جائے۔ آپؐ کا معمول تھا کہ حقہ نوش کو ختم خواجگان میں شریک نہ کرتے اور نہ ہی ان کو ختم خواجگان کا تبرک دیتے۔

حضرت شاہ سراج الحق رحمۃ اللہ علیہ بھی حقہ نوش کو ختم شریف میں شمولیت کی اجازت نہیں فرماتے تھے۔ ہمارے سلسلہ عالیہ فضیلۂ غفاریہ، بخشیہ، طاہریہ میں بھی پرانے سے پرانے حقہ نوشوں اور تھوڑے عرصہ والے حقہ نوشوں کو ان کی عادت چھڑانے کیلئے الاچیاں دم کر کے دی جاتی ہیں۔ ان کی عادت حقہ چھوٹ جاتی ہے۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حقہ یا سگریٹ سے پرہیز کرائی جاتی ہے۔ چونکہ یہ بدبودار چیز ہے۔ بدبو کے علاوہ ٹھیک ٹھاک اسراف بھی ہے۔ ذاکرین و درود خوان حضرات کو تو اس بدبودار چیز سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ ایک عرض کئے دیتا ہوں کہ جو لوگ حقہ یا سگریٹ کے عادی ہیں۔ اس لگاتار عادت اور محبت کی وجہ سے ان کو اس کی بدبو محسوس ہی نہیں۔ حس ہی ختم ہو جاتی ہے لیکن جو حضرات ان بدبودار عادتوں کے عادی نہیں ہیں اور نہ ہی ان چیزوں کو استعمال میں لانا چاہتے ہیں۔ ان حضرات کو عادی لوگوں کے منہ سے بدبو اور سزاوند آتی ہے اور ان کے نزدیک بیٹھنا تک مشکل ہو جاتا ہے۔ ایسی چیز جس کے استعمال سے دوسرے شخص کو بدبو محسوس ہو ایسی چیز کو استعمال کرنا شریعت بھی اجازت نہیں دیتی۔

حضور سرکار دو عالم سید محسن انسانیت ﷺ کا فرمان عالیشان

ہے کہ لسن، گنڈھا (کچا) وغیرہ کھا کر مسجد میں نہ جاؤ تاکہ نمازیوں کو تکلیف نہ ہو۔

سگریٹ حقہ وغیرہ کی بدبو تو لسن گنڈھا وغیرہ سے بھی زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ یہ استعمال کر کے مسجد کو جانا کب روا ہوگا؟ فضول خرچی ایک علیحدہ جرم ہے جسے عاقل و دانا کبھی بھی پسند نہیں کریں گے۔

خواجہ خواجگان باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے چند ارشادات

آپ رحمۃ اللہ علیہ تاکید فرماتے کہ کھانا پکانے والا با وضو ہو اور کھانا پکنے کے وقت حضور و جمیعت میں مشغول رہے۔ آپؐ فرماتے کہ جو لقمہ بے حضوری اور بے احتیاطی سے پکایا جائے اس کے کھانے سے ایسا دھواں اٹھتا ہے جو فیض کے راستوں کو بند کر دیتا ہے اور ارواح طیبہ جو فیض کے وسیلے ہیں۔ ایسے دل والے کے سامنے نہیں ہوتیں۔ آپؐ احتیاط کی بہت تاکید فرماتے اور ترغیب دیتے ہوئے فرماتے کہ اگر تم ایک ہزار سال تک ذکر کرتے رہو مگر تمہارا کھانا حلال مال کا نہیں ہے تو تمہارا روحانی مقصد کبھی حاصل نہیں ہو سکتا۔

حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ شر قپوری

ایک مرتبہ حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ شر قپوری کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کیا کہ حضور میں اپنے بزرگ کا ختم دلانا چاہتا ہوں۔ آپؐ بھی تشریف لائیں۔ آپؐ نے فرمایا اس ختم سے

کیا فائدہ؟ اس بزرگ کی روح تو تم سے سخت ناراض ہے۔ اس لئے یہ ختم تمہارے منہ پر مارا جائیگا۔

اگر اپنے بزرگ کی روح کو ثواب پہنچانا اور اللہ تعالیٰ کو خوش کرنا چاہتے ہو تو خود غرضیاں چھوڑ دو، مقدمہ بازیاں چھوڑ دو، جھوٹ، دغا بازی، بے ایمانی، حرام کاری چھوڑ دو۔ نیکی اور پرہیزگاری اختیار کرو۔ آپس میں صلح صفائی اور رحم دلی سے رہو۔ دوسروں کا مال کھانے اور چوریاں کرنے سے پرہیز کرو اور درحقیقت نیک باز صالح اور شریف انسان بن جاؤ۔ اللہ اور رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرو۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ کی پابندی کرو، گالی گلوچ سے پرہیز کرو، مار دھاڑ اور جھگڑا و فساد نہ کرو۔ یہ باتیں ختم سے ہزار درجہ بہتر اور عمدہ ہیں۔

جاؤ تم میں عقل، سمجھ اور خدا ترسی ہے تو میری باتوں پر عمل کرو ورنہ خود بھی تباہ ہو جاؤ گے اور اپنی اولاد کو بھی برباد کر دو گے۔

خواجہ خواجگان سید و مرشدی

حضرت محبوب سوہنا سائیں رضی اللہ عنہ کا تقویٰ

حضرت محبوب سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ مجسمہ تقویٰ تھے۔ اپنی ساری زندگی کے شب و روز پرہیزگاری و تقویٰ میں ہی گزارے اور اپنے مریدین و معتقدین کو بھی تقویٰ والی زندگی گزارنے کو فرماتے رہے۔ خود بھی مشتبہ یا مشکوک چیزوں کو ہاتھ لگایا نہ ہی اپنے متعلقین و

احباب کیلئے ان چیزوں کو برداشت کیا۔ مثلاً "بازار کا گوشت، مٹھائیاں، شکر، گڑ اور دیگر جملہ وہ اشیاء جو ہاتھ سے بنتی ہیں اور ان میں تقویٰ کا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ اسی طرح ہوٹل کے کھانوں سے منع فرماتے تھے اور مشین کی بنی ہوئی وہ چیزیں جن میں مزدور کچھ کام اپنے ہاتھ سے کرتے ہیں یا جن میں بعض اجزاء بیرون ممالک سے لا کر شامل کئے جاتے ہیں اور ان کی حقیقت معلوم نہیں ہوتی کہ حلال بھی ہیں یا نہیں، ان کا استعمال سے بھی پرہیز فرماتے تھے۔ بلا ضرورت چائے، پینے سے سختی سے منع فرماتے تھے کہ یہ اسراف بھی ہے اور صحت کیلئے مضر بھی۔ البتہ بیماری تھکن کی وجہ سے چائے کے استعمال کی ضرورت ہوتی تو ایسی صورت میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہوٹل کی بجائے گھر میں چائے بنا کر پینے کی اجازت دیتے تھے۔ ایک بار آپؐ کے مدرسہ عالیہ کے بعض طلبہ نے ہوٹل میں چائے پی لی۔ آپؐ کو معلوم ہوا تو بہت ناراض ہوئے اور تنبیہ کے طور پر اساتذہ کو حکم فرمایا کہ ان طلبہ کے دو چار دن کیلئے اسباق بند کر دیئے جائیں چونکہ بنا سستی گھی کے بارے میں بھی ایک عرصہ تک معلوم نہ ہو سکا کہ یہ گھی کن چیزوں سے تیار ہوتا ہے۔ اس لئے آپؐ نے اس کے استعمال سے بھی روک دیا تھا۔ چنانچہ ایک عرصہ تک بنا سستی گھی نہ تو لنگر میں استعمال ہوتا تھا اور نہ ہی دربار کے مقیم یا بیرونی فقراء اہل الذکر استعمال کرتے تھے لیکن بعد میں جب تحقیق سے پتہ چلا کہ اس میں مشتبہ یا مشکوک چیزیں شامل نہیں ہوتی تو جماعت کے افراد کو اجازت مرحمت فرما دی۔ ذاتی طور پر آپؐ کی احتیاط پھر بھی

جاری رہی۔ نیز آپؐ فرماتے تھے کہ تقویٰ محض کھانے پینے کی چیزوں کی حد تک نہ ہو بلکہ اخلاق، اعمال، لین دین، کلام وغیرہ ہر چیز میں تقویٰ کا مظاہرہ ہو۔ یہ سبھی چیزیں قرآن و سنت کے عین مطابق ہوں۔

حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ کھانے کی اشتہا کے باوجود کھانا مانگتے نہیں تھے۔ چاہے آپؐ کسی مظلوم دوست فقیر یا خلیفہ کے ہاں ہی مہمان ہوتے ہی نہیں بلکہ اگر وہ کھانا لا کر حضور کے کمرے میں رکھ جاتے لیکن جب تک وہ زبان سے یہ نہ کہتے کہ یہ کھانا آپؐ کیلئے لائے ہیں۔ تب تک آپؐ اسے استعمال نہ فرماتے تھے۔ اسی طرح اگر کسی برتن میں آپؐ کیلئے دودھ لایا جاتا اور خادم مثلاً "ایک گلاس دودھ دے کر باقی رکھ دیتا۔ تو آپؐ یہ نہ فرماتے کہ مزید دودھ دے دو حالانکہ آپؐ کو معلوم ہوتا تھا کہ دودھ میرے لئے لایا گیا ہے۔

مولانا بخش علی کہتے ہیں۔ حضرت صاحبؒ ایک بار کوٹ لالو (ضلع خیرپور میرس) کے قریب ایک پنجابی کی دعوت پر تشریف لے گئے۔ جلسہ منعقد کیا گیا۔ تقریر کیلئے محترم مولانا حاجی بخش صاحبؒ اور نعت خوان فقیر علی حسن اور باقی کافی احباب بھی ساتھ تھے۔ میں حضور کی خدمت کیلئے حاضر رہتا تھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں جلسہ کے بعد کھانا کھاؤں گا۔ جلسہ کے اختتام پر فقیر حضور کیلئے کھانا لایا۔ میں نے کھانا رکھ دیا۔ حضرت صاحبؒ جلسہ سے واپسی پر نوافل میں مشغول ہو گئے۔ آپؐ کافی دیر تک نوافل ذکر اذکار میں مشغول رہے۔ میں اس انتظار میں تھا کہ حضور انھیں تو کھانا پیش کروں۔ آپؐ اٹھ کر بستر پر لیٹنے لگے میں نے

عرض کی حضور کھانا حاضر ہے تناول فرمائیں۔ فقیر آپ کے دعا مانگنے کا شکر تھا۔ آپ نے ہنستے ہوئے فرمایا، کھانا آپ کے سپرد کیا گیا ہے۔ اب آپ کی مرضی ہے کہ دیں یا نہ دیں ہمیں مانگنے کا حق حاصل نہیں۔ غرضیکہ حضرت صاحبؒ مانگنے سے احتراز فرماتے تھے چاہے وہ چیز آپ کیلئے ہی کیوں نہ لائی گئی ہو۔

مولانا بخش علی صاحب خطیب جامع مسجد مبین محلہ حیدر آباد، حاجی محمد علی بوزدار طاہر آبپاشی کہتے ہیں کہ ایک بار خلیفہ مولانا محمد داؤد صاحب شریلوچ کے ہاں حضرت صاحبؒ کی دعوت تھی۔ یہ عاجز بھی ساتھ تھا۔ اس سفر میں بھی حسب معمول خدمت کی سعادت اس عاجز کو حاصل ہوئی۔ میزبان حضرات اکثر کھانا مجھے ہی لا کر دیتے اور میں مناسب وقت پر حضور کی خدمت میں پیش کرتا۔ مذکورہ دعوت میں حضرت صاحبؒ کے ساتھ ہی میرا کھانا بھی لایا گیا تھا۔ برتن علیحدہ تھے۔ دو پلیٹوں میں سالن تھا اور دو میں روٹی۔ برتن چونکہ ڈھکے ہوئے تھے۔ میں نے کھولے بغیر اپنی ناقص رائے کے مطابق جو دو برتن بہتر سمجھے حضور کے سامنے رکھ دیئے (جبکہ ان دونوں میں سالن ہی تھا) حضور (نور اللہ مرقدہ) نے ارشاد فرمایا کہ حاجی صاحب برتن لے جائیں پھر خوش طبعی کرتے ہوئے فرمایا: آپ نے میری روٹی بھی اپنے پاس رکھ لی۔ ہمیں بھی چاہیے تھا کہ آپ کا سالن کھا لیتے لیکن ہم ایسا نہیں کرتے۔ آپ اپنا سالن لے جائیں اور میرا بھی۔ بعد میں میں نے کھانے کیلئے عرض کیا لیکن آپ نے فرمایا مجھے ضرورت نہیں ہے۔ میں کافی شرمسار ہوا کہ غلطی سے

حضورؐ کی خدمت میں صرف سالن ہی پیش کیا۔ جس میں سے آپؐ نے قبول دعوت کے طور پر ایک دو بوٹیاں استعمال فرمائیں۔ یہ بات اب بھی جب کبھی یاد آتی ہے تو بڑا شرمسار ہوتا ہوں لیکن قربان جاؤں اپنے آقا کے تقویٰ پر ہیزگاری اور کرم نوازی پر کہ نہ تو کھانا طلب فرمایا اور نہ ہی خفا ہوئے اور نہ ہی آپؐ نے کبھی میری اس کوتاہی کا کسی سے تذکرہ فرمایا:

مولانا بخش علی صاحب کہتے ہیں ہیں حضورؐ پر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ کے زمانہ میں حضورؐ قبلہ سیدی مرشدی حضرت سوہنا سائیں رحمتہ اللہ علیہ کی ترغیب و کوشش سے دین پور شریف کے فقراء دربار عالیہ رحمت پور شریف کے لنگر کیلئے حضورؐ سوہنا سائیںؒ کھیتی باڑی کرتے تھے۔ گنا، گندم، کپاس، چنے وغیرہ ہوتے تھے۔ حضورؐ سوہنا سائیںؒ بذات خود اس کی مگرانی فرماتے تھے بلکہ فقراء کے ساتھ خود بھی کام کرتے تھے اور اس میں سے جو آمدنی ہوتی تھی وہ دربار عالیہ رحمت پور شریف میں لاکر حضورؐ پر مٹھا کی خدمت میں پیش کرتے تھے۔ لاڑکانہ سے دین پور شریف آمدورفت کا کرایہ اپنا خرچ کرتے تھے اور دین پور شریف میں قیام کے دوران کھانا بھی اپنا کھاتے تھے اور دوسرے کام کرنے والے فقراء کیلئے لنگر کا انتظام بھی آپؐ ہی فرمایا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ فقراء کے ساتھ یہ عاجز بھی کپاس چن رہا تھا۔ حضورؐ سوہنا سائیںؒ بھی کچھ دیر کپاس چنتے رہے۔ قریب ہی لنگر کے ٹینڈے ہوئے ہوئے تھے۔ سید حیدری علی شاہ صاحب کو لے کر حضورؐ وہاں

تشریف لے گئے اور ٹینڈے جمع کرنے لگے، اچانک شاہ صاحب نے مجھے بلایا، میں حاضر ہوا حضورؐ نے فرمایا مولوی صاحب یہ لنگر کے ٹینڈے ہیں فقراء کے سالن پکانے کیلئے لے جاتا ہوں اور روٹی اپنی طرف سے فقراء کیلئے پکوا کر خدمت کرتا ہوں۔ تو کیا ایسی صورت میں یہ سالن میں خود کھا سکتا ہوں؟ میں نے عرض کی حضور بالکل جائز ہے۔ آپ ہمارے ساتھ کپاس بھی جمع کرتے ہیں۔ ہم خود ایسے کار خیر میں آپ ہی کے مرہون منت ہیں۔ نیز آپ فقیروں کی اتنی ساری خدمت کرتے ہیں۔ لہذا آپ کیلئے اس سالن کا استعمال بطریقہ اولیٰ از روئے شریعت درست ہے لیکن جہاں تک مجھے یاد ہے پھر بھی آپؐ نے فرمایا کہ جائز تو ہے لیکن احتیاط کے طور پر ہم اس کا استعمال نہیں کریں گے۔

سید حیدر علی شاہ دین پوری فرماتے ہیں۔ حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقہ کی ان دنوں ایک بھینس فقیر عبد اللہ کے پاس تھی۔ گنے کے سرے پر جو بڑے چارہ کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ عموماً "گنا" چھیلنے والے مفت لے جاتے ہیں۔ لیکن حضور سوہنا سائیں کی عزیمت ملاحظہ ہو کہ آپؐ لنگر پر اس بے قیمت چارہ کو بھی قیناً خرید کر کے فقیر عبد اللہ کو دیتے اور پیسے لنگر میں جمع فرما دیتے تھے، حالانکہ یہ ایسی عام چیز تھی کہ اس کے استعمال سے کسی کو اعتراض کا گمان بھی نہ ہوتا لیکن حضورؐ کی پاکیزہ صفت فطرۃ سلیمہ نے اس کو بھی گوارا نہ کیا۔

مولانا خدا بخش صاحب سائیٹ ایریا کراچی والے کہتے ہیں۔ کراچی کے ایک تبلیغی سفر میں، میں حضورؐ کے ہمراہ تھا۔ آپؐ نے پانی طلب

فرمایا۔ گلاس میں پہلے سے کچھ پانی موجود تھا۔ میں نے یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ پانی کافی دیر سے پڑا ہوا ہوگا۔ اسلئے اسے پھینک دیا۔ حضورؐ دیکھ رہے تھے۔ مجھے بلا کر فرمایا یہ پانی ویسے ہی کیوں ضائع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں تم سے اس کے ایک ایک قطرہ کی باز پرس ہوگی۔ پانی اللہ تعالیٰ کی ایک بیش بہا نعمت ہے۔ آئندہ اسے احتیاط سے استعمال کیا کریں۔ اگر پانی صاف اور پاک ہو تو بہتر ہے کہ یا تو اسے خود پی لیں یا کسی دوسرے کو پینے کیلئے یا کسی پودے کی جڑ میں ڈال دیں یا کسی ایسی جگہ ڈال دیں کہ کسی کیڑے مکوڑے کے کام آجائے تاکہ پانی ضائع نہ ہو۔

گڑ، شکر بنانے میں احتیاط و تقویٰ

حضور سوہنا سائیں رحمۃ اللہ علیہ مرقہ کے مخلص دوست حاجی خیر محمدؒ بھی اپنے گونٹھ چنبھانی تحصیل کنڈیارو میں لنگر کیلئے گنا کاشت کرتے تھے۔ گنے کی کاشت، چھیل اور گڑ یا شکر بنانے کے وقت یا تو خود وہاں تشریف لایا کرتے تھے اور کبھی سید عبدالخالق شاہ صاحبؒ کو بھیجتے تھے۔ (جو حضور نور اللہ مرقہ کے مخلص وفادار اور ان کاموں میں آپ کے دست راست تھے) غرضیکہ گڑ، شکر وغیرہ نہایت احتیاط، تقویٰ سے بنتے تھے۔ استعمال کی جانے والی مشین، برتن پورے احتیاط سے دھوئے جاتے۔ گڑ بناتے وقت کام کرنے والے بڑی احتیاط سے ہاتھ دھو کر گڑ وغیرہ بناتے اور رس کی نگرانی خود حضور سوہنا سائیںؒ فرماتے تھے۔ اگر کسی وجہ سے آپؒ تشریف نہ لاسکتے تو جناب حاجی خیر محمدؒ (جو نہایت

صالح متقی انسان تھے) اور سید عبدالخالق شاہ صاحبؒ کو نگرانی پر مامور فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ آپؒ نے رحمت پور شریف لاڑکانہ سے ان دونوں حضرات کو خط لکھا کہ چنہانی کا پنجابی مستری شکر بنانے کا ماہر ہے۔ اس لئے شکر سازی کے سلسلہ میں آپ ان سے مشورہ کریں اور طریقہ کار معلوم کریں لیکن ان کو چیزوں کو ہاتھ لگانے نہ دیں۔ اس لئے کہ وہ تقویٰ اور پاکیزگی کا خیال نہیں رکھتے۔ جب کہ ہم چاہتے ہیں کہ اس کام میں پاکیزگی ہو۔

حاجی محمد علی بوزدار بریلوی طاہر آبادی کا بیان

ایک بار حضور نور اللہ مرقدہؒ، باڈہ دارہ (ضلع لاڑکانہ) کے علاقہ میں خلیفہ مولانا فضل محمد بروہیؒ اور متعلقین کی دعوت پر تبلیغی دورے پر تشریف لے گئے۔ غالباً دو دن اور دو راتیں مختلف مقامات پر جلے ہوتے رہے اور معمول کے مطابق وعظ و نصیحت کرتے رہے۔ مگر صاحب دعوت حضرات کی سادگی اور آپؒ کے مزاج سے ان کی عدم واقفیت کی وجہ سے حضورؒ کھانے سے محروم رہے۔ آپؒ نے گھر آکر ہی کھانا کھایا۔

ہوا یہ کہ وہ سیدھے سادھے لوگ کھانے کے موقع پر کھانا تیار کر کے پیش کرنے کی بجائے حضور رحمتہ اللہ علیہ سے آکر پوچھتے کہ حضورؒ کھانا پکا کر لایا جائے؟ آپؒ فرماتے کہ ضرورت نہیں، اگرچہ ایسی صورت میں کھانا طلب کرنے میں کوئی حرج نہیں تھا۔ آپؒ کے مزاج

میں استغنیٰ کی کیفیت اعلیٰ درجہ تک موجود تھی۔ آپؐ کسی کے سامنے سوال نہیں فرماتے تھے۔ اسلئے آپؐ نے ان کو کھانے کیلئے نہیں کہا۔ پھر اخلاق کی بلندی دیکھئے کہ حضرت صاحبؐ نے کسی کو آخر تک احساس ہی نہیں ہونے دیا کہ ہم نے کھانا نہیں کھایا اور نہ ہی کسی سے اس کا تذکرہ فرمایا۔

مولانا خدا بخش کراچی والے کا بیان

دوسروں پر بوجھ نہ ڈالا جائے

تبلیغی سفر کے دوران ایک بار میں حضورؐ کیلئے کھانا پکا رہا تھا۔ اچانک آپؐ تشریف لائے۔ مجھے روٹی پکاتے دیکھ کر مسکرائے پھر فرمایا مولوی صاحب کھانا حسب ضرورت تھوڑا پکانا، خیر آتا تو ہمارا ہے زیادہ پک جائے تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن دوسرا سامان صاحب دعوت کا ہے۔ انہوں نے جو یہ سامان دیا ہے اس میں سے ضرورت سے زائد معمولی چیز بھی استعمال نہ ہو۔ اگر کچھ بچ جائے تو وہ بھی ان کے حوالے کر دینا۔ ہم یہاں دعوتیں کھانے نہیں آئے۔ دوسروں پر بوجھ نہیں ڈالنا چاہیے۔ پھر فرمایا اگر انہوں نے مرغی دی ہے۔ تو اس کے دو حصے کئے جائیں۔ آدمی مرغی صبح پکائیں۔ آدمی شام کو، ایسا نہ ہو کہ ایک ہی وقت میں آپ ساری مرغی پکالیں۔ شام کیلئے ان کو مزید سالن کا انتظام کرنا پڑے۔

اچانک کسی کا مہمان بننا اچھا نہیں

سید حیدر علی شاہ کا بیان ہے کہ حضورؐ کی مسند نشینی سے پہلے کی بات ہے کہ ایک مرتبہ آپؐ اہل خانہ سمیت آبڑی گاؤں سے دین پور شریف جا رہے تھے۔ سواری کیلئے میں بیل گاڑی لایا تھا۔ دوپہر کا وقت تھا۔ سخت لو چل رہی تھی۔ جب ساہڑ قوم کے فقیروں کے گاؤں کے قریب پہنچے تو میں نے عرض کیا کہ حضورؐ بہتر ہے کہ گرمی کے چند گھنٹے ان کے پاس گزار کر پھر آگے چلیں۔ ساہڑ قوم کے یہ فقیر بڑی محبت اور اخلاص والے تھے لیکن حضورؐ نے فرمایا شاہ صاحب! آپؐ کی بات تو ٹھیک ہے لیکن اچانک کسی کا مہمان بننا اچھا نہیں ہوتا۔ خاص کر جب کہ مستورات بھی ساتھ ہوں۔

شرعی پردہ کے بغیر چھت پر رہنا مناسب نہیں

خلفیہ محمد رمضان صاحب ۵۶۲ گ ب ظفر وال کا بیان ہے کہ حضور رحمتہ اللہ علیہ آخری بار جماعت کثیر کے ساتھ تبلیغی سلسلہ میں نتھوچک (ضلع فیصل آباد) تشریف لائے تھے۔ آپؐ پہلے بھی وہاں تشریف لاتے رہے ہیں۔ گرمیوں کا موسم تھا ہم نے حضورؐ کیلئے رات کو مکان کی چھت پر چارپائی بچھا دی تھی تاکہ کھلی ہوا پہنچتی رہے۔ حضورؐ کو جب اوپر تشریف لے جانے کیلئے عرض کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا! ہم نیچے ہی رہیں گے۔ میں نے عرض کیا یہ وہی مکان ہے جس کی چھت پر حضورؐ پہلے بھی آرام فرما ہوئے تھے۔ فرمایا مولوی صاحب اس وقت مکان کے

قریب دوسرا مکان موجود نہیں تھا۔ اب قریب میں اور مکانات بھی گئے ہیں۔ لہذا شرعی پردہ کے پیش نظر چھت پر رہنا مناسب نہیں۔ چنانچہ آپؐ نیچے آرام فرما ہوئے۔

ہم اس طرح کی چیزوں کو کوئی اہمیت نہیں دیتے لیکن حضورؐ کی فطرت سلیمہ نے اس کو بھی روانہ رکھا۔

ایک نحیف بڑھیا

ایک دفعہ حضورؐ کراچی تشریف فرما تھے۔ فقراء بھی خدمت میں حاضر تھے۔ کہ ایک نحیف بڑھیا عورت آئی اور کہنے لگی بیٹے آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے بزرگی دی ہے۔ آپؐ اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں۔ میرے لئے دعا فرمائیں جیسے ہی حضورؐ کے کان تک اس کی آواز پہنچی فوراً مڑ کر رخ دوسری طرف کر لیا اور اس کے لئے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی اور وہ واپس چلی گئی۔

گنے کا ٹرک

ایک مرتبہ رادھن اسٹیشن کے قریب سے گنے کا ایک ٹرک جا رہا تھا۔ بعض راگبیروں نے چلتے ٹرک سے چند گنے نکال لئے قریب ہی مدرسہ (فقیر پور شریف) کے کم عمر طلبہ نے لوگوں سے گنے لے کر کھائے کسی فقیر نے دیکھ کر حضورؐ کو جا کر بتایا کہ طلبہ نے ٹرک سے گنے نکال کر کھائے ہیں۔ آپؐ بہت رنجیدہ ہوئے۔ آپؐ نماز کیلئے مسجد

شریف تشریف لائے تو اس وقت طالب علم نذیر احمد نعت پڑھ رہا تھا۔ آپؐ نے ناراضگی کے عالم میں فرمایا تمہاری نعتوں کی کوئی ضرورت نہیں تم طالب علم ہو یا ڈاکو۔ ایک طرف تو عاشق رسول ﷺ اور پیرو مرشد کے پروانے بن کر نعت خوانی کرتے ہو اور دوسری طرف دوسروں کی چیزیں چرا کر کھاتے ہو۔ آج سے کوئی طالب علم نہ تو نعت پڑھے اور نہ ہی اساتذہ ان کو اسباق دیں۔ جو حلال و حرام کی تمیز نہ کریں ان کو تعلیم دینے سے کیا فائدہ؟ جب تک صحیح معنوں میں تائب نہ ہوں ان کی تعلیم اور نعت خوانی دونوں بند رہیں گی۔ الغرض حضورؐ کی اس رنجش و رقت آمیز خطاب سے چھوٹے بڑے طلبہ اور فقیروں کے روٹکتے کھڑے ہو گئے۔ تمام حاضرین سراپا ندامت و توبہ کے بختے بن کر رو رہے تھے کسی کو کچھ عرض کرنے کی جرات نہیں ہو رہی تھی۔ کچھ دیر بعد خلیفہ مولوی ڈیڑھ صاحب نے آگے بڑھ کر صورت حال عرض کی کہ حضورؐ ان میں کوئی بڑا طالب علم نہ تھا۔ سارے چھوٹے بچے تھے اور ان کو گئے بھی دوسرے لوگوں نے نکال کر دیئے تھے۔ حضورؐ معاف فرمائیں آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ ایسی غلطی نہ ہوگی۔ یہ سن کر آپؐ کی رنجیدگی میں قدرے کمی آئی اور فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ بچوں کی صحیح تربیت نہیں ہو رہی ہے۔ اگر بڑے ان کو دوسروں کی چیزوں سے دور رہنے کی تلقین کرتے رہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ ایسی غلطی کریں۔ فقیر کا یہ کام نہیں کہ بلا اجازت کسی معمولی چیز کو بھی اٹھالے۔

غیر محرم عورت سے پرہیز

مولانا ٹار احمد صاحب کا بیان ہے حضرت "مسند نشینی سے پہلے بھی دعوت و تبلیغ کے سلسلہ میں ہمارے علاقہ میرٹھ میں تشریف لایا کرتے تھے۔ اس وقت بھی نہ کسی غیر محرم عورت سے بات چیت کرتے نہ ہی اپنے روبرو آنے دیتے تھے بلکہ غیر محرم عورتوں کے ساتھ ایک سواری پر بھی بیٹھنے سے احتراز فرماتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضور "ہمارے یہاں رات ٹھہرے۔ دوسرے دن نور پور جانے کیلئے میرٹھ پہنچے۔ میرے ساتھ میری بیوی بھی تھی۔ سفر دور کا تھا۔ اس لئے میں کرایہ کا ٹانگہ لے آیا اور حضور "کو ٹانگہ پر سوار ہونے کیلئے عرض کی۔ چونکہ میرے ساتھ بیوی بھی تھی۔ آپ "نے صاف انکار کر دیا آخر کافی منت سماجت کے بعد اگلی سیٹ پر ٹانگہ والے کے ساتھ بیٹھنے پر راضی ہوئے اور فرمایا! میاں ٹار احمد! آج آپ کے مجبور کرنے پر میں اس ٹانگے پر سوار ہوا ہوں ورنہ ہم کبھی بھی غیر محرم عورتوں کے ساتھ ایک سواری پر نہیں بیٹھے۔

مولانا بخش علی کا بیان

ایک مرتبہ حضور "میرٹھ تشریف فرما ہوئے، میں بھی ساتھ تھا۔ فقیر احمد صاحب اور دیگر احباب بھی بس اسٹینڈ پر ملنے آئے۔ ہم سارے کھڑے تھے کہ ایک شیعہ عورت جو سیاہ لباس میں ملبوس تھی (اس کا خیال تھا کہ دوسرے رسمی پیروں کی طرح آپ "بھی قدم بوسی سے منع

نہیں کریں گے) وہ قدم بوسی کیلئے قریب آئی۔ جونہی حضورؐ کی نظر اس پر پڑی آپؐ یکایک آگے دور جا کر کھڑے ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ کا معمول پاک

رسول اللہ ﷺ کا بھی یہی معمول تھا کہ آپ ﷺ بیعت لیتے وقت بھی عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتے تھے۔ (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۵۶)

گوبر سے پرہیز

مولانا حبیب الرحمن صاحب کبول کہتے ہیں۔ عام طور پر گھروں میں کھانا پکانے کیلئے گوبر استعمال کی جاتی ہے یا پھر مٹی کے گارے میں گوبر ملا کر چھتوں اور دیواروں پر پھیرا جاتا ہے لیکن آپؐ اس سے سختی سے منع کرتے تھے کہ یہ جائز نہیں ہے۔ اسلئے آپؐ کی مخلص جماعت اس چیز سے پرہیز کرتی ہے۔ مئی ۱۹۷۹ء میں حضورؐ بمعہ جماعت تبلیغی سلسلہ میں چک نمبر ۵۶۲ گ ب ظفر وال میں تشریف لے گئے۔ وہاں آپؐ کو جس مکان میں ٹھہرایا گیا اس میں گوبر شامل تھی۔ آپؐ نے فرمایا ہم اس مکان میں نہیں ٹھہریں گے۔ بالآخر آپؐ دوسرے مکان میں منتقل ہو گئے۔

خلیفہ مولانا محمد ایوب صاحب کا بیان

علاقہ ڈگری کی ایک بستی میں حضورؐ تشریف لائے وہاں اکثر پنجابی لوگ آباد ہیں۔ وہاں اکثر مکانات کی گارے میں گوبر شامل کر کے لپائی کی جاتی ہے۔ اسی کا رواج ہے۔ وہاں تقریر میں حضورؐ نے تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ گوبر پلید ہے تم لوگ مکانات میں یہ چیز استعمال کرتے ہو۔ بارش کے وقت گوبر والے مکان کی مٹی یا بارش کی مچھلیں تمہارے بدن اور کپڑوں پر پڑیں گی تو تمہارے بدن اور کپڑے بھی پلید ہو جائیں گے۔ اگر پہلے معلوم نہیں تھا تو اب علم ہو جانے کے بعد آئندہ اس چیز کا کبھی استعمال نہ کرنا۔

ماسٹر محمد بلال ملیر کراچی والے کا بیان

ملیر کراچی میں حاجی گل حسن صاحب کے یہاں آپؐ کی دعوت تھی۔ کھانا کھانے کے بعد آپؐ نے دانت صاف کرنے کی تیلی دریافت فرمائی۔ دانت صاف کرنے کیلئے تیلی آپؐ کے ساتھ موجود ہوتی تھی۔ آپؐ کا سامان تلاش کرنے کے باوجود مجھے تیلی نہیں ملی۔ آپؐ نے خود بھی تلاش فرمائی مگر نہ ملی۔ صاحب دعوت حاجی صاحب آپؐ کے مخلصین میں سے تھے۔ قریب ہی ان کی کافی ساری لکڑیاں رکھی ہوئی تھیں۔ میں نے عرض کی۔ ان لکڑیوں سے دانت صاف کرنے کیلئے تیلی میں لے آتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں یہ ہماری چیز تو ہے نہیں کہ بلا اجازت استعمال کی جائے۔ چنانچہ میں نے صاحب دعوت حاجی صاحب سے آپؐ کے دانت صاف کرنے کی لئے تیلی کی اجازت لی۔ تب آپؐ

نے اس سے دانت صاف کیئے۔

مسواک طلب فرمایا

ماسٹر محمد بلال صاحب کہتے ہیں۔ اسی موقعہ پر نماز جمعہ کا پروگرام تھوڑے فاصلے پر دنبہ گوٹھ میں تھا۔ خادموں کی کوتاہی کی وجہ سے آپؐ کا مسواک رہ گیا تھا۔ نماز عصر سے پہلے آپؐ حاجی گل حسن صاحب کے یہاں واپس تشریف لائے۔ وضو کرتے وقت مسواک طلب فرمایا نہ ملنے پر میں نے قریب کھڑے (غالبا) نیم کے درخت سے آپؐ کیلئے مسواک توڑنا چاہا لیکن آپؐ نے سختی سے منع کیا۔ فرمایا! یہ نیم پرائے ہیں اگر آپ کے پاس اپنا مسواک ہو تو فی الحال مجھے دے دو میں نے عرض کی حضور! وہ تو میرا استعمال شدہ ہے فرمایا! پرواہ نہیں مستعمل ہے تو کوئی حرج نہیں۔ اتنے میں مجھے یاد آیا کہ ایک نیا مسواک بھی میرے سامان میں موجود ہے۔ میں وہ لے آیا۔ آپؐ نے استعمال فرمایا اور بعد میں مجھے واپس دینے لگے۔ اس پر میں نے عرض کی کہ حضور یہ مسواک زائد ہے بہن فرمائیں۔ میرے پاس اور مسواک ہے۔ چنانچہ آپؐ نے رکھ لی۔

تصویر سے پرہیز

مولانا حبیب الرحمن صاحب گبول کا بیان ہے کہ سیدی مرشدی حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ ہر قسم کے جاندار کی غیر ضروری

تصویر رکھنے سے سختی سے منع فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ اخبار کے جس صفحہ پر تصویر نظر آتی اسے الٹا کر تصویر نیچے کر دیتے کہ اس پر نظر نہ پڑے۔ اس کے علاوہ بچوں کو کھیلنے کیلئے پلاسٹک یا المونیم کے بنے ہوئے 'گڑیے'، 'گھوڑے'، 'ہاتھی'، 'اونٹ'، 'آدمی' اور اسی قسم کے دوسرے کھلونے دینے منع فرماتے۔ چنانچہ والدہ صاحبہ نے بتایا کہ درگاہ فقیر پور شریف میں لنگر خانہ میں کسی بچی کے ہاتھ میں گڑیا دیکھ کر حضورؐ کی کس سات سالہ صاحبزادی نے اسے میوہ دے کر گڑیا لے لی اور اسی وقت جلتی بھیٹی میں ڈال دی۔ چھ سات سالہ معصومہ کی یہ سمجھ اور اعلیٰ تعلیم دیکھ کر تمام مستورات حیران رہ گئیں اور یہی معمول تھا رسول اللہ ﷺ کا بروایت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اگر گھر میں حضور محسن عالم ﷺ کو تصویر والی کوئی چیز نظر آتی تو اسے توڑے بغیر نہیں چھوڑتے تھے۔ (فتح الباری) ایک بار باتصویر تکیہ گھر میں دیکھ کر آپ ﷺ دروازہ پر ہی رک گئے تھے، اندر داخل نہیں ہوئے۔

وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے

خليفة محمد ایوب صاحب کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ غیبی دیو (ضلع لاڈکانہ) میں حضورؐ تشریف لائے جلسہ مقرر تھا۔ کافی خلفاء کرام بھی آپؐ کے ساتھ تھے۔ جس مکان میں آپؐ کا قیام تھا۔ وہاں تبت پوڈر کی ایک ڈبیہ چاہر تھی۔ جس پر تصویر نمایاں تھی۔ آپؐ نے دیکھتے ہی فرمایا یہ اٹھا کر مالک مکان کو دے دو یا کسی صندوق میں ڈال دو تاکہ ظاہر نہ ہونے پائے اور مالک مکان کو سمجھا دو جس جگہ تصویر ہوتی ہے وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ اس لئے احتیاط کریں اور آئندہ اس قسم کی کوئی تصویر باہر نہ رہنے دیں۔ یہ ہیں وہ پاکباز اور متقی حضرات جن کی شان میں قرآن مجید فرقان حمید میں جابجا تعریف فرمائی گئی۔

ان المتقين فی جنت و نعیم جو ڈر والے ہیں باغوں میں ہیں اور نعمت میں ان اکرمکم عند اللہ اتقکم درحقیقت تم میں زیادہ عزت والا نزدیک اللہ کے وہی ہے جو زیادہ متقی ہے۔

خواجہ غریب نواز حضرت فضل علی قریشیؒ مسکین پوری قطب دوران قیوم زمان سید عبدالغفارؒ رحمت پوری قطب الاقطاب حضرت خواجہ اللہ بخشؒ اللہ آبادی یہ حضرات قدس اپنے مریدان کو بازاری اشیاء جو کھانے والی ہوتی تھیں۔ ان کو کھانے کیلئے منع فرمایا کرتے تھے اور نہایت ہی تقویٰ والی زندگی گزارنے کو فرمایا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے ان حضرات القدس کے متوسلین میں جوش و جذبہ اور تقویٰ نمایاں طور پر ظاہر ہوتا تھا۔ اب ان کے صحیح جانشین حضرت خواجہ محمد طاہر

المعروف جن سائیں مدظلہ اور ان کے مریدین و خادمین میں بھی یہ جھلک ظہور پذیر ہے۔ خواجہ غریب نواز حضرت فضل علی قریشیؒ نے اس ایک شعر میں دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔

تو روزی کھا حلال اپنی سرپا نور تقویٰ بن
کہ تقویٰ میں ترقی ہے یہ نعمت جادوانی ہے

(۲) ذکر :- ذکر کی تعریف رب تعالیٰ نے خود اپنی پیاری کتاب قرآن مجید میں یوں فرمائی ہے۔ **وَلِذِكْرِ اللَّهِ اَكْبَرُ** اور سب سے بڑا اللہ کا ذکر ہے۔ ملک بن مخاض رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک محفل میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نامور صحابی معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کی یادیں تازہ کر رہے تھے۔ انہوں نے محفل کو بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آخری جدائی کے وقت میری جو بات چیت ہوئی وہ اس طرح تھی میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری موت اس حالت میں ہو کہ اللہ کا ذکر تمہاری زبان پر جاری و ساری ہو۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ ایک بار حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صحابی نے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کون سا مجاہد سب سے زیادہ اجر والا ہے! اس پر اللہ تعالیٰ کے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان میں اللہ کا سب سے زیادہ ذکر کرنے والا ہے۔ پوچھنے والے نے نماز، روزہ، زکوٰۃ،

حج اور صدقات کے حوالے سے بھی نبی کریم ﷺ رؤف الرحیم ﷺ سے اس نوع کے سوالات دریافت کئے۔ حضور اکرم ﷺ نے بھی سوالات کے جواب میں یہی فرمایا کہ بہتر اجر والا وہی شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کا زیادہ ذکر کرتا ہے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق اس محفل پاک میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے۔ حضور اکرم ﷺ سے اللہ کے ذکر کی فضیلت سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا اے ابو حفصہ رضی اللہ عنہ (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی رضی اللہ عنہا جو ام المومنین بھی تھیں) ذکر کرنے والے تو سارے خیر (بھلائی) لے گئے۔ حضور پاک ﷺ نے بھی یہ بات سن لی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف رخ مبارک کر کے فرمایا! ”بالکل“ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے رہبر کامل اللہ کے آخری رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی فضیلت کے بارے میں سن رکھا تھا اور اس کی اہمیت کو پوری طرح سمجھتے تھے۔ انہوں نے ایک بار فرمایا اپنے آپ کو انسانوں کے تذکرے میں مشغول نہ کرو۔ کیونکہ یہ تو بلا اور مصیبت ہے۔ اللہ کے ذکر کا اہتمام کرو۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ جن لوگوں کی زبانیں ہر وقت اللہ کے ذکر سے تر (اللہ کے ذکر میں مصروف) رہیں گی۔ ان میں سے ہر ایک ہنستا ہوا مکمل اطمینان کے ساتھ جنت میں داخل ہوگا۔

منقول ہے کہ ایک بار سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام جنگل میں ذکر الہی کرتے ہوئے جا رہے تھے کہ انہیں خیال ہوا کہ اس جنگل میں شاید میرے سوا کوئی اللہ (عزوجل) کا ذکر نہ کرتا ہوگا۔ اللہ (عزوجل) نے وحش و طیور (درندوں اور پرندوں) کو حکم دیا کہ ہمارے ذکر کی آواز بلند کرو تو اس قدر ذکر اللہ کا شور ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سجدے میں گر گئے اور عرض کیا اے اللہ (عزوجل) کیا زمین کے نیچے بھی ذکر ہوتا ہے؟ حکم ہوا اضرب بعصاک الارض (اپنا عصا زمین پر مارو) جب انہوں نے عصا مارا تو زمین شق ہوئی اور پانی جوش مارتا ہوا نظر آیا۔ حکم ہوا اس پر بھی عصا مارو! آپؑ نے اس پر بھی عصا مارا۔ ایک سیاہ پتھر نمودار ہوا۔ حکم ہوا اس پر بھی عصا مارو۔ آپؑ نے اس پر بھی عصا مارا تو وہ پتھر شق ہوا اور اک سبز جانور نکلا جو اللہ عزوجل کا ذکر کر رہا تھا۔ آپؑ نے پوچھا تیری پیدائش کو کتنا زمانہ ہوا؟ اس نے کہا تین سو برس۔ آپؑ نے پھر پوچھا تیرا کام کیا ہے؟ اس نے کہا اللہ عزوجل کے ذکر سے بہتر کون سا کام ہے۔ اے موسیٰ علیہ السلام مجھے دن میں دو بار پانی دیا جاتا ہے مگر میں اس خوف سے نہیں پیتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں پانی میں منہ ڈالوں اور موت کا فرشتہ آجائے یہ کہہ کر اندر غائب ہو گیا اور پتھر پانی کے نیچے چلا گیا پھر زمین برابر ہو گئی۔ (انہیں الواطین)

یٰٰلِیٰہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰہَ ذِكْرًا کَثِیْرًا
اے ایمان والو! تم اللہ کا خوب کثرت سے ذکر کیا کرو۔

اس آیت شریفہ میں ایمان والوں کو کثرت ذکر کا حکم فرمایا ہے۔ کثرت ذکر سے یہ مراد ہے کہ زیادہ سے زیادہ اللہ کا ذکر کیا جائے یعنی کوئی بھی وقت اور لمحہ اللہ کی یاد سے غافل نہ گزرے۔ ہر حال میں اللہ کا ذکر ہوتا رہے۔ اولیائے کاملین نے ذکر کثیر کو قلب کے ذکر سے تعبیر فرمایا ہے۔ چونکہ زبان میں اتنی طاقت نہیں کہ ہمہ وقت ذکر کر سکے۔ بشریت کے لحاظ سے بھی ہمہ وقت زبان ذکر کرنے سے قاصر ہے۔ لیکن قلب میں یہ طاقت ہے کہ وہ ہمیشہ ذکر کرے۔ زبانی ذکر بھی نیکی سے خالی نہیں ہے لیکن ہمہ وقتی ذکر کیلئے قلب کی ضرورت ہے۔ یہ بھی یاد رکھا جائے جب زبانی ذکر کیا جائے اس وقت قلب کو ذکر سے خالی نہ رکھا جائے۔ چونکہ جب خالی زبان ذکر کرے اور قلب غافل رہے تو نتیجہ پورا برآمد نہیں ہوتا۔ اس سے ثابت ہوا کہ ذکر کی دو اقسام ہیں زبانی ذکر اور قلب کا ذکر۔ قلبی ذکر یعنی دل کا ذکر۔ دل کے ذکر کو خفی ذکر بھی کہا جاتا ہے۔ زبان کے ذکر سے دل کا ذکر ستر درجہ افضل ہے۔ یہی وہ پوشیدہ راز ہے جس کو کراما کاتبین بھی نہیں جانتے عام تو کیا جان سکتے ہیں؟

درمیان عاشق و معشوق رمزیت

کر اما کاتبین راہم خبر نیست

اللہ تعالیٰ نے اس پوشیدہ راز کو مومن کے دل میں سودیا ہے۔ مومن کا قلب یعنی دل اتنی وسعت رکھتا ہے کہ اس میں اللہ سا جاتا ہے۔ لا یسعی ارضی ولا سمائی ولكن یشعی قلب عبد

مومن حدیث قدسی ہے فرمایا سید الانبیاء محبوب کبریا ہمارے پیارے
آقا حضرت محمد ﷺ نے کہ اللہ فرماتا ہے میں وہ ذات ہوں جو
زمین و آسمان میں نہ سا سکوں لیکن مومن بندے کے دل میں سا سکتا
ہوں۔

عرض و سماں کہاں تیری وسعت کو پا سکے
میرا ہی وہ دل ہے جہاں تو سا سکے
عرض تھی زبانی ذکر اور قلب کے ذکر کی یاد رکھئے زبانی ذکر عام
ہے، زبان سے ہر کوئی ذکر کرتا ہے چاہے کوئی ان پڑھ ہو یا پڑھا ہوا
لیکن دل کے ذکر کو خاص لوگ کریں گے۔ حضرت فرید الدین عطا رحمۃ
اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

عام رانہد بجز ذکر زباں
ذکر خاصاں با شد از دل بیگماں
ذکر خاص الخاص ذکر سر بود
ہر کہ ذاکر نیست اوخا سر بود
آپ فرماتے ہیں عام لوگ زبان کا ذکر کرتے ہیں اور خاص لوگ
دل کا ذکر کرتے ہیں اور خاص الخاص لوگ باطن کا ذکر کرتے ہیں جو کہ
ذاکر نہیں یعنی ہمیشہ ذکر کرنے والا نہیں وہ خسارہ پانے والوں میں ہے۔
انسان کو چاہیے کہ دل سے ہزار مرتبہ اللہ تعالیٰ کا نام لے اور
زبان سے ایک دفعہ اللہ کہے لیکن یہاں تو معاملہ ہی الٹ ہے لوگ
ہزاروں، لاکھوں دفعہ اللہ اللہ کرتے ہیں۔ انگلیاں تسبیح کے دانے اور

منکے پھرتے تھک جاتی ہیں اور تسبیح کے دھاگے ٹوٹ جاتے ہیں لیکن دل کو آگاہی اور خبر بھی نہیں ہوتی جیسا کہ میر صاحب فرماتے ہیں۔

ہر چند کہ اطاعت میں ہوا ہے تو پیر
یہ بات میری سن کہ نہیں بے تاثیر

تسبیح بکث پھرنے سے کیا کام چلے
منکے کی طرح من نہ چلے جب تک میر
سلطان العارفین حضرت باہو رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں۔

ت۔ تسبیح دا توں کسبی ہو یوں ماریں دم دلیاں ہو
دل دا منکا اک نہ پھیریں گنج پاویں بچ دیہاں ہو

دل : دل کہنے کو تو ایک گوشت کا لوتھڑا ہے مگر اس میں ہزار عالم سمائے ہوئے ہیں اس کی اصلی سکونت عالم ملکوت ہے۔ جب انسان غیر شرعی امور سے اجتناب نہیں کرتا تو اس پر سیاہی چھا جاتی ہے۔ اگر انسان عبادت و ریاضت کرے۔ شریعت و طریقت کو اپنا رہنما بنائے اور مرشد کامل کے آستانہ کو اپنا گھر بنائے اور اس کے پاؤں تلے اپنے نفس کی سرکشی کو پامال کرتا رہے تو دل کو جلا و روشنی میسر آ جاتی ہے۔

حدیث میں ہے۔ **قلب المومن عرش اللہ تعالیٰ مومن کا**

قلب اللہ کا عرش ہے۔ فرمایا سید دو عالم ﷺ نے **قلب المومن بیت اللہ مومن کا قلب اللہ کا گھر ہے۔** مومن کے قلب کو ہزار کعبہ سے بھی بہتر فرمایا گیا ہے۔

دل بدست آور کہ حج اکبر است
 از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر ہے
 کعبہ بنگاہ خلیل آزر است
 دل گزر گاہ جلیل اکبر است
 حدیث میں آتا ہے کہ مومن کا دل آئینہ الہی ہے۔ قلب المومن
 مرآۃ الرحمن

اے درد کر تو آئینہ دل کو صاف
 پھر ہر طرف نظارۂ حسن و جمال کر
 دل صاف ہو تو جلوہ گاہ یار کیوں نہ ہو
 آئینہ ہو تو قابل دیدار کیوں نہ ہو

حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ
 جب قلب ذکر اللہ میں ہمہ تن لگ جاتا ہے پھر اسے معرفت
 حاصل ہو جاتی ہے اور توکل نصیب ہو جاتا ہے۔ دائمی ذکر دنیا و آخرت
 دائمی خیر کا باعث ہے۔

جب قلب صحیح ہو جاتا ہے تو دائمی ذکر ہو جاتا ہے۔ قلب یعنی دل
 اس وقت بھی اللہ کا ذکر کرتا رہتا ہے جب انسان کی آنکھیں سوتی ہیں
 یعنی جب انسان سویا ہوتا ہے۔ اس وقت بھی دل ذکر کرتا رہتا ہے۔
 یہاں ذکر سے مراد اللہ اللہ کرنا ہے۔ کاملین نے بھی اس بات پر اتفاق
 کیا ہے۔

چوں دل زندہ شود ہرگز نہ میرد

جب دل زندہ اور باخدا ہو جاتا ہے تو پھر دل پر موت بھی نہیں آتی
پھر دنیا تو کیا قبر اور حشر تک ذکر ہوتا رہے گا۔ قیوم زمان حضرت خواجہ
محمد عبدالغفار المعروف پیر مٹھا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کر ذکر شب و روز قلبی یار من
غیرتوں بیزار تھی دلدار من

قلب کا ذکر کس طرح کرنا ہے

یاد رکھئے زبان پر ہمیشہ بات اور کلمہ آتا ہے لیکن قلب میں خیال،
دلیل، وسوسہ آتا ہے۔ ہم نے چونکہ دل کا ذکر کرنا ہے۔ اس لئے زبان
پر لانے کی بجائے خیال، دلیل، سوچ کو کام میں لانا ہے۔ زبان خاموش
رہے یا باتیں کرتی ہو لیکن خیال، دلیل اور سوچ کو قلب کی طرف لانا
ہے کہ میرا قلب اللہ اللہ کہہ رہا ہے۔ یوں سمجھئے، انسان کو جب کوئی
تکلیف یا صدمہ پہنچتا ہے تو انسان اس تکلیف یا صدمے کو بار بار زبان
پر تو نہیں لاتا لیکن اس کی سوچ، دلیل، خیال اسی صدمے یا تکلیف کی
طرف رہتی ہے اور سمجھئے انسان جب نماز پڑھتا ہے تو زبان سے نماز کے
الفاظ ادا کرتا رہتا ہے۔ ساتھ ساتھ مختلف سوچوں اور دلیلوں کا شکار
بھی بنا رہتا ہے۔ گویا ان دلیلوں اور سوچوں کو دل کی طرف لگاتا ہے کہ
میرا دل اللہ اللہ کر رہا ہے۔ چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، کھاتے پیتے، شادی
میں، غمی میں، گھر میں، باہر میں، پاکی میں، ناپاکی میں گویا ہر حال میں ہمہ
وقت یہ خیال رہے کہ میرا دل اللہ اللہ کر رہا ہے۔ انشاء اللہ ایسا کرنے

سے ذکر جاری ہو جائیگا۔

نوٹ: اپنے شیخ سے جتنی نسبت اور رابطہ مضبوط ہوگا اتنا ہی راستہ قریب تر ہوگا۔ انہیں کاملوں کی نگاہ کرم سے مردہ دل زندہ ہو جاتے ہیں اور ایسے زندہ ہوتے ہیں کہ پھر مرتے نہیں۔

ایک عجیب واقعہ: کنڈیارو خانواہن کے نزدیک ایک گوٹھ جس کا نام ثواب پور ہے۔ یہ گوٹھ خواجہ خواجگان پیر مٹھا رحمۃ اللہ علیہ کی نوری نگاہ سے باشرع اور باخدا بن گئی تھی۔ ایک فقیر جس کا نام پیرل تھا۔ وہ فوت ہو گیا آس پاس کے لوگ بھی آنے شروع ہو گئے اور بلند آواز سے اللہ اللہ کے نعرے شروع ہو گئے۔ جو فقیر فوت ہو گیا تھا وہ اپنی چارپائی سے اٹھ کھڑا ہوا اور اللہ کا ذکر کرنا شروع کر دیا اور بولا یاد رکھو! اللہ والے اللہ اللہ کرنے والے کبھی بھی نہیں مرتے اور اللہ اللہ کرتے ہوئے پھر لیٹ گیا۔ اسی طرح پھر دوسری دفعہ اور تیسری دفعہ الفاظ کہہ کر اللہ اللہ کرتا ہوا لیٹ گیا۔ اس گوٹھ میں واقعہ کی تصدیق کی جاسکتی ہے۔ انہیں کاملین کے صحیح جانشین دربار الہ آباد شریف کنڈیارو میں تشریف فرما ہیں۔ جن کی نوری نگاہ سے ہزاروں مشنگان قلب سیراب و زندہ ہو رہے ہیں۔ ان کا اسم گرامی حضرت خواجہ محمد طاہر المعروف جن سائیں مدظلہ ہے جو اس قلبی دولت کو مفت تقسیم فرما رہے ہیں۔ انہیں کی اجازت سے ان کے خلفائے کرام پنجاب میں بھی ذکر سکھا رہے ہیں۔

۳۔ مراقبہ : دل کو دسائوس و خطرات سے خالی کر کے رحمت الہی اور فیض محمدی ﷺ کا انتظار کرنا مراقبہ کہلاتا ہے۔ ارشاد خداوندی واذکر اسم ربک وتبتل الیہ تبتیلاً" اور اللہ کا نام لیتا رہ اور سب چیزوں سے الگ ہو کر اپنے آپ کو بالکل اس کے حوالے کر دے۔

تمنا ہے کہ اب ایسی جگہ کوئی کہیں ہوتی
اکیلے بیٹھے رہتے یاد ان کی دل نشین ہوتی

خدا کی یاد میں بیٹھے ہر اک سے بے غرض ہو کر
تو اپنا بوریہ بھی پھر ہمیں تخت سلیمان تھا

سالک جب دنیاوی کاموں سے فرصت پائے، وضو ہو یا نہ ہو، کہیں بیٹھا ہو، زبان کو تالو سے لگائے اور دل کو تمام خیالات اور خطرات سے خالی کر کے پوری توجہ اور نہایت ادب کے ساتھ خیال کرے کہ میرا دل اللہ اللہ کر رہا ہے اور میں سن رہا ہوں یعنی اپنے خیال کی توجہ دل کی طرف اور دل کی توجہ اللہ کی طرف رکھے۔ بیٹھنے کی کوئی شکل ہو۔ آنکھیں بند کر لیتی ہیں۔ سانس آتا جاتا رہے۔ گردن کو بائیں طرف تھوڑا سا موڑ لیتا ہے۔ سر اور منہ پر کپڑا ڈال لیتا ہے، تاکہ خیالات منتشر نہ ہوں۔ یکسوئی اور دل جمعی کے ساتھ دل کا ذکر کرتا ہے۔ صرف خیال و دلیل سے ہی۔ زبان کا کوئی تعلق نہ رہے۔ فراغت کے بعد دعا مانگی جائے۔ مراقبہ کو جتنی دفعہ دل چاہے اور جتنا وقت چاہے کرنا

ہے۔

وضاحت : مراقبہ کی حقیقت درج ذیل ابیات سے سمجھنے کی کوشش کریں۔

۱۔ ایں بس کہ دو دیدہ، در خیالت دارم
در ہرچہ نظر کنم، توکی پندارم
ترجمہ : چونکہ دونوں آنکھیں تیرے خیال میں مستغرق ہیں۔ اس لئے
جس چیز کو دیکھتا ہوں یہی خیال کرتا ہوں کہ تو ہی ہے۔

از دروں شو آشنا، واز بروں بیگانہ باش
این چنین زیبا روش، کم می بود اندر جہاں
ترجمہ : اپنے باطن کے متعلق باخبر اور باہر کی چیزوں سے بے خبر بن جا۔
یہ بہتر خصلت زمانے میں بہت کم پائی جاتی ہے

از دل بروں کنم، غم دنیا و آخرت
یا خانہ جائے رخت بود یا خیال دوست
ترجمہ : دل سے دنیا و آخرت کے فکرات دور کر لوں اسلئے کہ دل یا توشہ
دنیا و آخرت کا مقام ہو سکتا ہے یا محبوب کے سکون کا محل۔

لب بہ بندو چشم بندو گوش بند
گر نہ بینی سر حق، برمن بخت
ترجمہ : غیر سے زبان، آنکھیں اور کان بند کر لے۔ پھر بھی اگر تجھ پر
حقیقت کے مخفی راز نہ کھلیں تو مجھ پر ہنسنا۔

در حضور دوست، ہر جانب نظر کروں خطا است
یک زماں حاضر نشیں، اے دل کہ جاننا حاضر است
ترجمہ: محبوب کے آتے ہوئے ادھر ادھر دیکھنا گناہ ہے۔ اے دل! ذرا
ایک ساعت تو موجود رہ، کیونکہ محبوب حاضر ہے۔

نہ غرض کسی سے واسطہ، مجھے کام اپنے کام سے
تیرے ذکر سے، تیری فکر سے، تیری یاد سے، تیرے نام سے

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں
نے ایک مرتبہ خواب میں شیطان کو بالکل نگا دیکھا۔ آپؑ نے فرمایا: تجھے
شرم نہیں آتی کہ آدمیوں کے سامنے نگا ہوتا ہے۔ وہ کہنے لگا کہ یہ کوئی
آدمی ہیں، آدمی وہ ہیں جو شونیزہ کی مسجد میں بیٹھے ہیں۔ جنہوں نے
میرے جسم کو دلا کر دیا ہے اور میرے جگر کے کباب کر دیئے۔ حضرت
جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں شونیزہ کی مسجد میں گیا۔ میں نے دیکھا
کہ چند حضرات گھٹنوں پر سر رکھے ہوئے مراقبہ میں مشغول ہیں۔ جب
انہوں نے مجھے دیکھا تو کہنے لگے کہ خبیث کی باتوں سے کہیں دھوکہ میں
نہ آنا۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ ایک بار حضرت نوری رحمۃ اللہ علیہ
کے پاس گئے اور ان کو مراقبہ میں دیکھا۔ ایسی تسکین سے بیٹھے ہیں کہ
ان کے بدن کے بال بھی نہیں ہلتے تھے۔ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے
فرمایا یہ مراقبہ کس سے سیکھا۔ کہا جلی سے، کیونکہ چوہے کے بل پر اس
کے انتظار میں اس سے زیادہ اس کو ساکن دیکھتا ہوں۔

حضرت سید پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب فرماتے ہیں کہ مراقبے میں اتنا مشغول ہو کہ پاس اگر کبھی کا برتن بھرا ہوا ہو اور گر کر بہہ جائے تو خبر نہ ہونی چاہیے۔ (کبھی سے دیکھی تھی مراد ہے۔) فرمایا ایک ایسی گھڑی وقف کر دے کہ ذکر و فکر میں اس قدر مشغول ہو جائے کہ دل سے خداوند کریم سے کہہ دے کہ یا اللہ اب میں تیرا تو میرا اب نہ میں کسی کا اور نہ میرا کوئی۔ فرمایا مراقبے میں ذکر میں اس قدر مشغول ہو جاؤ کہ تمہارے رگ و ریشہ میں فکر سرایت کر جائے۔ بندے کو ذکر میں اس قدر مشغول رہنا چاہیے کہ رفتہ رفتہ زبان اور دل کا تعلق ہی اٹھ جائے اور روحانی کیفیت حاصل ہو جائے۔

۴۔ رابطہ : جس شخص سے قلب کا ذکر لیا ہے اور اپنی باطنی اصلاح چاہتا ہے۔ اس بزرگ سے رابطہ رکھنا ضروری ہے۔ رابطہ کے بغیر نہ ہی قلب زا کر بنتا ہے اور نہ ہی اصلاح ہوتی ہے۔ پس طالب صادق کو چاہیے کہ جب بزرگ کی صحبت میں رہے تو اپنی ذات کو شیخ کی محبت کے سوا ہر چیز کے تصور اور خیال سے خالی کر دے اس کی طرف سے فیض کا منتظر رہے۔ دل کی جمعیت سے اس فیض کی حفاظت کرے۔ آداب شیخ صحبت کی پوری پوری رعایت کرے۔ شیخ کی رضا جوئی کا طالب رہے۔ شیخ کامل کی صحبت میں اس کی توجہ اور اخلاص کی برکت سے دل کی غفلت دور ہو جاتی ہے اور اس کی محبت کے اثرات سے مشاہدہ الہی کے انوار سے دل روشن ہو جاتا ہے اور جب شیخ کی صحبت سے دور ہو تو اس کی صورت کو اپنے خیال میں محبت و تعظیم کے ساتھ

تصور کر کے استفادہ کیا کرے۔ اس کو رابطہ شیخ یا تصور شیخ کہتے ہیں۔ اس سے دل کے وساوس و خطرات دور ہو جاتے ہیں۔ نیز یہ خیال کرے جس طرح ذکر سیکھتے وقت بزرگ کی صحبت میں بیٹھا تھا۔ اب بھی تصور میں گویا شیخ کی خدمت میں حاضر ہے اور اللہ تعالیٰ کی جناب سے جو فیضان الہی شیخ کے قلب میں آرہا ہے اس کے قلب سے میرے قلب میں آرہا ہے۔ نیز عدم صحبت یعنی غیر حاضری کے زمانہ میں بھی اس کے آداب کی رعایت رکھے۔ اس کی رضا جوئی کا طالب رہے۔ اس کی محبت سے دل کو سرشار رکھے اور گاہے گاہے خط و کتابت کے ذریعہ تعلق کو تازہ کرتا رہے اور آتا جاتا رہے۔

بے عنایات حق و خاصان حق
گر ملک باشد یہ ہستش ورق

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اور اس کے خاص بندوں کی مہربانی کے بغیر کوئی فرشتہ بن جائے پھر بھی اس کا نامہ اعمال سیاہ سمجھو۔ اللہ والوں کی نگاہ کرم کے بغیر انسان باطنی ترقی سے دور رہتا ہے۔ ان پاک حضرات کے پاس آنا جانا ہی ترقی کا باعث بنتا ہے۔ ان کی غلامی ہی باعث افتخار ہے۔ حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے صاحبزادہ کو فرمایا۔ یا غلام

کن غلام القوم و ارضا^۱ لهم و خادما^۲ بین ایدیم فاذا
دمت علی ذالک صرت سیدا^۳ صاحبزادہ! اللہ والوں کا غلام اور ان کے پاؤں کے نیچے کی (زمین اور ان کا حاضر باش خدمتگار بن جا۔ پس جب ہر وقت تو اس حالت پر رہے گا تو سردار بن جائیگا۔

دوسرے مقام پر فرمایا! یا مریض الباطن علیک بالدواء و
 هذا الدواء لا يكون الا عند الصالحین اے باطن کے مریض دوا
 حاصل کر اور یہ دوا اللہ والوں کے سوا کہیں نہ ملے گی۔ (فتح الربانی
 مجلس ۷، ۴، ۵۴)

ضرورت مرشد

پھر دامن مرشد کمال دا اہدی خدمت دیوچہ آؤندا رہ
 تیرے دل دا شیشہ گندا اے ایمنوں پیرتوں صاف کراؤندا رہ
 تو بے شک نیک نمازی ایس، حج وی بتے کینے نیں
 توں عالم بہتا بھارا ایس بھر علم پیالے پیتے نیں
 تو بے شک عابد زاہد ایس، کئی سال اہدے وچہ بیتے نیں
 قرآن دا بے شک قاری ایس، میدان بڑے تو جیتے نیں
 جے مرشد تیرا کمال نہیں ناں مقناں وقت گواندا رہ
 پھر دامن مرشد کمال دا اہدی خدمت دے وچہ آؤندا رہ
 تینوں جی گل میں دس دیواں، تیرے دل وچہ لکھ پیاری اے
 تیرے اندر بغض تے کینہ اے، تیری حسد نے وی مت ماری
 تینوں رب تعالیٰ تے ہرگز یاد نہیں، دل دنیا لئی دکھیا ری اے
 تیرا دل بت خانہ اے دنیا دا
 اہمہ بت مرشد کولوں کڈاؤندا رہ
 پھر دامن مرشد کمال دا اہدی خدمت دیوچہ آؤندا رہ

بھلا مرشد دی کیوں لوڑ ہوئی اسہ گل میں کھول سنا دیواں

تے ایمان حقیقی لہمن دی، اوہ جگہ ذرا سمجھا دیواں

ایس دل بیمار دے دیکھن لئی، میں کامل پیر دکھا دیواں

پھر تیری مرضی من نہ من، توں اپنی کیتی پاؤندا رہ

بس مکدی گل مکا دیواں، جو پھڑنا پیر ضروری اے

پھر مرشد کامل او ہو سی، بیسدی ہر اک سنت پوری اے

جو حکم شرع دے خلاف ہووے، اوہدی پیری فیرادھوری اے

جو شرع حضور داد دشمن ہووے، اوہ کیندا کیویں حضوری اے

پھڑ شریعت دی کسوٹی نوں پھر کھوٹی کھری بناؤندا رہ

پھڑ دامن مرشد کامل دا ایہدی خدمت دیوچہ آؤندا رہ

میرے مرشد جن سائیں جیہا اس دور وچہ کوئی کامل نہیں

اسہ حال سنت نبوی دا، ایہدے ورگا کوئی عامل نہیں

پایا درجہ قیوم زماں دا، ایہدے وچہ ملاوٹ شامل نہیں

دے نسخہ دل دی بیماری دا، اوہنوں دل دے نال پکاؤندا رہ

پھڑ دامن مرشد کامل دا ایہدی خدمت دیوچہ آؤندا رہ

تیرے دل دا شیشہ گندا اے ایہنوں پیر تو صاف کراؤندا رہ

اسہ فقیر تاں تیرا خادم اے، لالچ دا اسہ یار نہیں

تیری خیر خواہی کرنے نوں، ایہدے ورگا کوئی دکھیار نہیں

تینوں مرشد کامل دیا سو، توں بن دا کیوں حب دار نہیں

حب دار توں بن جا مرشد دا، پھر مقتداں یار دیاں گاؤندا رہ

پھر دامن مرشد کامل دا، ایندی خدمت دیوچہ آؤند ارہ
 تیرے دل دا شیشہ گندا اے، اینوں پیرتوں صاف کراؤند ارہ
 اکثر اللہ والوں کے ساتھ ارتباط ان کی خدمت میں کثرت سے
 حاضری دینی امور میں تقویت اور خیر و برکت کا سبب ہوتی ہے۔
 فرمایا سید کائنات ﷺ نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو۔ کیا تجھے
 دین کی نہایت تقویت دینے والی چیز نہ بتاؤں؟ جس سے تو دین و دنیا
 دونوں کی فلاح کو پہنچے۔ وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والوں کی مجلس ہے اور
 جب تو تنہا ہوا کرے تو اپنے اللہ تعالیٰ کی یاد سے رطب اللسان رہا کر۔
 ہمارے شیخ الشارح حضرت سوہنا سائیں رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ
 کامل سے اتنا گہرا تعلق و ربط رکھا کہ شیخ کی محبت میں فنائیت کا مقام
 حاصل کر لیا۔

فنا فی الشیخ کی مثال

فنا فی الشیخ کی مثال عرض خدمت ہے۔ حضرت پیر سید عبدالغفار
 المعروف پیر مٹھا رحمۃ اللہ علیہ دربار عاشق آباد (پنجاب) میں تھے۔
 اچانک آپ کو ہیٹ میں سخت درد کی تکلیف ہو گئی۔ آپ نے عاشق آباد
 سے حضرت محبوب سوہنا سائیں رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دین پور شریف
 (سندھ) لینے کیلئے آدمی بھیجا۔ پیغام ملتے ہی حضرت محبوب سوہنا سائیں
 کی پریشان حالی کی حد نہ رہی۔ سید نصیر الدین شاہ صاحب اور بھی کچھ
 احباب ساتھ لے کر عاشق آباد کی طرف روانہ ہو گئے۔ دور کا سفر

سواری کی سہولت نہ ہونے کی وجہ سے عاشق آباد شریف پہنچتے پہنچتے تین دن لگ گئے۔ حضور پیر مٹھا کو کافی دواؤں کے استعمال کے باوجود کوئی فائدہ نہ ہو رہا تھا۔ جب حضرت محبوب سوہنا سائیں دربار عاشق آباد ذرا بعد نماز ظہر کے پہنچے۔ حضور پیر مٹھا کو اطلاع دی گئی۔ اسی وقت آپ نے حضرت سوہنا سائیں کو اپنے پاس گھر بلایا۔ کچھ دیر بعد جب واپس آئے تو حضرت محبوب سوہنا سائیں سے چلا نہ جاتا تھا۔ معلوم ہوا کہ جس مقام پر حضرت پیر مٹھا کو پیٹ درد کی تکلیف تھی۔ بعینہ اسی جگہ حضرت سوہنا سائیں کو تکلیف شروع ہو گئی اور حضرت پیر مٹھا کا پیٹ درد کافور ہو چکا تھا۔ نماز عصر پر صبح حالت میں تشریف لائے اور نماز مغرب تک وعظ و نصیحت فرماتے رہے۔

فنائی الشیخ اور مثالی جانثاری

درگاہ عاشق آباد شریف نزد اسٹیشن چنی گوٹھ قیام کے دوران بھی حضرت پیر مٹھا بکثرت تبلیغ کیلئے سندھ تشریف لاتے تھے اور تقریباً ہر سفر میں حضرت محبوب سوہنا سائیں بھی ساتھ ہوتے تھے۔ عموماً واپسی پر بھی دربار عاشق آباد شریف تک ساتھ جاتے تھے۔ اسی طرح ایک مرتبہ واپسی میں حضرت محبوب سوہنا سائیں اور دیگر احباب بھی آپ کے ساتھ چناب ایکسپریس پر سوار تھے۔ یہ گاڑی چنی گوٹھ اسٹیشن پر نہیں ٹھہرتی تھی۔ چلتی ٹرین میں باہمی یہ بات ہو رہی تھی۔ اب ڈیرہ نواب اسٹیشن پر اتر کر پیدل دربار عاشق آباد شریف تک جانا ہو گا اور فاصلہ

بھی کافی ہے وغیرہ۔ حضرت محبوب سوہنا سائیںؒ جیسے عاشق صادق کیلئے اتنا فاصلہ مرشد و مربی کا پیدل چل کر جانا بڑی بات تھی۔ چنانچہ جب ٹرین جتی گوٹھ اسٹیشن پر پہنچی تو حضرت محبوب سوہنا سائیںؒ نے یہ کہتے ہوئے نیچے چھلانگ مار دی۔ کہ ”میں حضرت صاحب کیلئے سواری کا انتظام کرنے جا رہا ہوں“ اور رات کے اندھیرے میں غائب ہو گئے۔ تمام جماعت جانثار سوہنا سائیںؒ نور اللہ مرقدہ کے اس مثالی کردار سے متاثر بھی ہوئی اور اس سے بڑھ کر پریشان بھی کہ اندھیری رات میں چلتی ایکسپریس سے چھلانگ مار کر سلامت بچ جانا مشکل ہے۔ بالاخر جب ٹرین ڈیرہ نواب اسٹیشن پر پہنچی تو ابھی کافی رات باقی تھی۔ حضرت صاحبؒ جماعت سمیت قریبی مسجد شریف میں لیٹ گئے۔ صبح ہوتے ہی حضرت سوہنا سائیںؒ نور اللہ مرقدہ اپنے مرشد مربیؒ کی سواری کیلئے عاشق آباد شریف سے سائیکل لے کر حاضر ہوئے۔ دریافت کرنے پر بتایا کہ چھلانگ مار کر اترتے وقت مجھے کوئی پتہ نہ چلا، نہ ہی کسی قسم کی تکلیف ہوئی۔

یہ تھی اپنے مرشد سے محبت اور ربط کہ ایکسپریس ٹرین چلتی ہوئی سے پلیٹ فارم پر چھلانگ لگ رہی ہے پھر پیر و مرشد کی محبت و ربط کا کمال کہ ذرا بھی جسم پر خراش نہ آئی۔ یہ تھی وہ محبت اور ربط کہ ایک مرتبہ خلفائے کے مجمع میں اس جانثار نوجوان حضرت سوہنا سائیںؒ کے متعلق مرشد و مربیؒ نے ارشاد فرمایا! اس جوان کی تمہیں کیا قدر، اس کی جوتی میں تمہارا پاؤں نہیں آسکتا۔ میں اور یہ ایک ہی چیز ہیں۔ جس

طرح ایک بوتل میں عطر ہو، دوسری خالی ہو۔ خالی بوتل میں اسی طرح سے عطر ڈالا جائے تو دونوں میں ایک ہی عطر ہوگا۔ ان میں کسی قسم کا فرق نہ ہوگا۔ اسی طرح میرے اور مولوی صاحب (سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ) کے مابین بھی کوئی فرق نہ سمجھو۔

بعد ازاں حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر پڑھا۔

من تو شدم تو من شدی 'من تن شدم تو جاں شدی

تاکس نہ گوید بعد ازیں 'من دیگرم تو دیگری

ترجمہ : میں تو ہو گیا اور تو میں ہو گیا۔ میں جسم ہو گیا اور تو جان ہو گیا۔

یہاں تک کہ اس کے بعد کوئی یہ نہ کہے کہ میں اور ہوں اور تو

اور بلکہ ایک ہی ہیں۔

قارئین کرام! یہ مرتبہ کس طرح حاصل ہوا کہ اپنی ہر چیز پیر پر

قریان کر دی۔ اپنا ہر لمحہ مرشد کامل کی خدمت کیلئے تیار رکھا۔ پھر جا کر

یہ صلہ ملا۔

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد

حاصل کلام یہ کہ جو کوئی سالک روحانی ترقی کے مدارج طے کرنا چاہتا

ہے۔ اپنے پیر کی محبت میں فنا ہو جائے۔ گویا پیر کی ہر چیز سے محبت

ہو جائے۔

نگاہ مرشد کامل سے عشق مصطفیٰ ﷺ حاصل

اللہ کا قرب دیتی ہے محبت پیر خانے کی

پیر ہے جو کچھ ہے دنیا میں مریدوں کیلئے
 پیروی کر پیر کی تجھ کو خدا مل جائے گا
 پیر ہے میزاب فیض کبریا
 پیر ہے راضی تو ہے راضی خدا

۵۔ پرہیز: عاجز فقیر نے جو چند گزارشات دل کو زندہ اور باخدا کرنے کیلئے پیش کی ہیں۔ جس طرح حکماء جب مریض جسمانی کو نسخہ دیتے ہیں تو ساتھ کچھ پرہیز بھی بتاتے ہیں۔ اور تاکید کرتے ہیں کہ اگر پرہیز نہ کی تو فائدہ نہ ہوگا۔ اگر جسمانی صحت کیلئے پرہیز ضروری قرار دیا گیا ہے تو روحانی صحت کیلئے تو پرہیز زیادہ مناسب ہوگا۔

اللہ عزوجل اور اس کے محبوب ﷺ نے جن کاموں کے کرنے کا حکم صادر فرمایا ہے۔ ان کو دل و جان سے تسلیم کیا جائے اور جن کاموں کے نہ کرنے کو فرمایا ہے۔ ان کاموں سے رکا جائے۔ فلاح و کامیابی اللہ عزوجل اور اس کے محبوب ﷺ کی فرمانبرداری میں ہے۔

ارشاد خداوندی جس کا ترجمہ یہ ہے۔ اور جو اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرے اس نے بڑی کامیابی پائی۔
 اللہ عزوجل نے اپنے محبوب ﷺ کو کامل نمونہ بنا کر بھیجا ہے۔
 ارشاد خداوندی جس کا ترجمہ یہ ہے۔ بے شک تمہارے لئے میرے رسول ﷺ کامل نمونہ ہر۔

دوسرے مقام پر فرمایا جس کا ترجمہ یہ ہے۔ میرے رسول

اللہ ﷻ جو کچھ بھی دیں اس کو لے لو، جس چیز سے منع فرمائیں، اس سے باز آجاؤ۔ گویا اپنی زندگی میرے محبوب ﷻ کے فرمان و طریقہ پر گزارو۔ سعادت اسی میں ہے کہ رسول اللہ ﷻ کا مکمل اتباع اور فرمانبرداری کی جائے۔ آپ ﷻ کی ہر سنت پاک پر عمل کیا جائے۔ سنی مسلمان وہی ہے جو سنت پر عمل کرے۔

فرمایا رسول اللہ ﷻ نے جس نے میری سنت سے روگردانی کی اس کا مجھ سے کچھ تعلق نہیں۔

فرمایا رسول اللہ ﷻ نے، جس نے میری سنت سے محبت کی۔ اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی۔ وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

فرمایا جس نے میرے بعد میری کسی مٹی ہوئی سنت کو زندہ کیا۔ اسے اس پر عمل کرنے والے سب لوگوں کے برابر ثواب ملے گا۔
فرمایا فساد امت کے وقت جو میری سنت پر عمل کرے گا اسے سو شہیدوں کا ثواب عطا ہوگا۔

حضرات محترمی! سنتوں پر عمل کرنے والا اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ ہو جاتا ہے۔ اس سے آسمانوں کے فرشتے پیار کرتے ہیں۔ زمین والے قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ عوام و خواص میں مقبول ہو جاتا ہے۔ سنتوں پر عمل کرنے کی بدولت رسول اکرم ﷻ کی سچی محبت اور سچا عشق نصیب ہو جاتا ہے جو دنیا و عقبیٰ کی سب نعمتوں سے اعلیٰ نعمت ہے جس میں کامیاب ہونے سے دنیا و عقبیٰ کی سعادتیں نصیب ہو جاتی ہیں۔

مسواک شریف

ہر وضو کے ساتھ مسواک شریف کی پابندی کی جائے۔ مسواک شریف حضور پاک ﷺ کی بہت ہی پیاری سنت ہے۔ یہ ہے تو ایک تھوڑے سے وقت میں ادا ہونے والی سنت، مگر اجر و ثواب میں ڈھیروں کا درجہ رکھتی ہے۔ وضو میں مسواک شریف والی سنت سے عموماً "سستی و غفلت برتی جاتی ہے۔ آج اگر اس سنت کو زندہ کر لیا جائے تو گھر بیٹھے بٹھائے سو شہیدوں کا اجر مل سکتا ہے۔ مسواک شریف والی سنت مردوں کی طرح عورتوں پر بھی ویسی ہی سنت ہے۔ عورتوں کو بھی چاہیے کہ وہ بھی مسواک شریف والی سنت پر عمل کر کے درجات حاصل کر لیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مسواک میں موت کے سوا ہر مرض سے شفاء ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سرکارِ مدینہ ﷺ نے فرمایا بغیر مسواک کے ساتھ نماز پڑھنے کی فضیلت بغیر مسواک نماز پر ستر گنا زائد ہے۔

مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت علی رضی اللہ عنہ عطاء سے نقل کیا گیا ہے بلکہ ننانوے گنا یا چار سو گنا بڑھ جاتا ہے۔

علماء فرماتے ہیں کہ یہ تفاوت بھی یعنی فرق ثواب میں اخلاص کے

لحاظ سے ہے۔ یعنی جس قدر اخلاص زیادہ ہوگا۔ اسی قدر ثواب و اجر میں بھی اضافہ ہوگا۔ لہذا کبھی ستر گنا اور کبھی ننانوے یا چار سو گنا ہر شخص کے اخلاص کے مطابق اضافہ ہوتا رہے گا۔

حضور اکرم ﷺ کو مسواک شریف سے نہایت ہی محبت بھرا لگاؤ تھا۔ جو کہ درج ذیل حدیث سے عیاں ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے لئے اللہ تعالیٰ کے انعامات سے ایک یہ بھی ہے کہ تاجدار مدینہ ﷺ کی وفات ظاہری گھر میں میری باری کے دن میری ہنسی اور سینہ کے درمیان ہوئی اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا انعام ہے کہ آپ ﷺ کے مبارک لعاب دہن میرے تھوک کے ساتھ آپ ﷺ کی وفات ظاہری سے پہلے اکٹھا کر دیا اور (وہ اس طرح) کہ میرے پاس عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ آئے اور ان کے ہاتھ میں ایک مسواک تھی۔ میں حضور اکرم ﷺ کو سہارا دے رہی تھی۔ میں نے دیکھا آپ ﷺ ان کی مسواک کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ مجھے معلوم تھا کہ آپ ﷺ مسواک کو پسند فرماتے ہیں۔ ایسے میں نے دریافت کیا کہ آپ ﷺ کیلئے مسواک لوں۔ آپ ﷺ نے سراقص کے اشارے سے فرمایا ”ہاں“ چنانچہ میں نے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے مسواک لے کر آپ ﷺ کو پیش کی۔ آپ ﷺ نے استعمال کرنا چاہا لیکن مسواک سخت تھی۔ ایسے میں نے عرض کیا کہ نرم کر دوں۔ آپ ﷺ نے سر مبارک کے اشارے سے فرمایا ”ہاں“

چنانچہ میں نے دانتوں سے چبا کر نرم کر کے سرکارِ مدینہ ﷺ کو پیش کر دی۔ آپ ﷺ نے اس کو دانتوں پر پھیرنا شروع کیا۔ آپ ﷺ کے سامنے ایک برتن رکھا تھا جس میں پانی تھا۔ آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھوں کو پانی میں ڈالتے اور چہرہ انور پر پھیر لیتے اور فرماتے **لا الہ الا اللہ** بے شک موت کیلئے سختیاں ہیں۔ پھر دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا اے اللہ (عزوجل) مجھی رفیقِ اعلیٰ (انبیاء) میں شامل کر اور اس طرح یہاں تک کہ آپ ﷺ کی روح مبارک قبض کر لی گئی۔ اور آپ ﷺ کے دونوں ہاتھ مبارک نیچے تشریف لائے۔

ایمان افروز حکایت

علامہ شعرانی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں ایک بار حضرت ابوبکر شبلیؓ کو وضو کے وقت مسواک کی ضرورت ہوئی تو آپؓ نے مسواک تلاش کی۔ مگر نہ ملی۔ پھر آپؓ نے ایک دینار (سونے کی اشرفی) میں مسواک خرید کر استعمال فرمائی۔ بعض لوگوں نے (حضرت شبلیؓ) سے کہا یہ تو آپؓ نے بہت زیادہ خرچ کر ڈالا۔ اتنی مہنگی بھی مسواک لی جاتی ہے؟ فرمایا یہ دنیا اور اس کی تمام چیزیں اللہ (عزوجل) کے نزدیک پھر کے پر برابر بھی حیثیت نہیں رکھتیں۔ قیامت کے روز کیا جواب دوں گا؟ جبکہ اللہ تعالیٰ مجھ سے دریافت فرمائے گا کہ تو نے میرے پیارے حبیب (ﷺ) کی سنت (مسواک) کو کیوں ترک کیا؟ جو

مال و دولت میں نے تجھے دی تھی۔ (جس کی حقیقت میرے نزدیک) پتھر کے پر کے برابر بھی نہیں تھی۔ اس کو اس سنت (مساک) کے حاصل کرنے میں کیوں خرچ نہیں کیا۔

مزید فرمایا میرے بھائی! میرا خیال تو یہ ہے کہ اگر تجھ سے کوئی مساک بیچنے والا آدھا دینار بھی مساک کی قیمت مانگے تو ہرگز نہ دے گا اور مساک چھوڑ دے گا۔ سنت سے اس قدر غفلت کے باوجود تو اپنے آپ کو اولیاء اللہ اور سرکارِ مدینہ (ﷺ) کے ”عاشقین“ سے شمار کرتا ہے۔ اللہ کی قسم! یہ ایک ایسا دعویٰ ہے جس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

محترمی حضرات! دیکھا آپ نے؟ ہمارے اسلاف سنتوں سے کس قدر پیار کرتے تھے۔ حضرت سیدنا ابوبکر شبلیؓ نے ایک دینار (یعنی سونے کی اشرفی) پیارے آقا (ﷺ) کی سنت مساک پر قربان کر دیا اور آہ! آج ہم نے اپنے آپ کو اگرچہ بڑھ چڑھ کر عاشقِ رسول (ﷺ) کہلاتے ہیں۔ مگر حال یہ ہے کہ اٹھنی بھریا ایک روپیہ کی مساک بھی ہم سے نہیں خریدی جاتی۔

مساک کرنے کا طریقہ اور اس سے متعلق ضروری باتیں :-

(۱) مساک نہ بہت نرم ہو نہ زیادہ سخت (۲) پیلو، زیتون یا نیم وغیرہ کی ہو۔ (۳) انگوٹھے سے موٹی نہ ہو، چھوٹی انگلی کی موٹائی سے کم نہ ہو (۴) زیادہ خم دار نہ ہو۔ (۵) زیادہ سے زیادہ ایک باشت لمبی ہو۔ ایک باشت سے زیادہ لمبی ہو۔ تو اس پر شیطان سواری کرتا ہے۔ ایک باشت

سے چھوٹی ہو تو حرج نہیں مگر اتنی بھی چھوٹی نہ ہو کہ مسواک کرنا ہی دشوار ہو جائے۔ (۶) مسواک داہنے ہاتھ سے کرنی چاہیے اور اس طرح ہاتھ میں لیں کہ چھوٹی انگلی مسواک کے نیچے اور بیچ کی تین انگلیاں اوپر اور انگوٹھا سرے پر ہو (۷) کم سے کم تین بار دائیں بائیں اوپر نیچے مسواک کریں اور ہر مرتبہ مسواک کو دھوئیں۔ (۸) پہلے دائیں طرف اوپر کے دانتوں پر مسواک کریں۔ پھر بائیں طرف اوپر ہی کے دانتوں پر مسواک کریں۔ پھر دائیں طرف نیچے کے دانتوں پر پھر بائیں طرف نیچے کے دانتوں پر۔ (۹) جب بھی مسواک کرنا ہو اسے دھو لیں۔ فارغ ہونے کے بعد بھی دھو لیں۔ (۱۰) مسواک اس طرح کھڑی رکھیں کہ ریشہ اوپر کی جانب ہو۔ مسواک کو لٹا کر نہ رکھا جائے۔ لٹا کر رکھنا باعث زحمت بنتا ہے۔ (۱۱) مسواک دانتوں کی چوڑائی میں کریں۔ لمبائی میں نہ کریں۔ (۱۲) وضو میں مسواک کرنا سنت موکدہ ہے۔ (۱۳) مسواک جب بھی کی جائے پانی کے ساتھ کی جائے۔ پانی کے بغیر مسواک کرنا ہرگز درست نہیں ہے۔ (۱۴) مسواک جب قابل استعمال نہ رہے اسے کسی جگہ احتیاط سے رکھ دیں یا دفن کر دیں۔ چاہیں تو ندی نہر میں ڈال دیں۔

عمامہ شریف : عمامہ شریف سر پر رکھ کر نماز ادا کرنا حضور اکرم ﷺ کا پسندیدہ عمل رہا ہے۔ ”اس لئے عمامہ سنت متواترہ“ دائمہ ہے۔ ”عمامہ شریف کے بارے میں تاجدار مدینہ ﷺ کے ارشادات۔

- (۱) عمامہ باندھ کر نماز پڑھنا پچیس درجے ثواب بڑھ جاتا ہے۔
- (۲) عمامہ کے ساتھ دو رکعتیں بغیر عمامہ کی سترہ رکعتوں سے افضل ہیں۔ (مسند الفردوس)
- (۳) عمامہ کے ساتھ نماز دس ہزار نیکیوں کے برابر ہے۔ (دہلی)
- (۴) بے شک اللہ جل شانہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں۔ جمعہ کے عمامہ والوں پر (طبرانی)
- (۵) عمامہ مسلمانوں کا وقار اور عرب کی عزت ہے تو جب عرب اتار دیں گے، اپنی عزت اتار دیں گے۔ (دہلی)
- (۶) تاجدار مدینہ ﷺ نے عمامہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا فرشتوں کے تاج ایسے ہی ہوتے ہیں۔ (ابن شاذان)
- (۷) عمامہ باندھ کر ایک جمعہ بغیر عمامہ کے ستر جمعہ کے برابر ہے۔ (دہلی جامع الصغیر وغیرہ)

حکایت: حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد ماجد حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حضور حاضر ہوا۔ وہ عمامہ باندھ رہے تھے۔ جب باندھ چکے تو میری طرف التفات کر کے فرمایا تم عمامہ کو دوست رکھتے ہو؟ میں نے عرض کی کیوں نہیں؟ فرمایا اسے دوست رکھو، عزت پاؤ گے اور جب شیطان تمہیں دیکھے گا تم سے پیٹھ پھیر جائیگا۔ اے فرزند، عمامہ باندھ کر فرشتے جمعہ کے دن عمامہ باندھے آتے ہیں اور سورج ڈوبنے تک عمامہ باندھنے والوں پر سلام بھیجتے رہتے ہیں۔ (دہلی، جامع الصغیر وغیرہ)

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ٹوپی پر عمامہ ہمارا اور مشرکین کا فرق ہے۔ (یعنی مشرکین صرف عمامہ باندھتے ہیں، ہم ٹوپی پر عمامہ باندھتے ہیں۔) بعض نمازی حضرات صرف عمامہ پر اکتفا کر لیتے ہیں اور ٹوپی رکھنے میں غفلت کرتے ہیں۔ وہ ہرگز صرف عمامہ استعمال نہ کریں بلکہ ٹوپی کے اوپر عمامہ باندھا کریں۔ یہی سنت ہے۔

عمامہ کے مسائل : (۱) عمامہ سات ۷ ہاتھ (ساڑھے تین گز) سے چھوٹا نہ ہو اور بارہ ۱۲ ہاتھ (چھ گز) سے بڑا نہ ہو۔ (۲) عمامہ کے شیلے کی مقدار کم از کم چار انگلی اور زیادہ سے زیادہ اتنا ہو کہ بیٹھنے میں نہ دبے اور نہ ہی سجدہ میں پیشانی پر آجائے۔ (۳) عمامہ باندھتے وقت داہنی طرف پیچ بائیں طرف کو لے جائیں۔ (۴) عمامہ کھڑے ہو کر باندھیں۔ (۵) عمامہ اتارتے وقت بھی ایک ایک کر کے پیچ کھولنا چاہیے۔

مندرجہ بالا احادیث و مسائل فتاویٰ رضویہ اور بہار شریعت سے اخذ کئے گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب ﷺ سے بھی پیار ہے اور اپنے محبوب ﷺ کی سنتوں سے بھی پیار ہے۔ احادیث سے بھی ثابت ہو گیا کہ فرشتے بھی عمامہ باندھ کر زمین پر آتے ہیں۔ جنگ بدر میں بھی فرشتوں کے سر پر عمامے تھے۔ ہم تو چونکہ امتی ہیں ہمیں تو عمامہ والی سنت سے زیادہ پیار اور شغف رکھنا چاہیے۔

داڑھی مبارکہ

ہمارے آقا و مولا ﷺ کی نہایت ہی پاکیزہ اور پیاری سنت ہے۔ داڑھی بڑھانے کی ہمارے سرکار ﷺ نے اس قدر تاکید فرمائی ہے کہ یہ واجب ہے۔ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خانؒ نے اٹھارہ ۱۸ آیات مقدسہ بہتر ۷۲ احادیث مبارکہ اور ساٹھ ۶۰ بزرگان دین رحمہم اللہ کے اقوال شریفہ کی روشنی میں داڑھی بڑھانا واجب اور مونڈنا یا کترنا کر ایک مٹھی سے کم کر دینا حرام ثابت کیا ہے۔ پچھلے زمانے میں عام طور پر سارے ہی لوگ داڑھی رکھتے تھے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت بریلویؒ لمحۃ الضعیفی میں فرماتے ہیں۔ اہل بیت کرام و صحابہ عظام و آئمہ اعلام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) اور ہر قرن و طبقہ کے اولیائے امت و علمائے ملت (رحمہم اللہ) بلکہ قرون خیر میں تمام مسلمان داڑھی رکھتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ پیارے مدنی آقا ﷺ فرماتے ہیں۔ مشرکوں کا خلاف کرو۔ مونچھوں کو خوب پست (چھوٹی) اور داڑھیاں کثیر و وافر (بڑی) رکھو۔ (صحیح بخاری و مسلم)

آقائے مدینہ ﷺ کا فرمان مقدس ہے کہ مونچھیں کترنا اور داڑھیاں بڑھنے دو۔ آتش پرستوں کے خلاف کرو۔ (صحیح بخاری)

سرکار مدینہ ﷺ فرماتے ہیں کہ مونچھیں خوب پست کرو اور داڑھیوں کو معافی دو۔ یہودیوں کی سی صورت نہ بناؤ (طحاوی شرح معانی

خشنی داڑھی رکھنا حرام ہے: اول تو ہماری اکثریت بد قسمتی سے داڑھی رکھتی ہی نہیں اگر رکھتے ہیں تو بے شمار بھائی خشنی اور فرنج کٹ رکھتے ہیں۔ یاد رکھئے! داڑھی منڈوانا اور کترا کر ایک مٹھی سے کم کر دینا دونوں حرام ہے۔ اسلئے اگر رکھی جائے تو پیارے مصطفیٰ ﷺ کی پسند کی رکھی جائے۔ ورنہ چھوٹی داڑھی رکھنے سے کوئی ثواب نہ ملے گا۔ یہ بھی یاد رہے بالغ ہوتے ہی داڑھی اس وقت سے واجب ہو جاتی ہے جب سے نکلنا شروع ہو جائے۔

داڑھی منڈوں سے آقا ﷺ کی نفرت کا عبرتناک واقعہ: رشادِ ایران خسرو کی طرف سے دو افسران سرکار مدینہ ﷺ کی خدمت میں آئے یہ چونکہ آتش پرست تھے اسلئے ان کی داڑھیاں منڈی ہوئی تھیں اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں اور اپنے بادشاہ کو رب کہا کرتے تھے۔ ان کے چہرے پر نظر ڈال کر پیارے آقا ﷺ کو تکلیف پہنچی۔ کراہت کے ساتھ فرمایا تم پر ہلاکت ہو کہ ایسی صورت بنانے کا تم کو کس نے کہا ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہمارے رب کسریٰ نے۔ پیارے آقا ﷺ نے فرمایا مگر میرے رب تعالیٰ نے تو مجھے یہ حکم دیا ہے کہ داڑھی بڑھاؤں اور مونچھیں کتراؤں۔

حضرات محترمی! اس واقعہ پر غور فرمائیے۔ سمجھ میں نہ آئے تو دوبارہ پڑھئے۔ دو ایسے اشخاص جو ابھی کافر ہیں اور وہ احکام شریعت

اسلامیہ کے ملک بھی نہیں۔ چونکہ انہوں نے فطری وضع کے ساتھ زیادتی کی۔ چہرہ کے قدرتی حسن کو برباد کیا۔ سرکار مدینہ ﷺ کی طبیعت مبارکہ کو ان کا یہ (داڑھی منڈانے کا) فعل انتہائی ناگوار گزرا اور باوجود رحمتہ اللعالمین ہونے کے آقا ﷺ نے ان کیلئے بددعا یہ جملہ فرمایا تم پر ہلاکت ہو۔ ذرا سوچئے! غور کیجئے! ہم تو مسلمان ہیں، امتی ہیں، محبت کے دعویدار ہیں۔ ہمارا یہ عمل کل کو کیا رنگ کھلائے گا۔ ابھی سے توبہ کر کے دامن مصطفیٰ ﷺ میں لپٹ جانا چاہیے ورنہ

تو مصطفیٰ ﷺ کا دل چھیل رہا ہے: مرزا قاتل کے اشعار میں تصوف کا رنگ خوب جھلکتا ہے۔ لہذا ایک مرتبہ ایران کے ایک شخص نے اس کے اشعار دیکھ کر خیال کیا کہ یہ کوئی بڑا بزرگ شخص ہے۔ وہ ایران سے چل کر ملاقات کیلئے اس کے پاس پہنچا۔ اتفاقاً اس وقت مرزا قاتل حجامت بنا رہا تھا۔ حجام اس کی داڑھی مونڈ رہا تھا۔ یہ دیکھ کر اس شخص کو بڑا رنج ہوا اور غصہ میں بولا۔ ”افسوس آغا!! ریش سے تراشی“ مرزا نے جواب دیا۔

بلے ریش سے تراشم

ہاں میں داڑھی مونڈا رہا ہوں

وے دل کس رانے خراشم

کسی کا دل نہیں چھیل رہا ہوں

وہ شخص بولا! آرے دل رسول اللہ ﷺ سے خراشی

(ہاں ہاں تو رسول اللہ ﷺ کے دل کو چھیل رہا ہے۔)
 مرزا قلیل آہ! کر کے بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش میں آیا تو بولا
 جزاک اللہ کہ چشم باز کر دی
 مرا با جانِ جاں ہراز کر دی
 اللہ (عزوجل) تجھے جزا دے کہ تو نے میری آنکھ کھول دی۔ میرا
 تعلق میرے آقا ﷺ سے قائم کر دیا۔ (معدن اخلاق)
 کاش ہمارے دل میں بھی پیارے مصطفیٰ ﷺ کی محبت اس
 قدر گھر کر جائے کہ ہم بھی سرکارِ مدینہ ﷺ کے فرمان مبارک کو
 بے چون و چرا عملی جامہ پہنا دیں۔
 جناب جمیل قادری نے بعنوان داڑھی کے ایک نظم رقم کی ہے۔
 فقیر وہ لکھے دیتا ہے۔ فقیر نے اس میں ایک لفظ کی زیادتی کر دی ہے یعنی
 منڈانا کے ساتھ کتروانا بھی لکھ دیا ہے۔ فقیر اس زیادتی کا معذرت خواہ
 ہے۔

اے میرے بھائی ذرا داڑھی منڈانا اور کتروانا چھوڑ دے
 شرم کر بہر خدا داڑھی منڈانا اور کتروانا چھوڑ دے
 ہیں بظاہر بال لیکن نور ہے اسلام کا
 شکل نورانی بنا داڑھی منڈانا اور کتروانا چھوڑ دے
 شکل سے بیزار ہیں تیری خدا و مصطفیٰ
 ان کو راضی کر ذرا، داڑھی منڈانا اور کتروانا چھوڑ دے

تیری صورت دیکھ کر شیطان کو ہوتی ہے خوشی
 اور وہ دشمن ہے تیرا داڑھی منڈانا اور کتروانا چھوڑ دے
 اپنی چوٹی بھی کسی ہندو نے کاٹی یہ بتا
 تو نے کیوں ایسا کیا داڑھی منڈانا اور کتروانا چھوڑ دے
 آلہ و اصحابہ نبیؐ نے بھی کبھی ایسا کیا؟
 تو ہے کیوں ان سے جدا داڑھی منڈانا اور کتروانا چھوڑ دے
 کیا عجب ہے عورتوں پر بھی پڑے اس کا اثر
 وہ بھی دیں سر کو منڈا داڑھی منڈانا اور کتروانا چھوڑ دے
 مرد ہو کے تو بالکل غنٹ بن گیا
 یہ غضب کیسا کیا داڑھی منڈانا اور کتروانا چھوڑ دے
 داڑھی کتروانا چڑھانا مونڈنا سب ہے حرام
 مان حکم مصطفیٰؐ داڑھی منڈانا اور کتروانا چھوڑ دے
 فرض ہے بھائی پہ دے بھائی کو راہ حق بتا
 اس لئے میں نے کہا داڑھی منڈانا اور کتروانا چھوڑ دے
 ہو جمیل قادری کی التجا یا رب قبول
 امت خیر الوریٰ داڑھی منڈانا اور کتروانا چھوڑ دے

نوٹ: کتروانا سے مراد مٹھی بھرے پہلے ہے۔

الحاصل قرب خداوندی اور صفائی باطن کیلئے اللہ عزوجل اور اس

کے محبوب ہمارے آقا و مولا ﷺ کی اطاعت لابد و ضروری ہے۔
 عمامہ شریف اور مسواک شریف والا عمل دائمی رہے۔ نیز حقہ، سگریٹ،
 بیڑی اور نشہ آور چیزوں سے دور بیزار رہا جائے۔

بارگاہ ایزدی میں عرضداشت

اے بار الہ! یہ حقیر فقیر پر تقصیر بندہ ناچیز نہایت ہی التجا سے دست
 بدعا ہے کہ فقیر نے جو چند ٹوٹے پھوٹے کلمات تحریر کئے ہیں۔ ان کو بجاء
 نبی کریم رؤف الرحیم آقا و مولا سید دو عالم فخر موجودات محبوب
 کبریا ﷺ اور پیران کبار رحمہم اللہ قبول فرما کر فقیر کیلئے سرمایہ
 آخرت اور فقیر کے والدین کیلئے سبب مغفرت اور درجات عالیہ بنا۔

قارئین حضرات اور فقیر کو بھی ان سے پورا پورا فائدہ اور
 استفادہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین ثم آمین

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین و صلی اللہ تعالیٰ
 حبیبہ اطیبہ لطیبین اطہر الطاہرین و علی آلہ و اصحابہ و
 ازواجہ الطاہرات المطہرات امہات المومنین و ذریئہ و
 اولیاء امتہ و علماء ملتہ اجمعین ○

الداعی الی الخیر: ناچیز احقر فقیر نور حسین طاہری بخشی غفاری مجددی
 نقشبندی سب دربار معلی اللہ آباد شریف، کنڈیارو، سندھ۔

نصیحت نامہ

از ☆ حضرت مولوی غلام رسول صاحب رضی اللہ عنہ

دلا غافل نہ ہو یکدم یہ دنیا چھوڑ جانا ہے
 باغیچے چھوڑ کر خالی زمیں اندر سماتا ہے
 تیرا نازک بدن بھائی جو لینے بیج پھولوں پر
 یہ ہوگا ایک دن مردار جو کرموں نے کھانا ہے
 اجل کے روز کو کر یاد کر سامان چلنے کا
 زمیں کے فرش پر سونا جو اینٹوں کا سرہانا ہے
 نہ بیلی ہو سکے بھائی نہ بیٹا باپ اور مائی
 کیوں پھرتا ہے سودا کی عمل نے کام آتا ہے
 جہاں کے شغل میں شاغل خدا کی یاد سے غافل
 کریں دعویٰ جو یہ دنیا میرا دائم ٹھکانا ہے
 غلط فہمید ہے تیری نہیں آرام اک پل میں
 مسافر بے وطن ہے تو کہاں تیرا ٹھکانا ہے
 کہاں وہ ماہ کنعانی کہاں تخت سلیمانی
 گئے سب چھوڑ یہ فانی اگر نادان و دانا ہے
 عزیز! یاد کر وہ دن جو ملک الموت آوے گا
 نہ جاوے ساتھ تیرے کو اکیلے تو نے جانا ہے

نظر کر خویش و اقرب پر، کہ ساتھی کون ہے تیرا
انہوں نے اپنے ہاتھوں سے اکیلے کو دبانا ہے
نظر کر ماڑیاں خالی، کہاں وہ ماڑیاں والے
بھی کوڑا پیارا ہے، دعا بازی کا بانا ہے
غلام اک دم نہ ہو غافل، حیاتی پر نہ ہو غرہ
اللہ کی یاد کر ہر دم، جو آخر کام آتا ہے

وفا

نام ہے رحمان تیرا ہم بڑے نادان ہیں
بھول ہو جاتی ہے آخر کیا کریں انسان ہیں

ہم بنے ہیں عادی مجرم تو مگر ثواب ہے
اب تو تیرے در پہ آئے گرچہ نافرمان ہیں

تو نہ بخشے گا خدایا کون بخشے گا ہمیں
کبل پوش آقا مدنی کے ہم سگ دربان ہیں

تو بھی ہے رحیم مولا مصطفیٰؐ بھی رحیم ہیں
رحمتہ اللعالمین اور سب جہاں کی جان ہیں

نہ عبادت ہے ہماری نہ ریاضت پاس ہے
نہ عمل ہے نیک نہ ہم عامل قرآن ہیں

صحیح غلامی مصطفیٰؐ کی ہم نہیں کرتے مگر
تو ہی دے توفیق مولا رکھتے ہم ارمان ہیں

اپنی الفت کر عطا محبوبِ عربی کے طفیل
تجھ پہ صدقے ہم خدا یا شہِ عربیٰ پر قربان ہیں

ہم مسافر بے وطن ہیں، اے خدا امداد کر
کیا ہوا بے خرچ ہیں، پر طالب ایمان ہیں

یارب میراں عیبیاں ٹالوں تیری رحمت بہت ودھیری
ذات صفات کیسہ بچھ نہیں میری، کوئی ذات صفات نہ میری
اک نام لیوا محبوبِ تیرے دا ہور اوقات نہ میری
جے بخش دیویں اس مجرم تائیں، گھٹ نہیں رحمت تیری

نعت شریف

رحمت کا ہے دروازہ کھلا مانگ ارے مانگ
 دیتا ہے کرم ان کا صدا مانگ ارے مانگ
 آجایگا اک روز بھی طیبہ سے بلاوا
 ہر وقت مدینے کی دعا مانگ ارے مانگ
 بھر جائیگا کھنکول مرادوں سے تیرا بھی
 بن کر میرے آقا کا گدا مانگ ارے مانگ
 ماپوس نہ ہو یہ میرے لپچال کا در ہے
 ہے کس لئے خاموش کھڑا مانگ ارے مانگ
 سرکار سے سرکار کو مانگوں کا نیازی
 سرکار نے جس وقت کہا مانگ ارے مانگ

شان صدیقی رضی اللہ عنہ

چارے یار نبی ﷺ دے عاشق، کوئی دے نہ چاراں ورگا
نہ ہویا نہ ہو سی کوئی، انہاں چوہاں یاراں ورگا

نہ اس دھرتی پیدا کیتا، انہاں جانثاراں ورگا
اعظم شان صدیق رضی اللہ عنہ، دا کیسہ دساں اکو یار ہزاراں ورگا

مدح پیر جہن سائیں

مبارک ہو مسلمانوں کہ اس دور ضلالت میں
 ہوا اکمل ولی اللہ یکتائے دہر پیدا
 کیا جس نے بنظر کرم اپنے فیض باراں سے
 قلب کے باغ ویراں میں محبت کا ثمر پیدا
 مریض دل شفا پاتا ہے جس کے ایک ہی دم سے
 میجائے زمانہ وہ ہوا اہل نظر پیدا
 سبق اعلیٰ اسم اللہ دیا ہم کو دلبر نے
 ہوا جس سے الٰہی عشق و الفت کا اثر پیدا
 شریعت مصطفیٰ کو جس نے زندہ کر کے دکھلایا
 ہوا بدعت کفر کے واسطے ہر جا ضرر پیدا
 کوئی عقیدت سے میرے حضرت کو آدیکھے
 اسی کے دل میں ہوگا بالیقین جلوۂ ذکر پیدا
 عرض طاہری یہ کرتا ہے بصد عجز و انکسار
 قلب میں عشق کا دلولہ ہو سر بر سر پیدا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضرت لقمان حکیم علیہ السلام کے اقوال زیریں قرآن و حدیث میں اللہ تعالیٰ طاہری صورت نہیں بلکہ باطنی بصیرت دیکھتا ہے۔

حضرت لقمان حکیم علیہ السلام طاہری طور پر رنگت کے سیاہ، موٹے ہونٹ اونچی ناک اور پستہ قد تھا اور غلام تھے۔ مگر دل اتنا صاف اور شفاف تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر اچھائی سے کیا اور انہیں حکمت سے نوازا اور قرآن مجید میں ان کی دانائی کی باتوں کا تذکرہ فرمایا۔

ایک مرتبہ آپ علیہ السلام کسی مجلس میں وعظ فرما رہے تھے تو ایک چرواہے نے آپ کو دیکھ کر کہا تو وہی نہیں ہے جو میرے ساتھ فلاں فلاں جگہ بکریاں چرایا کرتا تھا آپ نے فرمایا ہاں میں وہی ہوں۔ اس نے کہا پھر تجھے یہ مرتبہ کیسے حاصل ہوا؟ فرمایا! سچ بولنے اور بیکار کاذم نہ کرنے سے ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے اپنی بلندی کی وجہ یہ بیان کی کہ اللہ کا فضل اور امانت کی ادائیگی اور کلام کی سچائی اور بے نفع کاموں کا چھوڑ دینا۔ کہتے ہیں کہ حضرت لقمان حکیم علیہ السلام سے ایک شخص نے کہا کیا تو بنی حصاص کا غلام نہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں ہوں۔ اس نے کہا کیا تو بکریوں کا چرواہا نہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں ہوں کہا کیا تو سیاہ رنگ نہیں؟ آپ نے فرمایا ظاہر ہے میں سیاہ رنگ ہوں تم یہ بتلاؤ کہ تم کیا پوچھنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا یہی کہ پھر کیا وجہ ہے؟ کہ تیری مجلس پُر رہتی ہے لوگ تیرے دروازے پر آتے رہتے

ہیں، اور تیری باتیں شوق سے سنتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا سنو بھائی جو باتیں میں تمہیں کہتا ہوں۔ ان پر عمل کرلو تم بھی مجھ جیسے ہو جاؤ گے، آنکھیں حرام چیزوں سے بند کرلو، زبان بیہودہ باتوں سے روک لو مال حلال کھایا کرو، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرو، زبان سے سچ بات بولا کرو، وعدے کو پورا کیا کرو، مہمان کی عزت کرو، پڑوسی کا خیال رکھو بے فائدہ کاموں کو چھوڑ دو، انہیں عادتوں کی وجہ سے میری بزرگی ہوئی ہے ابو داؤد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ حضرت لقمان حکیم کسی بڑے گھرانے کے امیر اور بہت زیادہ کنبے والے نہ تھے۔ ہاں ان میں بہت سی بھلی عادتیں تھیں۔ وہ خوش خلق، خاموش، غور و فکر کرنے والے، گہری نظر والے دن کو نہ سونے والے تھے، لوگوں کے سامنے تھوکتے نہ تھے، نہ پیشاب پاخانہ اور غسل کرتے تھے۔ لغو کاموں سے دور رہتے تھے، ہنستے نہ تھے، جو کلام کرتے تھے حکمت سے خالی نہ ہوتا تھا۔ جس وقت ان کی اولاد فوت ہوئی یہ بالکل نہ روئے، وہ بادشاہوں امیروں کے پاس اس لئے جاتے تھے کہ غور و فکر اور عبرت و نصیحت حاصل کریں اسی وجہ سے انہیں بزرگی ملی۔ ظاہر ہے کہ اولاد سے زیادہ پیاری چیز انسان کو اور کوئی نہیں ہوتی اور انسان اپنی بہترین اور انمول چیز اولاد کو دنیا چاہتا ہے۔ تو سب سے پہلے یہ نصیحت کی کہ صرف خدا کی عبادت کرنا۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا یاد رکھو اس سے بڑی بے حیائی اس سے زیادہ برا کام اور کوئی نہیں فرمایا پیارے بیٹے اگرچہ کوئی چیز رائی کے دانے کے برابر ہو پھر وہ بھی خواہ کسی پتھر کے تلے ہو یا آسمانوں میں

ہو یا زمین میں ہو۔ اے اللہ تعالیٰ ضرور لایگا۔ اللہ تعالیٰ بڑا باریک بین اور خبردار ہے۔ اے میرے چھوٹے بیٹے تو نماز قائم رکھنا، اچھے کاموں کی نصیحت کرتے رہنا، برے کاموں سے منع کیا کرنا اور جو مصیبت تجھ پر آجائے صبر کرنا یقین مان کہ یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے۔ لوگوں کے سامنے اپنے رخسار نہ پھیلا اور زمین میں اترا کر اکڑ کر نہ چل، کسی تکبر کرنے والے شیخی خورے کو خدا تعالیٰ پسند نہیں فرماتا اپنی رفتار میں میانہ روی کر اور اپنی آواز پست کر یقیناً ”بد سے بدتر آواز گدھوں کی آواز ہے۔ یہ نصیحتیں لقمان حکیم کی نہایت ہی نفع دہ ہیں قرآن حکیم نے اسی لئے بیان فرمائی ہیں۔ آپؐ سے اور بھی بہت سے حکیمانہ قول اور وعظ و نصیحت کے کلمات مروی ہیں۔ مسند میں بزبان رسول اللہ ﷺ حضرت لقمان حکیم کا ایک قول یہ بھی مروی ہے کہ خدا کو جب کوئی چیز سوچ دی جائے اللہ تبارک و تعالیٰ اس کی حفاظت کرتا ہے۔ اور حدیث میں آپؐ کا قول بھی مروی ہے کہ تصنع سے بچ یہ رات کے وقت ڈراؤنی چیز ہے اور دن کو مذمت و برائی والی چیز ہے آپؐ نے اپنے بیٹے سے یہ بھی فرمایا تھا کہ حکمت سے مسکین لوگ بادشاہ بن جاتے ہیں۔ آپؐ کا فرمان ہے کہ جب کسی مجلس میں پہنچو پہلے اسلامی طریق کے مطابق سلام کرو۔ پھر مجلس کے ایک طرف بیٹھ جاؤ دوسرے نہ بولیں تو تم بھی خاموش رہو اگر وہ لوگ ذکر اللہ کریں تو تم ان میں سب سے زیادہ حصہ لینے کی کوشش کرو اور اگر گپ شپ شروع کر دیں تو تم اس مجلس کو چھوڑ دو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقولہ ہے :-

کہ آپؑ نے نبی اسرائیل سے فرمایا میرے سامنے تو درویشوں کی پوشاک میں آئے ہو حالانکہ تمہارے دل بھیڑیوں جیسے ہیں۔ سنو! لباس چاہے بادشاہوں جیسا پہنو مگر دل خوف خدا سے نرم رکھو۔

سرکارِ دو عالم ﷺ کے ارشادات گرامی :-

آپ ﷺ سے سوال ہوا کہ کون سا مومن بہتر ہے فرمایا سب سے اچھے اخلاق والا۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ باوجود کم اعمال کے صرف اچھے اخلاق کی وجہ سے انسان بڑے بڑے درجے اور جنت کی اعلیٰ منزلیں حاصل کر لیتا ہے اور باوجود بہت ساری نیکیوں کے صرف اخلاق کی برائی کی وجہ سے جہنم کے نیچے کے طبقے میں چلا جاتا ہے۔ فرمایا انسان اپنی خوش اخلاقی کے باعث راتوں کو قیام کرنے والے اور دنوں کو روزے رکھنے والوں کے درجوں کو پالیتا ہے۔

ارشاد ہے تم میں سے زیادہ محبوب اور سب سے زیادہ قریب مجھ سے وہ ہے جو سب سے اچھے اخلاق والا ہو میرے نزدیک سب سے زیادہ بغض و نفرت کے قابل اور سب سے دور مجھ سے جنت کی منزل میں وہ ہے جو بد خلق، بد گو، بد زبان ہو۔

ارشاد ہے جس کی پیدائش اور اخلاق اچھے ہیں۔ اسے اللہ تعالیٰ جہنم کا لقمہ نہیں بنائے گا۔ ارشاد ہے دو خصلتیں مومن میں جمع نہیں ہوتیں۔ بخل اور بد خلقی۔ فرمایا بد خلقی سے زیادہ بڑا کوئی گناہ نہیں۔

اس لئے کہ بد اخلاقی سے ایک سے ایک بڑے گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے اللہ کے نزدیک بد خلقی سے بڑا گناہ کوئی نہیں۔ ارشاد گرامی ہے وہ جنت میں نہیں جایگا جس کے دل میں رائی کے برابر تکبر ہو اور وہ جہنمی نہیں جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو۔ فرمایا جس دل میں ایک ذرے کے برابر تکبر ہے وہ اوندھے منہ جہنم میں جائے گا۔ ارشاد ہے کہ انسان اپنے غرور اور خود پسندی میں بڑھتے بڑھتے خدا کے ہاں جباروں میں لکھ دیا جاتا ہے پھر سرکیوں کے عذاب میں پھنس جاتا ہے۔

امام مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک دن حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام اپنے تخت پر بیٹھے تھے۔ آپ کی دربار داری میں اس وقت دو لاکھ انسان تھے اور دو لاکھ جن تھے۔ آپ کو آسمان تک پہنچایا گیا یہاں تک کہ فرشتوں کی تسبیح کی آواز کان میں آنے لگی اور پھر زمین تک لایا گیا۔ یہاں تک کہ سمندر کے پانی سے آپ کے قدم بھیگ گئے پھر ہاتھ غیب نے ندا دی کہ اگر اس کے دل میں ایک دانے کے برابر بھی تکبر ہوتا تو جتنا اونچا گیا تھا اس سے زیادہ نیچے دھنسا دیا جاتا۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبے میں انسان کی پیدائش کا بیان فرماتے ہوئے فرمایا کہ یہ دو غصوں کی پیشاب گاہ سے نکلتا ہے۔ اس طرح اسے بیان فرمایا کہ سننے والے گمن کرنے لگے۔ کسی صاحب نے بھی کیا خوب کہا۔

دو موتوں سے بوت بنایا نام رکھا ہے بوت
 کرم کرے تو بھلا بھلا ہے نہیں تو موت کا موت
 حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو آپؐ کی خلافت سے پہلے
 ایک مرتبہ اٹھلاتی ہوئی چال چلتے ہوئے دیکھ کر حضرت طاؤسؓ نے ان
 کے پہلو میں ایک مُٹکا مارا اور فرمایا چال اس کی جس کے پیٹ میں
 پاخانہ بھرا ہوا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ بہت شرمندہ ہوئے اور کہنے
 لگے معاف فرمائیے ہمیں مار مار کر اس چال کی عادت ڈلوائی گئی۔
 حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص فخر و غرور سے اپنا
 کپڑا نیچے لٹکا کر گھسیٹے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر
 رحمت سے نہ دیکھے گا۔ فرماتے ہیں اس کی طرف اللہ تعالیٰ قیامت کے
 دن نظر نہ ڈالے گا جو اپنا تہبند لٹکائے۔ ایک شخص دو عمدہ چادریں
 اوڑھے دل میں غرور لئے ہوئے اکڑتا ہوا جا رہا تھا کہ خدائے تعالیٰ نے
 اسے زمین میں دھنسا دیا۔ قیامت تک وہ دھنسا ہوا چلا جائے گا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت آدم علیہ السلام کی حضرت شیث علیہ السلام کو چند وصیتیں

اول :- اے شیث علیہ السلام! دنیا میں عظمت اور آرام مت پکڑنا کہ میں نے بہشت میں دل لگایا تھا اور ایک حسرت کے ساتھ باہر کیا گیا۔

دوم :- اے نور نظر علیہ السلام! عورت کے کہنے پر کبھی عمل نہ کرنا کہ میں نے حوا علیہا السلام کے کہنے پر عمل کیا یعنی گیوں کا دانہ کھایا اور بلا میں گرفتار ہوا۔

سوم :- اے نخت جگر علیہ السلام! تو جو کام کرے اول اس کے انجام اور نتیجہ پر غور کر لینا اگر میں اپنے فعل پر غور کر لیتا تو جو آفت مجھ پر آئی اس سے محفوظ رہتا۔

چہارم :- اے نور عین علیہ السلام! جس کام کو تیرا دل قبول نہ کرے اس کو ہرگز مت کرنا۔ گیوں کے کھاتے وقت اس امر کو میرا دل گوارا نہیں کرتا تھا لیکن میں نے اس پر التفات نہ کیا۔ آخر دنیا میں پھینکا گیا۔

پنجم :- اے قرۃ العین علیہ السلام! جو کام تجھ کو پیش آئے اس میں دوستوں سے مشورہ کر لینا پھر اس پر کاربند رہنا۔ اگر میں وقت کھانے گندم کے فرشتوں سے مشورہ کر لیتا تو ہرگز اس مصیبت میں گرفتار نہ ہوتا۔

حضرت شیث علیہ السلام کی بعض نصیحتوں

میں سے یہ ہیں

اول : اللہ تعالیٰ کو پہچانا۔ دوم : نیک و بد کو جاننا۔ سوم : ماں باپ کا حق پہچانا اور ان کی خدمت کرنا۔ چہارم : صلہ رحم یعنی اپنائیت کے لوگوں سے نیکی اور محبت کرنا۔ پنجم : غصے کو حد سے زیادہ نہ بڑھانا۔ ششم : محتاجوں اور مسکینوں کو صدقہ دینا اور ترحم کرنا۔ ہفتم : گناہوں سے پرہیز کرنا اور معصیتوں میں صبر کرنا۔ ہشتم : نعمت الہی کا شکر ادا کرنا۔

نہ تھی عیبوں کی جب ہمیں اپنی خبر
رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر
پڑی اپنی برائی پہ جبکہ نظر
تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا
(بادشاہ ظفر)

ابلیس کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے التجا

روایت ہے : ایک دن ابلیس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے التجا کی کہ اے موسیٰ علیہ السلام! اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی رسالت کے واسطے پسند کیا اور ساتھ تمہارے ہم کلام ہوا اور میں گنہگار ہوں اور چاہتا ہوں کہ توبہ کروں آپ میری شفاعت کریں تاکہ حق تعالیٰ توبہ

میری قبول کرے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا میں مصروف ہوئے۔ جناب الہی سے حکم ہوا کہ حق تعالیٰ نے توبہ اور عاجزی اس کی بسبب تیری سفارش کے قبول کی مگر یہ کہہ کہ حضرت آدم علیہ السلام کی قبر کی طرف سجدہ کرے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ بات ابلیس سے کہی۔ اس نے جواب دیا کہ جب آدم علیہ السلام زندہ تھے۔ سجدہ نہیں کیا۔ اب مردہ کو سجدہ کیونکر کروں۔ پھر ابلیس نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ میرے اوپر تمہارا حق ثابت ہو گیا۔ تم نے میری سفارش کی میں تم کو ایک فائدہ کی بات بتاتا ہوں تاکہ اپنی امت کو سمجھا دو کہ میری شرارت سے تین حالتوں میں خبردار رہیں کہ انہیں تینوں حالت میں آدمیوں کو خراب کرتا ہوں۔

اول : بیچ حالت غصہ کے اس آدمی کے اندر بجائے خون کے میں دوڑتا ہوں اور آنکھ، کان، زبان اور ہاتھ پاؤں آدمی کا اس کے اختیار سے باہر نکلتا ہوں اور جو چاہتا ہوں کرداتا ہوں۔

دوم : بیچ حالت جہاد اور لڑائی کے کافروں کے ساتھ، میں کہ اس وقت خیال گھربار اور عورت و فرزند کا دل میں ڈالتا ہوں۔ ایسے خیالات دلا کر لڑائی کے میدان سی بھگا دیتا ہوں۔

سوم : وقت خلوت نامحرم عورت کے ساتھ، دونوں کے دلوں میں طرح طرح کے خیالات ڈالتا ہوں کہ ارادہ گناہوں کا یہ دونوں کریں۔

اطاعتِ مصطفیٰ ﷺ سے رتبہ

حضرت حبیب بن سلیم الراعی رحمۃ اللہ علیہ بھیڑ بکریاں رکھتے تھے اور دریائے فرات کے کنارے پر قیام فرماتے۔ آپؐ کا طریقہ گوشہ نشینی تھا۔ ایک بزرگ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں آپؐ کے پاس سے گزرا۔ میں نے دیکھا کہ آپؐ نماز پڑھ رہے ہیں اور ایک بھیڑیا آپؐ کی بکریوں کی نگرانی کر رہا ہے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس بزرگ کی ضرور زیارت کروں گا۔ کہ اس میں بزرگی کی علامت پائی جاتی ہے۔ کچھ دیر منتظر رہا۔ یہاں تک کہ آپؐ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے انہیں سلام کیا۔ آپؐ نے فرمایا! کس کام کو آئے ہو؟ میں نے کہا آپؐ کی زیارت کو۔ انہوں نے فرمایا اللہ تجھے نیک کرے۔ میں نے کہا اے شیخ ایک بھیڑیے کی بکریوں کے ساتھ موافقت کے کیا معنی؟ آپؐ نے فرمایا مطلب یہ ہے کہ بکریوں کا چرواہا حق تعالیٰ سے موافقت رکھتا ہے یہ کہہ کر آپؐ نے لکڑی کا ایک پیالہ ایک پتھر کے نیچے رکھا۔ میں نے دیکھا کہ اس سے دو چشمے پھوٹ نکلے۔ ایک دودھ کا اور دوسرا شہد کا۔ فرمایا پی لو۔ میں نے عرض کیا اے شیخ! یہ درجہ آپؐ نے کیسے حاصل کیا۔ آپؐ نے فرمایا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی متابعت سے۔ پھر آپؐ نے فرمایا اے لڑکے موسیٰ علیہ السلام کی قوم کیلئے باوجودیکہ وہ آپؐ کے مخالف تھے۔ پتھر سے پانی کا چشمہ جاری کیا گیا تھا۔ حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت محمد ﷺ کے درجہ پر نہ تھے۔ جب میں حضرت محمد ﷺ کی پیروی کرتا ہوں تو بھلا پتھر مجھے

دودھ اور شہد کیوں نہ دے۔ جبکہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بدرجہا بہتر ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے کوئی نصیحت کیجئے۔ آپؐ نے فرمایا اپنے دل کو حرص دنیا کا صندوق اور اپنے پیٹ کو حرام کا برتن نہ بنا۔

حدیث: فرمایا حضور اکرم ﷺ نے اگر آدمی کے پاس دو جنگل مال و دولت کے بھرے ہوں وہ تیسرے جنگل مال و دولت کے بھرنے کا خواہاں رہے گا اور مٹی کے سوا اس کا پیٹ نہ بھرے گا۔

حدیث: حضور نبی کریم ﷺ نے ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو فرمایا: رہو تو دنیا میں مانند مسافر کے یا گزر کرنے والے راہ کے اور اپنے آپ کو قبر والوں میں گن۔

ایک شاعر نے اس طرح حدیث کا ترجمہ کیا ہے۔

پاک نبیؐ فرمایا اک دن ابن عمر دے تائیں
وانگ مسافر دنیا اندر ہو کے جھٹ لگھائیں
یا بیہوں راہی راہ وچہ جاندا اسدی جگہ نہ کائی
قبراں والیاں وچوں گن توں، دم اپنے نوں بھائی

حضرت لقمان علیہ السلام کی نصیحت اپنے بیٹے کو

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو فرمایا اے میرے بیٹے! جب تو کسی جگہ لوگوں کو ذکر کرتے ہوئے دیکھے تو تو بھی ان میں بیٹھ جا۔ کیونکہ اگر تو عالم ہوگا تو تیرا علم تجھے نفع دے گا اور اگر تو جاہل ہوگا وہ

تجھے علم سکھا دیں گے اور شاید کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان کی طرف متوجہ ہو اور ان کی مجلس کے سبب تجھ کو بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت ڈھانپ لے اور جب تو ایسے لوگوں کو دیکھے جو ذکر نہیں کرتے تو تو ان میں مت بیٹھ کیونکہ اگر تو عالم ہوگا تو علم تجھے نفع دے گا اور اگر تو جاہل ہوگا تو تیری جہالت اور گمراہی اور زیادہ بڑھ جائے گی اور شاید اللہ تعالیٰ ان پر اپنا قہر و غضب نازل کرے اور ان کی صحبت کے باعث تو بھی غضب الہی میں گرفتار ہو جائے۔

حدیث: فرمایا رسول اکرم ﷺ نے تحقیق اللہ تعالیٰ نے دو کلمے لکھے اور ان کو عرش کے نیچے رکھا۔ خلقت کے پیدا کرنے سے پہلے اور ان کا علم فرشتوں کو بھی نہیں اور میں ان دونوں کو جانتا ہوں۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ وہ دو باتیں کون سی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایک تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ کوئی آدمی تمام صالحین کے عمل کرے اور اس کی صحبت فاجروں اور بدکاروں کے ساتھ ہو تو میں اس کے عمل کو گناہ بنا دیتا ہوں اور قیامت کے دن فاجروں اور فاسقوں کے ساتھ اٹھاؤں گا۔

دوسری بات: یہ ہے اگر کوئی آدمی تمام بدکاروں کے عمل کرے اور پھر اس کی صحبت صالح اور نیک لوگوں سے ہو اور ان کو دوست رکھتا ہو تو میں اس کے گناہوں کو نیکیاں بنا دیتا ہوں اور قیامت کے دن میں اس کو نیکیوں اور ابراروں کے ساتھ اٹھاؤں گا۔

وصیت نامہ حضرت خواجہ عبدالخالق عجد والی رحمۃ اللہ علیہ

وصیت نامہ حضرت خواجہ عبدالخالق عجد والی رحمۃ اللہ علیہ یہ وہ وصیتیں ہیں جو خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فرزند خواجہ اولیاء کبیر رحمۃ اللہ علیہ کی طرف تحریر فرمائی تھیں۔ اے فرزند ارجمند! میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ علم و ادب، تقویٰ اور سنت و جماعت کے اتباع کو لازم پکڑنا۔ نماز کو جماعت کے ساتھ ادا کرنا۔ علم فقہ و حدیث و تفسیر سیکھنا۔ جاہل صوفیوں سے بچنا۔ اپنے احوال کو منتشر نہ کرنا۔ شر کا قاضی اور حاکم نہ بننا۔ قبولوں اور تمسکوں پر اپنا نام نہ لکھنا۔ بادشاہوں اور امیروں کے ساتھ صحبت نہ رکھنا۔ خانقاہ نہ بنانا۔ اپنے آپ کو شیخ نہ کہلوانا۔ سماع نہ سننا اور اس سے انکار بھی نہ کرنا۔ کم بولنا، کم کھانا، کم سونا، عام مخلوقات سے الگ رہنا، امروں یعنی بے ریشوں اور عورتوں کی صحبت میں نہ بیٹھنا، دنیا کی طلب میں مصروف نہ ہونا، بہت رونا کم ہنسنا، خندہ اور ققمہ سے بالکل احتراز کرنا، کسی مخلوق کو اپنے آپ سے کمتر نہ جاننا۔ اپنے آپ کو کسی سے بہتر نہ جاننا۔ اپنے آپ کو آراستہ نہ کرنا۔ جہاں تک ہو سکے مشائخ کی خدمت میں جان و مال سے دریغ نہ رکھنا۔ مشائخ کو جان سے عزیز جاننا اور ان کے افعال پر انکار نہ کرنا۔

تیرا بدن لاغر اور تیری چشم گریاں اور دل بریاں اور تیرا عمل خالص اور تیری دعا تضرع اور زاری ہو۔ تیرے کپڑے پھٹے پرانے اور درویش تیرے دوست ہوں، عبادت تیرا سرمایہ، مسجد تیرا گھر، دل تیرا ذاکر، زبان تیری شاکر، ذکر تیرا مونس اور فکر تیرا یار ہو اور حتی المقدور

تو طریقہ خواجگان رحمۃ اللہ علیم پر ثابت قدم رہے۔

شیطان سے کسی نے پوچھا

شیطان سے کسی نے پوچھا کہ تو کیوں لوگوں کو بہکاتا ہے اس نے کہا میری کیا مجال ہے کہ ہر ایک آدمی کو بہک سکوں ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ میں مرد اور عورت کی کوئی ہوں۔ یعنی جو میرا کہا مانتا ہے وہ مرد نہیں بلکہ عورت ہے اور جو مرد ہے وہ میرا کہا نہیں مانتا۔

اگرچہ خدا تک پہنچنے کے بہت راستے ہیں

اگرچہ خدا تک پہنچنے کے بہت سے راستے ہیں۔ مگر ان تمام راستوں کا مال یہ تین راستے ہیں۔

۱۔ عامہ مومنین کا راستہ یعنی کثرت سے نماز پڑھنا، روزہ، قرآن مجید کی تلاوت اور حج وغیرہ جو ظاہر سے تعلق رکھتا ہے۔

۲۔ ابرار کا راستہ، اور وہ تبدیل اخلاق تزکیہ، نفس، تصفیہ، قلب وغیرہ ہے۔ جو باطن سے تعلق رکھتا ہے۔

۳۔ مقربوں کا راستہ، یہ لوگ عشق الہی کے جذبہ کے پردوں سے عالم قرب کی ہوا میں اڑتے ہیں۔ اس راستہ میں ایک لمحہ میں جو چیز حاصل ہوتی ہے وہ دوسرے راستوں میں کئی سالوں میں حاصل نہیں ہوتی۔

حکایت

بصرہ کے بزرگوں میں سے ایک بزرگ کو تین دن کھانے کیلئے کوئی چیز نہ ملی۔ آخر ایک دولت مند کے ہاں بھیک مانگنے کیلئے گیا۔ اس کا ایک کتا تھا جو اسے بھونکنے لگا۔ بزرگ نے کہا نہ بھونک جو کچھ مجھے ملے گا اس میں سے نصف تجھے دوں گا۔ کتا خاموش ہو گیا اس کو ایک روٹی ملی۔ آدمی کتے کو ڈال دی کتے نے اس کی طرف کوئی خیال نہ کیا۔ بزرگ نے باقی آدمی بھی اس کے آگے ڈال دی۔ ہاتھ سے آواز آئی۔ اے درویش! تجھے شرم نہیں آتی صرف تین دن بھوکا رہنے لے خدا کا دروازہ چھوڑ کر اس کے ایک بندے کے دروازے پر بھیک مانگنے کیلئے آئے ہو۔ یہ کتا دس روز کا بھوکا ہے۔ مگر اپنے مالک کے دروازہ پر بیٹھا ہوا ہے اور کسی کے دروازے پر نہیں جاتا۔

ایک حدیث

ایک حدیث جس کا مفہوم کچھ اس طرح ہے۔ ایک آدمی قیامت کے دن دوزخ میں ڈالا جائیگا۔ جس کی انتڑیاں باہر نکل پڑیں گی اور وہ انتڑیوں کو چکر لگا کر ایسا پیسے گا جیسے گدھا چکی کے گرد پھرتا ہے۔ دوسرے دوزخی اس کا یہ حال دیکھ کر کہیں گے۔ ابی مولوی صاحب! آپ کی کیا حالت ہوئی؟ آپ تو ہم کو وعظ سناتے تھے۔ نیک راہ بتاتے اور برائیوں سے روکتے تھے۔ وہ عالم کہے گا بے شک میں تم کو نیک راہ بتاتا تھا۔ مگر خود اس پر عمل نہیں کرتا تھا اور بری باتوں سے روکتا تھا مگر

میں خود انہیں کرتا تھا۔

ایک شاعر نے یوں لکھا ہے۔

علم سے مقصود ہے کرنا عمل
ہے وہی عالم کہ جو ہے باعمل
بے عمل کو علم گو ہووے ہزار
پشت خرپ ہے کتابوں کا وہ بار

بارہ کلموں کے فوائد

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور امام الانبیاء محبوب کبریاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بارہ کلمے توریت و انجیل، زیور و قرآن مجید سے چنے ہیں۔ جو ایماندار ایک ورق پر لکھے اور ہر روز اس کو دیکھے اور اس پر عمل کرے۔ اللہ تعالیٰ کے مقبولوں میں سے ہو جائیگا۔

پسلا کلمہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے فرزند آدم علیہ السلام! روزی کا غم نہ کھا جب تک میرا خزانہ بھرا ہوا ہے اور میرا خزانہ کبھی خالی نہ ہوگا۔

دوسرا کلمہ: اے فرزند آدم علیہ السلام! بادشاہ ظالم اور امیر کبیر سے مت ڈر جب تک میری سلطنت ہے اور میری سلطنت ہمیشہ کیلئے ہے۔
تیسرا کلمہ: اے فرزند آدم علیہ السلام! کسی سے محبت مت کر اور کسی سے کچھ مت مانگ جب تک تو مجھے پائے اور مجھے جب چاہے گا پائیگا۔

چوتھا کلمہ : اے ابن آدم علیہ السلام ! میں نے سب چیزیں تیرے لئے بنائی ہیں اور تجھ کو اپنے لئے۔ بس تو اپنے آپ کو دوسروں کے دروازے پر ذلیل مت کر۔

پانچواں کلمہ : اے فرزند آدم علیہ السلام : میں جس طرح تجھ سے کل کا عمل نہیں چاہتا اسی طرح تو بھی مجھ سے کل کی روزی مت مانگ۔

چھٹا کلمہ : اے فرزند آدم علیہ السلام ! جس طرح میں سات آسمان، عرش و کرسی اور سات زمینوں کے پیدا کرنے سے عاجز نہیں ہوا۔ اسی طرح تیرے پیدا کرنے اور روزی دینے سے عاجز نہیں ہوں گا۔ بے شک روزی پہنچاؤں گا۔

ساتواں کلمہ : اے آدم کے بیٹے علیہ السلام ! جس طرح میں تیری روزی نہیں کھوتا۔ اسی طرح تو بھی میری عبادت مت چھوڑ اور میرے حکم کے خلاف مت کر۔

آٹھواں کلمہ : اے ابن آدم علیہ السلام ! جس طرح میں نے تیری قسمت میں لکھ دیا ہے اس پر راضی رہ اور نفس و شیطان کی خواہشوں سے دل کو مت بہلا۔

نواں کلمہ : اے فرزند آدم علیہ السلام ! میں تیرا دوست ہوں تو بھی میرا دوست بنا رہ اور میری محبت و عشق کے غم سے کبھی خالی نہ ہو۔

دسواں کلمہ : اے ابن آدم علیہ السلام ! میرے غصہ سے نڈر مت ہو جب تک تو پھلراط سے گزر کر بہشت میں داخل نہ ہو جائے۔

گیارہواں کلمہ : اے فرزند آدم علیہ السلام ! تو مجھ پر اپنے نفس کی مصلحت کے باعث غصہ ہوتا ہے اور اپنے نفس پر میری رضامندی کیلئے غصہ نہیں ہوتا۔

بارہواں کلمہ : اے فرزند آدم علیہ السلام ! اگر تو میری تقسیم پر راضی ہو جائے تو اپنے آپ کو میرے عذاب سے چھڑا لے گا اور اگر تو اس پر راضی نہ ہو تو نفس کو تجھ پر مقرر کردوں گا تاکہ جانوروں کی طرح تجھ کو جنگلوں میں دوڑائے پھرائے۔ قسم ہے مجھے اپنی ذات کی کہ کچھ حاصل نہ ہو۔ مگر اسی قدر جو میں نے مقدر کیا ہے۔

جب محبوب کبریا ﷺ کو معراج ہوئی

جب محبوب کبریا ﷺ کو معراج ہوئی تو اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ رب العزت نے مجھے فرمایا کہ آپ ﷺ جانتے ہو کہ میں نے تمہاری امت پر کتنا احسان کیا ہے۔ مگر میں ان سے تین باتوں کی شکایت رکھتا ہوں۔

اول : یہ کہ میں نے محض اپنے فضل و کرم سے ان کی روزی اپنے ذمہ لی ہے اور وہ مجھ پر بھروسہ نہیں رکھتے، میں ان سے کل کا کام آج نہیں مانگتا اور وہ کل بلکہ سال بھر کی روزی مجھ سے پہلے مانگتے ہیں۔

دوم : یہ کہ جب فرشتے ان کے برے اعمال میرے آگے پیش کرتے ہیں تو میں فرشتوں کے آگے ان کی شکایت نہیں کرتا اور جب میں ان پر کوئی مصیبت نازل کروں تو وہ لوگوں سے اس مصیبت کی شکایت کرتے ہیں۔

سوم : یہ کہ میں نے انہیں بہشت کی دعوت دی ہے اور دوزخ سے ڈرایا ہے۔ مگر جس چیز کی دعوت دی ہے۔ اس کی انہیں خواہش نہیں اور جس سے انہیں ڈرایا ہے اس سے ڈرتے نہیں۔

اللہ والے

اللہ والے اپنے نفس کو گدھا بنا کر اس پر سواری کرتے ہیں اور دنیا داروں کو نفس گدھا بنا کر سواری کرتا ہے۔

فرمان حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ معرفت کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ آدمی دنیا اور اس کی شہوات چھوڑ دے۔ اور اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ خدا کے غیر سے دل ہٹا کر خدا سے لگا لے۔

فرمان امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ جس نے دنیا چھوڑ دی وہ سعادت مند ہے، جس کا ظاہر اور باطن دونوں دنیا میں لگ جائیں وہ بد بخت ہے، جو ظاہر دنیا دار ہو اور باطن میں خدا سے تعلق رکھتا ہو وہ معتدل حالت میں ہے۔

ایک بزرگ فوت ہوئے

ایک بزرگ فوت ہوئے لوگوں نے آپؐ کو خواب میں دیکھا اور ان کا حال دریافت کیا۔ آپؐ نے فرمایا اس بات سے خوش ہوں کہ اس ناپاک دنیا سے نجات پائی۔ کوئی فقیر مرنے کے وقت اس بات کا افسوس نہیں کرتا کہ وہ دنیا میں فقیر تھا اور بادشاہ نہیں تھا۔ مگر بادشاہ مرنے کے وقت افسوس کرتا ہے۔ کہ وہ کیوں فقیر نہ تھا۔ جان و مال کی دوستی دین کی آفت ہے۔ اگر ان دونوں کو چھوڑ دیا جائے تو دین سلامت رہتا ہے۔

عبرت آموز اشعار

آج عمل کا دن ہے حساب کا نہیں
کل حساب کا دن ہوگا عمل کا نہیں
آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا پل کی خبر نہیں
جاگنا ہے جاگ لے افلاک کے سایہ تلے
حشر تک سوتا رہیگا خاک کے سایہ تلے
نماز پڑھو قبل اس کے کہ تمہاری نماز پڑھی جائے
ٹھکانہ گور ہے تیرا، عبادت کچھ تو کر غافل
کماوت ہے کہ خالی ہاتھ گھر جانا نہیں اچھا

اللہ کو ہر دم یاد کر، اس نام سے دل شاد کر
 اجڑا وطن آباد کر، مگر عاقبت ذرکار ہے
 اے بشر تو یاد کر، اک دن ہے جانا گور میں
 باغ و بن چھوڑ کر، ہے گھر بنانا خاک میں
 اوربوں کو تو دیکھتا ہے، ملتے ہوئے خاک میں
 ایک دن تجھ کو دیکھئے گا زمانہ خاک میں

حکایت

ایک بزرگ فوت ہوئے تو آپؑ کی میت نہی۔ لوگوں نے کہا کیا
 بات ہے۔ آپؑ زندگی میں کبھی نہ ہنسنے تھے۔ اب مرنے کے بعد کیوں
 ہنسنے فرمایا میں نے اپنی تمام عمر خدا کے غم میں گزار دی ہے اس لئے
 نہیں ہنسا اب اس بات کا وقت ہے کہ اس کے وصال کی خوشی سے
 ہنوں۔

کھانا کھانے کی تئیس سنتیں

- جاننا چاہیے کہ کھانا کھانے کی تئیس سنتیں ہیں جو مذکورہ ذیل ہیں۔
- ۱۔ کھانے سے پہلے اور بعد دونوں ہاتھ دھونا (کھانے سے پہلے دھونے
 سے فقر اور پیچھے دھونے سے جنون جاتا رہتا ہے۔)
- ۲۔ بوڑھوں سے پہلے جوانوں کا ہاتھ دھونا۔

- ۳- کسی چیز میں رکھ کر کھانا کھانا۔
- ۴- دایاں پاؤں کھڑا کر کے بائیں پاؤں پر بیٹھنا۔
- ۵- کھانے سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا اگر یاد نہ رہے اور جب بھی یاد آئے تو اس طرح کہے بسم اللہ اولہ و آخرہ۔
- ۶- کھانے کے بعد الحمد للہ کہنا۔
- ۷- کھانے کے پہلے اور بعد تھوڑا سا نمک کھانا (یہ ستر قسم کی بیماریوں کی دوا ہے۔ جن میں سے باد خورہ، برص اور درد شکم بھی ہے۔)
- حدیث میں آیا ہے کہ جس نے کھانے سے پہلے اور بعد نمک کھایا۔ قیامت کے روز اس کا حساب نہیں لیا جاتا اور کھانے والے کے گناہ بخشے جاتے ہیں۔
- ۸- انگوٹھا، سبابہ اور درمیانی انگلی سے کھانا، اگرچہ چوتھی انگلی ملا لے تو مضائقہ نہیں، پانچ انگلیوں سے کھانا حریصوں اور شیطان کا کام ہے اور ایک انگلی سے کھانا منکبروں کا کام ہے۔
- ۹- دائیں ہاتھ سے کھانا (کیونکہ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا ہے۔)
- ۱۰- دسترخوان پر سرکہ اور سبزی کا موجود رکھنا (بعض بزرگوں کا قول ہے کہ جس دسترخوان پر سبزی ہو وہاں فرشتے آتے ہیں اور بعض کہتے ہیں سبزی رکھنے سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔)
- ۱۱- اپنے آگے سے کھانا (اگر میوے پڑے ہوں تو جہاں سے جی چاہے کھائے جائیں۔)
- ۱۲- روٹی کو دونوں ہاتھوں سے توڑنا۔

۱۳۔ ایک طرف سے کھانا (کیونکہ اس طرح کھانے سے اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔)

۱۴۔ سر کو ڈھانپ کر کھانا۔

۱۵۔ دسترخوان پر روٹی کے ٹکڑے گرے ہوئے کھانا (اس طرح سے وہ کبھی جگہ دست نہیں ہوتا) وہ اور اس کی اولاد برص کی بیماری سے محفوظ رہتی ہے۔

حدیث میں ہے کہ روٹی کے گرے ہوئے ٹکڑے کھاؤ۔ کیونکہ یہ حوروں کے مہر ہیں۔

۱۶۔ برتن صاف کرنا۔

حدیث میں ہے کہ جو شخص کھانا کھانے کے بعد برتن کو صاف کر دے۔ برتن اس کے لئے بخشش کی دعا کرتا ہے۔ اور اگر برتن کو اسی طرح چھوڑ دیا جائے تو اسے شیطان صاف کرتا ہے۔ اور برتن کھانے کے بعد بد دعا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ خداوند! جس طرح اس نے شیطان کے لئے مجھے چھوڑ دیا ہے۔ تو بھی اسے شیطان کے حوالے کر دے۔

اگر اس برتن میں تھوڑا سا پانی ڈال کر پیئے تو اسے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب حاصل ہوگا۔

۱۷۔ کھانے کے بعد انگلیوں کو اتنا چاٹنا کہ سرخ ہو جائیں پہلے درمیان انگلی، پھر اس کے ساتھ کی اور آخر انگوٹھا چاٹنے۔

۱۸۔ کھانے کے بعد خلال کرنا بموجب صحت ہے۔

۱۹۔ کڑوی لکڑی سے خلال کرنا (جیسے کڑوی لکڑی کی مسواک سنت

ہے۔)

- ۲۰۔ خلال کے ساتھ دانتوں سے جو ریزے لگیں ان کو پھینک دینا۔
- ۲۱۔ تمام آدمیوں کے ہاتھوں کو ایک تھال میں دھونا اور ایک آدمی کا پانی نہ گراتا۔
- ۲۲۔ اللہم بارک لنا فیما رزقتنا وارزقنا خیراً منہ کہتا۔ اور اگر سیری ہو کر کھایا ہو تو یوں کہے۔ اللہم بارک لنا فیما رزقتنا وزدنا منہ اس کے بعد سورہ لایلف اور اخلاص پڑھے۔
- ۲۳۔ جوتیاں اتار کر کھانا کھایا جائے۔

چار چیزیں مستحب ہیں

- ۱۔ دوسرے کو ساتھ ملا کر کھانا خواہ اپنی بیوی یا لڑکا ہو۔
 - ۲۔ کھانے میں کسی ایسے آدمی کو شامل کرنا جس کا نام محمد یا احمد ہو۔
 - ۳۔ اگر دو یا زیادہ آدمی مل کر کھائیں تو ان سے پہلے کھانے سے ہاتھ نہ اٹھاتا۔
 - ۴۔ کھانے کے بعد ہاتھ دھو کر ان کو آنکھوں پر پھیرنا۔
- شرعۃ الاسلام میں لکھا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھو کر منہ اور سر پر پھیرتے تھے۔

کھانا کھانے کے چھبیس آداب

- ۱۔ کھانے سے پہلے ہاتھ دھو کر ان کو رومال وغیرہ سے نہ پونچھنا تاکہ کھانا کھاتے وقت تک ہاتھ گیلے رہیں۔
- ۲۔ کھانے سے پہلے بسم اللہ خیر الاسماء۔ بسم اللہ رب الارض و رب السماء۔ بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شئی فی الارض و لا فی السماء و هو السميع العليم کہنا۔ نقل ہے کہ ایک بزرگ کے کھانے میں زہر ملا دیا مگر ان کلمات کی برکت سے اسے زہر نے کوئی نقصان نہ پہنچایا۔
- ۳۔ بھوک کے سوانہ کھانا۔
- ۴۔ سیر ہو کر نہ کھانا۔
- ۵۔ جو لوگ علم اور عمر میں بڑھے ہو۔ ان سے پہلے کھانے میں ہاتھ نہ ڈالتا۔
- ۶۔ منہ میں چھوٹے لقمے ڈالتا۔
- ۷۔ لقمہ کو دانتوں میں اچھی طرح چبانا۔
- ۸۔ جب تک پہلا لقمہ (منہ میں ڈالا ہوا) کھانا لیا جائے دوسرا منہ میں نہ ڈالتا۔
- ۹۔ کھانے کے وقت سر کو اونچا نہ رکھنا۔
- ۱۰۔ کھانے کے وقت سر کو نیچا نہ رکھنا۔
- ۱۱۔ لقمہ ڈالتے وقت سارا منہ نہ کھولنا۔
- ۱۲۔ ہر لقمہ سے پہلے بسم اللہ پڑھنا۔

- ۱۳۔ ہر لقمہ کے بعد الحمد للہ کہنا۔
- ۱۴۔ کھانسی یا چھینک آنے کے وقت دسترخوان سے منہ کو ہٹانا۔
- ۱۵۔ منہ سے ہڈی نکالتے وقت منہ ہٹانا اور ہڈی کو بائیں ہاتھ سے پکڑنا۔
- ۱۶۔ تر لقمہ کو سرکہ وغیرہ کے برتن میں نہ ڈالنا۔
- ۱۷۔ اگر دو یا زیادہ اکٹھے آدمی کھا رہے ہوں تو جب تک کھانے سے ایک آدمی ہاتھ نہ اٹھائے کھانے میں ہاتھ نہ ڈالنا۔
- ۱۸۔ اگر گوشت یا خربوزہ سے کھانا کھایا جائے تو ہڈیوں اور چھلکوں کو دسترخوان پر رکھنا۔
- ۱۹۔ ایسا لقمہ سرکہ یا گوشت کے برتن میں نہ ڈالنا جس سے اس کے بھورے ٹوٹ کر برتن میں رہ جائیں۔
- ۲۰۔ کھانا کھاتے وقت کوئی گھن والی بات نہ کرنا۔
- ۲۱۔ تھوڑا سا سالن لگ جانے کے بعد لقمہ اٹھا لینا۔
- ۲۲۔ صابون یا تولیہ وغیرہ دائیں ہاتھ میں لے کر دائیں طرف والے آدمی کو دینا۔
- ۲۳۔ پانی لانے کیلئے طہرک اللہ من الذنوب کہنا۔
- ۲۴۔ کلی کا پانی کسی نرم تھال میں ڈالنا۔
- ۲۵۔ تھال اٹھانے سے پہلے پانی نہ پینا۔
- ۲۶۔ فارغ ہونے پر شکرانہ کے طور پر دو رکعت نفل پڑھنا۔

کھانے میں بارہ چیزیں ممنوع ہیں

۱۔ دوسرے کے بچے ہوئے کھانے کو مکروہ سمجھنا، کیونکہ مومن کا بچا ہوا کھانا موجب شفاء ہوتا ہے۔ ہاں اگر اس سے کسی قسم کا نقصان لاحق ہو تو مضائقہ نہیں۔

۲۔ کھانے میں نقص نکالنا۔

۳۔ ایک طرف سے روٹی نہ کھانی۔

۴۔ اندھیرے میں کھانا کھانا۔

۵۔ کھانے کو مکھیوں سے محفوظ رکھنے کیلئے نہ ڈھانکنا۔

۶۔ گوشت کو چھری سے کاٹ کر کھانا۔

۷۔ روٹی کو چھری سے کاٹ کر کھانا۔

۸۔ لقمہ کو منہ میں ڈالتے وقت سر کو نیچے رکھنا۔

۹۔ کھانا کھاتے وقت کسی کی تعظیم کیلئے کھڑا ہونا۔

۱۰۔ کھانا کھاتے وقت ہاتھوں کو برتن میں جھاڑنا۔

۱۱۔ کھانا کھاتے وقت کسی کام کیلئے اٹھنا اور پھر آکر کھانا کھانا۔

۱۲۔ گھر کے دروازہ پر اسلئے کان لگائے رکھنا کہ اگر کوئی آجائے تو

کھانے کو اس سے چھپالے۔

مناسب ہے کہ کھانے میں اسلئے جلدی نہ کرے شاید کوئی مہمان

آجائے۔

سلطان محمود غزنوی رضی اللہ عنہ کا حضرت شیخ ابوالحسن

خرقانی کی زیارت

سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کیلئے خرقان گیا اور ایک شخص کی زبانی یہ پیغام بھیجا کہ میں غزنی سے آپ کی زیارت کیلئے یہاں حاضر ہوا ہوں۔ اگر آپ زحمت فرما کر شاہی خیمہ تک تشریف لاویں تو آپ کی بڑی عنایت ہوگی اور قاصد کو یہ بھی سمجھا دیا گیا اگر شیخ آنے سے انکار کریں تو کلام پاک کی یہ آیت پڑھ کر سنا دیں جس کا ترجمہ یہ ہے۔ ”اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی اور وقت حاکم کی۔“ جب قاصد سلطان کا یہ پیغام لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا مجھ کو معاف رکھو پھر قاصد نے اطاعت والی آیت پڑھی۔ شیخ نے جواباً ”بادشاہ کو کہلا بھیجا کہ میں اطیعوا اللہ میں ایسا مستغرق ہوں کہ اطیعوا الرسول سے شرمساری اور ندامت رکھتا ہوں۔ اولی الامر منکم کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ قاصد نے آکر محمود غزنوی کو حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا جواب فرمایا تو سلطان آبدیدہ ہو کر کہنے لگا کہ ہم خود وہاں چلتے ہیں ہم نے جیسا خیال کیا تھا یہ بزرگ ویسے نہیں ہیں پھر محمود نے اپنا شاہانہ لباس اپنے غلام ایاز کو پہنا دیا اور ایاز کا غلامانہ لباس خود پہن لیا اور دس لونڈیوں کو مردانہ لباس پہنا کر اپنے ہمراہ لیے حاضر خدمت ہوا۔ جب سب نے خانقاہ کے اندر جا کر السلام علیکم کہا تو آپ نے جواب دیا لیکن تعظیم کیلئے نہیں اٹھے اور محمود کی

طرف جو غلامانہ لباس میں تھا۔ توجہ فرمائی اور ایاز کی طرف جو شاہانہ لباس میں تھا۔ مطلق توجہ نہ فرمائی۔ محمودؒ نے کہا۔ آپؐ نے بادشاہ کی تعظیم نہیں کی۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ سب دام فریب ہے۔ محمودؒ نے کہا کہ ہاں یہ دام فریب ہے لیکن آپؐ پرندہ نہیں جو اس جال میں پھنس جائیں۔ پھر آپؐ نے محمودؒ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا آگے آؤ۔ محمودؒ آگے آیا اور عرض کیا حضرت کچھ فرمائیے تو آپؐ نے فرمایا۔ اے محمود! پہلے ان دس نامحرموں کو باہر بھیج دو۔ محمودؒ نے اشارہ کیا وہ باہر چلی گئیں۔ بعد ازاں محمودؒ نے عرض کیا کہ مجھ کو بایزیدؒ کی کوئی بات سنائیے۔ شیخؒ نے فرمایا کہ حضرت بایزیدؒ نے فرمایا ہے کہ جس نے مجھ کو دیکھا اس نے بد بختی سے نجات حاصل کی۔ محمودؒ نے کہا کہ حضرت پیغمبر اللہ ﷺ کا درجہ تو حضرت بایزیدؒ سے بہت اونچا ہے۔ مگر ابولہب اور ابو جہل اور دیگر منکرین نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا مگر پھر بھی بد بخت ہی رہے۔ حضرت شیخؒ نے فرمایا محمود! ادب کا لحاظ رکھو، میرے سامنے ایسی بات نہ کر نبی کریم ﷺ کو سوائے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے کسی نے نہیں دیکھا۔ محمودؒ نے عرض کیا کہ مجھ کو کوئی نصیحت فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا:

۱۔ جو چیز شریعت مطہرہ نے منع فرمائی ہے۔ اس سے اجتناب کرو۔

۲۔ نماز باجماعت ادا کرو۔

۳۔ سخاوت کرو۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر شفقت اور مہربانی کرو۔

پھر سلطان نے عرض کی کہ میرے لئے دعا فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا کہ پانچوں وقت نماز کے بعد یہ دعا کرتا ہوں کہ یا اللہ تمام مومن اور مومنات کے گناہ بخش دے۔ محمود نے عرض کیا۔ خالص میرے واسطے دعا فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا! اے محمود تیری عاقبت محمود ہو۔ اس کے بعد سلطان نے اشرفیوں کی تھیلی آپؐ کی خدمت میں پیش کی۔ شیخؒ نے ایک جو کی روٹی بادشاہ کو دی اور فرمایا! اس کو کھاؤ سلطان جو کی روٹی کو چباتا رہا مگر اس کے حلق کے نیچے نہیں اتری۔ آپؐ نے فرمایا کیا روٹی کا نوالہ حلق میں اٹکتا ہے محمود نے جواب دیا ہاں آپؐ نے فرمایا۔ اسی طرح تمہاری اشرفیوں کی تھیلی میرے گلے میں اٹکتی ہے۔ اس کو لے جا میں نے اس کو طلاق دے دی ہے۔ سلطان نے آپؐ سے درخواست کی کہ اپنا کوئی تبرک بطور یادگار کے مجھ کو عطا کیجئے۔ آپؐ نے اپنا کربہ مبارک عطا فرمایا۔ جب محمود غزنوی واپس جانے لگا تو آپؐ اس کی تعظیم کیلئے اٹھے۔ محمود غزنوی نے کہا حضرت جب میں آیا تھا۔ اس وقت تو آپؐ میری تعظیم کو کھڑے نہیں ہوئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا! اس وقت تو شاہی نخوت اور امتحان کے ارادے سے آیا تھا اسلئے میں تیری بادشاہت کیلئے نہیں اٹھا اور اب فقیری اور عاجزی کے ساتھ جا رہا ہے اسلئے میں تیری درویشی کیلئے کھڑا ہو گیا ہوں۔

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا

لوگوں نے آپؑ سے پوچھا کہ آپؑ کی عمر کتنی ہے؟ جواب دیا چار سال۔ لوگوں نے دریافت کیا کس طرح؟ فرمایا کہ ستر ۷۰ سال تک تو میں دنیا کی قیل و قال میں مصروف رہا لیکن اب چار سال سے اس ذات پاک کو اس طرح دیکھ رہا ہوں کہ اس کا حال مجھ سے مت پوچھو۔ آہ! جو زمانہ کہ حجاب اور پردہ میں گزر گیا۔ وہ عمر میں داخل ہی نہیں ہے۔

آپؑ بزرگوار صاحب کرامت ہیں

لوگوں نے عرض کی حضور آپؑ بزرگوار صاحب کرامت ہیں کہ پانی پر چلتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا یہ کرامت نہیں ہے چونکہ لکڑی کے ذرہ ذرہ ٹکڑے پانی پر تیرتے ہیں پھر لوگوں نے کہا یہ تو کرامت ہے کہ آپؑ ہوا میں اڑتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا یہ بھی کوئی کرامت ہے۔ ذرا ذرا سے ٹھہر ہوا میں اڑتے پھرتے ہیں۔ لوگوں نے عرض کی یہ ضرور بڑی کرامت ہے کہ آپؑ ایک رات میں مکہ معظمہ پہنچ جاتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا یہ بھی کچھ نہیں چونکہ جادوگر ایک رات میں ہندوستان سے دماوند پہنچ جاتے ہیں۔ پھر لوگوں نے کہا اچھا حضرت آپؑ ہی فرمائیے کہ مردوں کا کیا کام ہے؟ فرمایا اس دل کو ماسوائے اللہ کسی سے بھی نہ لگائے۔

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمہ اللہ کا فرمان عالی

جو شخص دنیا کا طالب ہے اس پر دنیا حکومت کرتی ہے اور جو شخص دنیا سے روگردانی کرتا ہے وہ دنیا پر بادشاہت کرتا ہے۔

حضرت علی دہقان رحمہ اللہ کا فرمان

آپؑ فرماتے ہیں کہ جو شخص فضول باتیں سوچتا ہے وہ دو سال کی راہ کے برابر اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے۔

ذکر کثیر

حضرت عزیزاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ جب سالک ذکر کثیر سے متصف ہو جاتا ہے۔ اور اس حال میں اس کے ایک دن کا ذکر دوسروں کے ایک سال بھر کے ذکر کے برابر ہوتا ہے۔

تین سو ساٹھ بار نظر رحمت

حضرت عزیزاں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا! حق تعالیٰ جل شانہ رات دن میں بندہ مومن کے دل پر تین سو ساٹھ بار نظر رحمت فرماتا ہے۔

ایمان کی کیا تعریف ہے؟

حضرت عزیزاں رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ ایمان کی کیا

تعریف ہے؟ تو آپؐ نے اپنی صنعت باندگی کی مناسبت سے فرمایا توڑنا اور جوڑنا یعنی ماسوا ہے رشتہ توڑ کر حق تعالیٰ سے رشتہ جوڑنا۔

پیر کس کو کہتے ہیں؟

حضرت عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پیر کس کو کہتے ہیں۔ پیر اس کو کہتے ہیں جو کچھ آنحضرت ﷺ کا پسندیدہ نہ ہو وہ اس میں باقی نہ رہے اور جو حضور پاک ﷺ کا پسندیدہ ہو وہ اس میں باقی رہ جائے اور وہ ایسا آئینہ بن جائے۔ جس میں سوائے نبی کریم ﷺ کے اخلاق حسنہ اور اوصاف حمیدہ کے کچھ نظر نہ آئے۔

جب پیر اس مقام پر پہنچ جاتا ہے تو وہ صفات سے متصف ہونے کے باعث حق سبحانہ تعالیٰ کے تصرف کا مظہر بن جاتا ہے اور تصرف الہی سے اصحاب استعداد کے باطن میں تصرف کرتا ہے۔

کرامات کا ظاہر ہونا ولی کی شرط نہیں

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کرامات کے بارے میں فرماتے ہیں۔ خوارق کا کثرت سے وارد ہونا فضیلت پر دلالت نہیں کرتا۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ ایک ولی جس سے کوئی خوارق ظہور نہ آئیں۔ دوسرے ولی سے افضل ہو جس سے خوارق و کرامات ظہور میں آئی ہوں۔

اسی طرح آپؑ نے میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ کو تحریر فرمایا کہ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ خوارق و کرامات کا ظاہر ہونا ولی ہونے کی شرط نہیں ہے۔ جس طرح علماء خوارق و کرامات کے حصول کے ساتھ مکلف نہیں ہیں۔ اولیاء اللہ بھی خوارق کے ظہور کے ساتھ مکلف نہیں ہیں۔ چونکہ ولایت سے مراد قرب الہی ہے۔ ایک شخص کو یہ قرب عطاء کیا جاتا ہے اور اس کو مخلوقات کی مغیبات پر کچھ اطلاع نہیں دی جاتی ایک دوسرا شخص ہے جس کو قرب بھی دیا جاتا ہے اور مغیبات پر مطلع بھی کیا جاتا ہے۔ ایک تیسرے شخص کو قرب سے کچھ نہیں دیا جاتا ہے مگر مغیبات پر مطلع کیا جاتا ہے یہ تیسرا شخص اہل استدراج سے ہے نفس کی صفائی نے اس کو مغیبات کے کشف میں مبتلا کیا ہے۔ اور گمراہی میں ڈال رکھا ہے۔

وہ فلاح نہ پائیگا

حضرت سیدنا شیخ الیشوخ شہاب الدین سروردی رحمۃ اللہ علیہ عوارف المعارف میں فرماتے ہیں۔ میں نے بہت سے اولیائے کرام کو فرماتے سنا ہے کہ جس نے کسی فلاح پائے ہوئے کی زیارت نہ کی وہ فلاح نہ پائیگا۔

جس کا کوئی پیر نہیں اس کا امام شیطان ہے

عوارف المعارف میں ہی فرماتے ہیں۔ سیدنا بایز بسطامی

رحمتہ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں۔ جس کا کوئی پیر نہیں اس کا امام شیطان ہے۔

وہ اپنی خواہش نفس کا پجاری ہے

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت ابو علی وفاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا ہے۔ کہ پڑ جب بے کسی بونے والے کے آپ سے اگے تو پتے لاتا ہے مگر پھل نہیں دیتا۔ یونہی مرید کے لئے اگر کوئی پیر نہ ہو جس سے ایک ایک سانس پر راستہ سکھے تو وہ اپنی خواہش نفس کا پجاری ہے راہ نہ پائیگا۔

بغیر شریعت کی پابندی کے پیر نہیں بن سکتا

آپ فرماتے ہیں شیخ کے زیر حکم ہونا اللہ و رسول ﷺ کے زیر حکم ہونا ہے۔ بغیر شریعت کی پابندی کے پیر نہیں بن سکتا۔

فرمان سیدی ابو علی رودبادی رضی اللہ عنہ

سیدی ابو علی رودبادی رضی اللہ عنہ بغدادی سے سوال ہوا کہ ایک شخص مزا میر سنتا اور کہتا ہے یہ میرے لئے حلال ہیں۔ اس لئے کہ میں ایسے درجے تک پہنچ گیا ہوں کہ احوال کا اختلاف مجھ پر کچھ اثر نہیں ڈالتا فرمایا ہاں! پہنچا تو ضرور مگر کہاں تک جہنم تک۔

وہ سچ کہتے ہیں

عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کتاب الیواقیت الجواہر فی عقائد الاکابر میں فرماتے ہیں۔ حضور سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی گئی کچھ لوگ کہتے ہیں۔ شریعت کے احکام تو وصول کا وسیلہ تھے۔ اور ہم واصل ہو گئے۔ فرمایا! وہ سچ کہتے ہیں واصل تو ضرور ہوئے مگر جہنم تک چور اور زانی ایسے عقیدے والوں سے بہتر ہیں۔

ارشاد حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ

فرمایا جو شخص شیخی کی مسند پر بیٹھا ہے اور اس کا عمل جناب رسالت مآب ﷺ کی سنت کے خلاف ہے۔ اور وہ زیور شریعت سے آراستہ نہیں ہے پناہ ہزار پناہ اس سے دور رہنا چاہیے۔ بلکہ جس شہر میں وہ رہتا ہو۔ اس شہر میں بھی نہیں رہنا چاہیے۔ ممکن ہے تیرے دل میں اس شخص کی طرف سے میلان پیدا ہو جائے اور وہ تیری گمراہی کا باعث بن جائے۔ چونکہ ایسا شخص رہبر بننے کے لائق نہیں ہے۔ ایسا آدمی شیطان کا جال اور پوشیدہ چور ہے۔ اگرچہ اس میں خوارق و کرامات دیکھی جائیں اور بظاہر دنیا سے لائق ہو لیکن پھر بھی اس کی صحبت سے اس طرح بھاگنا چاہیے جیسے شیر سے بھاگتے ہیں۔

زہد و توکل

حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کا زہد و توکل اس درجہ تھا کہ دنیا دار اور اہل دنیا کی قطعاً ”پرواہ نہ کرتے تھے اور دنیا داروں کے ہدیے قبول نہ فرماتے تھے۔ ایک بار محمد شاہ بادشاہ نے اپنے وزیر قمرالدین کی زبانی کہلا کر بھیجا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو ملک عطا فرمایا ہے جس قدر مزاج مبارک میں آئے بطور ہدیہ قبول فرمائیں۔ جواباً ”فرمایا کہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ **قل متاع الدنیا الاقلیل** جب اللہ تعالیٰ نے ہفت اقلیم کی متاع کو قلیل فرمایا ہے اور تمہارے پاس اس قلیل متاع کا ساتواں حصہ اقلیم ہندوستان ہے۔ اس میں سے میں کیا قبول کروں؟

ارشادات حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

فرمایا: فقیر میں فاقہ کی اور ق قناعت کی اور ی یاد الہی کی اور ریاضت کی۔ جو شخص اس کو بجالائے اسے ف فضل کی ق قرب الہی کی ی یاری کی اور ر رحمت کی پائی ورنہ ف فضیحت ق قہر الہی کی ی یاس کی اور ر رسوائی کی۔

آدمی چار قسم کا ہے

فرمایا آدمی چار قسم کا ہے۔ نامرد، مرد، جوانمرد، فرد۔ دنیا کا طالب

نامرد ہے۔ عقبی کا طالب مرد۔ عقبی اور مولیٰ کا طالب جو انمرد اور مولیٰ کا طالب فرد ہے۔

ارشادات حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی بریلویؒ

تہجد کی نماز ضرور ادا کرتے رہا کرو جو آدمی تہجد میں تساہل کرے وہ ست گدھا ہے جو صرف پیٹ بھرنا جانتا ہے۔

فرمایا: ایک دن تہجد قضا ہو جائے تو دوسرے دن صرف نفل زیادہ پڑھ لیا کرو جو شخص تہجد چھوڑ دیتا ہے اس کا دل سخت ہو جاتا ہے اور اس کا نام درویشوں کے دفتر سے خارج کر دیا جاتا ہے۔

فرمایا: اخلاص عمل سے بڑھ کر فقیر کیلئے کوئی چیز بہتر نہیں ہے۔ فقیر کو طمع اور حرص برباد کر دیتی ہے۔

حضرت باوا جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا۔ شاہ صاحب آؤ۔ آپ کو فقری کے حرف بتائیں۔

لا طامع لا جامع لا مانع

یعنی طمع مت کرو، جمع مت کرو، منع مت کرو

فرمایا: فرشتہ انسان پر تین وقت ہنستا ہے۔ ۱۔ جب کوئی زمیندار کسی دوسرے زمیندار کی زمین میں مل چلا کر اپنی زمین کو وسعت دیتا ہے۔ ۲۔ جب زانی زنا کر کے غسل کرتا ہے۔ ۳۔ جب کوئی عشاء کے بعد باتیں کرتا ہے۔

فرمایا: جب دنیا و مافیہا فانی ہیں۔ تو ان سے دوستی کا کیا فائدہ۔ دوست

اس کو بناؤ جو کبھی فانی نہ ہو۔ وہ صرف اللہ کی ذات ہے اور بس!

حضرت خواجہ عبدالخالق عجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کی چند اصطلاحات

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سالکان طریقت فقراء کرام کی اصلاح نفس اور قرب خداوندی کے حصول کیلئے لوگوں کو چند اصطلاحات بتائیں اور نصیحت فرمائی کہ انہیں ہمیشہ یاد رکھو اور انہیں سمجھو اور خلوص دل سے ان پر کاربند ہو جاؤ تاکہ دین و دنیا کی سرخروئی حاصل ہو۔ لوگوں نے اصطلاحات سے متعلق جب آپؒ سے استفسار کیا تو آپؒ نے جواب فرمایا کہ ۱۔ ہوش در دم۔ ۲۔ نظریہ قدم۔ ۳۔ سفر در وطن۔ ۴۔ خلوت در انجمن۔ ۵۔ یاد کرد۔ ۶۔ بازگشت۔ ۷۔ نگاہ داشت۔ ۸۔ یادداشت۔ ۹۔ وقوف عددی۔ ۱۰۔ وقوف زمانی۔ ۱۱۔ وقوف قلبی سننے والوں کے ہوش جاتے رہے۔ زبانیں گنگ ہو گئیں اور شعور نے جواب دے دیا۔ کسی نے ڈرتے ڈرتے عرض کیا حضرت ہم ناقص العقل ہیں ذرا ان کی وضاحت بھی فرما دیجئے۔ آپؒ نے فرمایا اگر تم وضاحت چاہتے ہو تو سنو کہ

۱۔ ہوش در دم :- اس سے مراد یہ ہے کہ انسان کا ہر سانس یاد اللہ کیلئے وقف ہو۔ کسی بھی سانس کو ضائع نہ ہونے دیا جائے۔ جس سانس میں اللہ کی یاد نہ ہوئی وہ لمحہ غفلت میں گزرا۔ سانس کے اندر

جاتے اور باہر آتے دونوں میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ غفلت کا لمحہ نہ ملے پائے۔

۲۔ نظر بر قدم :- اس کا مطلب یہ ہے کہ سالک راہ چلنے میں نگاہ اپنے پاؤں کی پشت پر رکھے تاکہ بے جا نظرا دھر ا دھر نہ پڑے اور دل محسوسات متفرقہ سے پرانگندہ نہ ہو۔ کیونکہ یہ بات مانع حصول مقصود ہے یا اس کا مطلب یہ ہے کہ سالک کا قدم باطن اس کی نظر باطن سے پیچھے نہ رہے۔

۳۔ سفر در وطن :- اس کا مطلب یہ ہے کہ سفر در نفس انسان کو دنیاوی سفر کی بجائے اپنے اندر کا سفر اختیار کرنا چاہیے۔ دنیاوی سفر اس قدر اختیار کرے کہ پیر کامل تک رسائی حاصل ہو جائے دوسری حرکت جائز نہیں۔ اگر اپنے پیر کی قربت اور محبت میسر ہو جائے تو انسان کو سفر سے گریز کرنا چاہیے۔

۴۔ خلوت در انجمن :- اس سے مراد یہ ہے کہ انجمن جو تفرقہ کی جگہ ہے اس سے تعلق رکھنے کے باوجود ازراہ باطن حق تعالیٰ کے ساتھ خلوت رکھے اور غفلت کو دل میں راہ نہ دے یعنی بازار سے گزرتے ہوئے ذکر میں اس قدر مشغول ہو کہ بازار کے شور و غل کو نہ سن سکے۔ شروع میں یہ معاملہ مشکل ہوتا ہے اور آخر میں بے تکلف۔

۵۔ یاد کرد :- اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر وقت ذکر میں مشغول

رہے ذکر خواہ زبانی ہو یا قلبی۔

۶۔ بازگشت :- اس سے مراد یہ ہے کہ جب ذاکر کلمہ توحید کا دل سے ذکر کرے تو ہر بار حکم توحید کے بعد اپنے دل کی زبان سے یہ کہے کہ یا خدا یا میرا مقصود تو اور تیری رضائی ہے۔

۷۔ نگاہ داشت :- اس کا مطلب یہ ہے کہ قلب کو خطرات و حدیث نفس سے نگاہ رکھے یعنی کلمہ طیبہ کی تکرار کرتے وقت دل کو تمام وسوسوں سے دور رکھے اور بہتر یہ ہے کہ کلمہ طیبہ کا ورد جس دم کے ساتھ ہو۔

۸۔ یادداشت :- اس سے مراد یہ ہے کہ دوام آگہی بحق سبحانہ (یعنی ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اللہ رب العزت کا ذکر قلب و روح میں سرایت کر جائے) اور یہ دوام آگہی اس حد تک غالب ہو کہ سالک کو اپنے وجود کا بھی شعور نہ رہے۔ (اور جب اس بے شعوری کا بھی شعور نہ رہے تو یہ فائے فناء کہلاتا ہے اور یہی یادداشت ہے۔)

ایک خادم نے ادب سے اٹھ کر عرض کیا۔ حضرت نگہداشت اور یادداشت میں کیا فرق ہے۔ فرمایا: نگہداشت میں طالب اپنی کوشش سے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور یادداشت میں بلا کوشش خود بخود اللہ کی طرف متوجہ و مشغول ہو جاتا ہے۔

۹۔ وقوف عددی :- اس سے مراد ذکر نفی اثبات میں عدد ذکر

سے واقف رہنا ہے یعنی ذاکر اس ذکر میں سانس کو طاق عدد پر چھوڑے نہ کہ جفت پر جیسے ۱۱-۹-۷-۵-۳ وغیرہ کیونکہ ارشاد اللہ و تر یحب الوتر اللہ ایک ہے اور اکیلے کو دوست رکھتا ہے۔

۱۰- وقوف زمانی :- اس سے مراد ہے کہ واقف نفس رہے۔ پاس انفاس کو ملحوظ رکھے یعنی محاسبہ رکھے کہ سانس حضور میں گزرتا ہے یا غفلت میں بصورت اطاعت شکر بجالائے اور بصورت غفلت و معصیت میں عذر خواہی کرے اور استغفار کرے۔ یہ محاسبہ کہلاتا ہے۔

۱۱- وقوف قلبی :- اس سے مراد یہ ہے کہ سالک ہر آن ہر لحظہ اپنے قلب کی طرف متوجہ رہے اور قلب خدا کی طرف متوجہ رہے۔ تاکہ سب طرف کی توجہ ٹوٹ کر معبود حقیقی کی طرف رہ جائے اور خطرات اور دوسوے قلب میں داخل نہ ہوں۔ خصوصاً ذکر کے وقت اس کا پورا پورا خیال رکھا جائے۔ وقوف قلبی حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بہت ضروری اور رکن عظیم ہے اور دارومدار طریقہ تشبندیہ کا اسی پر ہے۔

حضرت قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات

ارشاد فرمایا : قرب الہی کیلئے ایک ابتدا ہے اور ایک انتہا۔ اس کی ابتداء ورع یعنی تقویٰ اور پرہیزگاری ہے اور اس کی انتہا تسلیم و رضا

اور توکل ہے۔

ارشاد فرمایا: جو شخص عقبی میں اپنی فلاح و بہبود چاہتا ہو اسے چاہیے کہ نفس اور اسباب دنیوی کی پرستش چھوڑ دے اور اسی طرح جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہو اسے چاہیے کہ عقبی کی خواہشات یعنی اپنے نیک عمل کی جزاء کا تصور چھوڑ دے۔

تصوف کی صفات و مقتضیات

ارشاد فرمایا: کہ میں تجھے تاکید کے ساتھ ان چیزوں کی وصیت و تلقین کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے خوف کھا اور اس کی فرمانبرداری کر۔ ظاہر شریعت کی پابندی کر۔ اپنے سینہ کو شرک و فسق کی کدورت سے پاک کر۔ بخل سے بچ اور بذل و سقاء اختیار کر۔ حقوق العباد کو کسی بھی ذریعہ سے غصب مت کر۔ خوش اخلاقی اختیار کر اور اپنے چہرہ کو ہشاش بشاش رکھ۔ مصرف میں آنے والی جائز و مباح چیزوں کو خرچ کر۔ خلق اللہ کی ایذا رسانی نہ کر۔ فقر و طریقت میں جو مصائب و مشکلات پیش آئیں۔ ان پر تحمل کر اور یقین و خلوص کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے استعانت کا طلبگار ہو۔ اولیاء و مشائخ کی عزت و حرمت کو نگاہ رکھ۔ مسلمان بھائیوں کے ساتھ اچھا معاملہ کر اور دیانت داری سے پیش آ۔ اپنے سے بڑوں کا ادب کر اور چھوٹوں کو نیک کاموں کی نصیحت کر۔ مصیبت زدہ اور درماندہ لوگوں کی حاجت بر آری کر۔ اجناس اور اشیائے ضروریہ کا اپنے یہاں ذخیرہ مت کر کہ اس سے خلق خدا مصیبت میں مبتلا ہوتی

ہے۔ جو لوگ فاسق و فاجر ہیں اور اولیاء و صلحاء کی عزت نہیں کرتے۔ ان کی صحبت چھوڑ دے۔ دینی اور دنیوی امور میں بندگان خدا کی امداد و اعانت کر۔ فکر کی حقیقت یہ ہے کہ تو اپنے ہم جنسوں کا محتاج نہ ہو اور اپنی حاجات و ضروریات صرف اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرے اور غنائہ ہے کہ حسب ارشاد نبوی ﷺ تجھے غنائے نفس حاصل ہو جائے اور تو مخلوقات کی جانب رجوع کرنے کی بجائے رب واحد کو اپنا لہجہ ماویٰ بنا لے اور یاد رکھ کہ تصوف قیل و قال اور بحث و تحمیس سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ تصوف کا حصول لذات و شہوات کو چھوڑ دینے اور ذکر و فکر کے التزام سے وابستہ ہے اور فقیر سے صحبت اور موانست اختیار کرنے کا اصول یہ ہے کہ اس کے سامنے پہلے ہی علمی مسائل نہ کھول بیٹھ۔ کیونکہ علم اس مبتدی کو وحشت میں ڈالے گا بلکہ نرمی اور محبت کے ساتھ ذکر اور معرفت کی باتیں کر۔ کیونکہ وہ ان چیزوں سے طبعاً مانوس ہے اور یاد رکھ کہ تصوف کی بنیاد آٹھ خصلتوں پر رکھی گئی ہے۔

- ۱۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح سخی ہونا۔
- ۲۔ حضرت اسحاق علیہ السلام کی طرح راضی برضائے الہی ہونا۔
- ۳۔ حضرت ایوب علیہ السلام کی طرح صبر و تحمل اختیار کرنا۔
- ۴۔ حضرت زکریا علیہ السلام کی طرح مناجات کرنا۔
- ۵۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی طرح وجد و ذکر اختیار کرنا۔
- ۶۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح صوف پہننا۔

- ۷۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح سیر فی الارض کرنا۔
 ۸۔ حضرت نبی اکرم ﷺ کی طرح فقر و توکل اختیار کرنا۔
 یعنی تمام حضرات پر ہمارا سلام ہو۔

مسلمان کو چند ضروری وصایا

حضرت قطب ربانی نے ارشاد فرمایا : میں تجھے مندرجہ ذیل اور پر اخلاص کے ساتھ عمل پیرا ہونے کی وصیت کرتا ہوں۔

امراء سے غیرت و خود داری کے ساتھ مل اور فقراء سے عجز و تواضع اور فروتنی اختیار کر۔ عمل میں خلوص اختیار کرنا تجھ پر لازم ہے اور خلوص یہ ہے کہ تمام اذکار و عبادات میں صرف اللہ تعالیٰ پر نظر رکھو اور مخلوق کو اپنی توجہ و رغبت کا مرکز نہ بنا۔ اپنے مسلمان بھائیوں کے حقوق دوستی کے ذریعے ضائع مت کر۔ صحبت فقراء کو عجز و تواضع، ادب و احترام اور بذل و سقاء کے ساتھ اختیار کر۔ نفس امارہ کی اتباع سے احتراز کر تاکہ تجھے حیات معنوی عطا کی جائے۔ اپنے مشرب و اخلاق کو وسیع رکھ کیونکہ جس کا اخلاق وسیع ہے وہ اللہ تعالیٰ کے قریب تر ہے۔ اپنے باطن کو ماسواء اللہ تعالیٰ کی طرف مائل ہونے سے بچا۔ کیونکہ یہی توحید اور افضل الاعمال ہے۔ شرک و فسق میں جلا لوگوں کو ہمیشہ تبلیغ حق کرتا رہ۔ کیونکہ تبلیغ ہر مسلمان پر فرض کی گئی ہے۔ جہاں تک ہو سکے سچے فقیر اور ولی اللہ کی خدمت کر۔ اپنے سے کمزور اور چھوٹے پر حملہ نہ کر یہ نامرادی ہے۔ اپنے سے بڑے پر بھی حملہ نہ کر

کہ یہ بدتمیزی ہے اور بد خلقی ہے۔ ہمیشہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہ۔ اسلئے کہ ذکر تمام نیکیوں اور سعادتوں کا جامع ہے۔ اللہ کے عہد و پیمان کا عملی طور پر احترام کر۔ کیونکہ یہ چیز مسلمان کو ہر قسم کے ضرر سے محفوظ رکھتی ہے۔ اس عقیدہ پر ایمان رکھ کہ تیری تمام حرکات و سکنات اور گفتار و کردار کی ضرورت پرش ہوگی۔ لہذا گناہوں کو چھوڑ کر نیک کاموں میں مشغول ہو جا۔ اپنے اعضاء و جوارح کو حرام و ممنوع چیزوں سے بچا۔ اللہ اور اللہ کے نبی ﷺ برحق کی اطاعت کو اپنے اوپر لازم کر لے اور یہی صراطِ مستقیم کے ضامن ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جس کو ملک و حکومت کا والی بنایا ہے اس کی فرمانبرداری کر اور اس کے حقوق ادا کر۔ اللہ کی زمین میں امن قائم ہونے کے بعد کسی قسم کا فساد برپا نہ کر۔ مسلمانوں سے نیک گمان رکھ اور نیک نیتی کے ساتھ ان کے ساتھ اچھا سلوک کر۔ اپنی زبان کو غیبت اہتمام اور بدگوئی سے بچا۔ اپنے دل میں کسی مسلمان کی بدخواہی اور کینہ و عداوت نہ رکھ۔ اپنے کسی لفظ یا حرکت سے کسی مسلمان کی دل آزاری نہ کر۔ حلال روزی کما اور اپنے اہل و عیال کی خدمت کر یہ بھی عبادت ہے۔

شریعت کے جو مسائل تو نہیں جانتا وہ علمائے دین سے دریافت کر اور محض قیاس و گمان سے کوئی اقدام نہ کر۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مصاحبت اور باطنی ربط و تعلق رکھ اور مخلوقات سے الہی تعلقات کا لحاظ رکھتے ہوئے مل۔ ہر صبح اپنے مال و جائیداد کا صدقہ دے۔ اور غریا و مساکین کی امداد و اعانت کر اپنے اوقات ذکر و عبادت میں اپنے مرحوم

لواحقین اور دیگر مومنین کے لئے دعائے مغفرت کر اور ان کے لئے درود و تلاوت قرآن کا التزام کر۔

ہر صبح شام سات مرتبہ اس دعا کو پڑھا کر **الھم اجرنا من النار** اور صبح و شام **اعوذ باللہ العلی العظیم من الشیطان الرجیم** **ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو عالم الغیب والشہادۃ** یہ آیات آخر سورۃ حشر تک پڑھنے کا التزام کر اور اللہ تعالیٰ ہی ہمیں ذکر و عبادت کی توفیق عطا فرمانے والا ہے۔ ارشاد فرمایا! اللہ تعالیٰ کے ذکر و عبادت میں اس طرح محو رہ کہ گویا مخلوق موجود نہیں اور مخلوق کے ساتھ ایسا برتاؤ کر کہ گویا تیرا اپنا نفس موجود نہیں۔

اہل مجاہدہ کی دس خصلتیں

حضرت قطب ربانی شہباز لا مکانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا! محاسبہ و مجاہدہ نفس کرنے والے اہل طریقت کے لئے دس عمدہ خصلتیں ہیں۔ جن پر وہ ہمیشہ عمل پیرا رہے۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور سنت نبوی ﷺ کی اتباع میں ان خصائل پر قائم و راسخ ہو جاتے ہیں تو معرفت و روحانیت کے بلند رتبے پالیتے ہیں۔

۱۔ پہلی خصلت :- کہ بندہ قصداً "یا سوا" جھوٹی یا سچی قسم نہ کھائے۔

۲۔ خصلت :- کہ بندہ اراداً "یا ہنسی مذاق" میں جھوٹ کہنے سے

احراز کرے اس لئے کہ جھوٹ انسان کو بزدل اس کے قلب اور دماغ کو زنگ آلودہ کر دیتا ہے اس سے خلق خدا میں اس کا اثر و اعتبار اٹھ جاتا ہے۔

۳۔ خصلت :- کہ جب بندہ کسی شخص سے عہد و پیمان کرے تو اپنے وعدہ کی خلاف ورزی ہرگز نہ کرے۔

۴۔ خصلت :- کہ انسان کسی بنی آدم علیہ السلام پر یا کسی اور چیز پر لعنت نہ کرے کیونکہ لعنت کرنے کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو پہنچتا ہے۔ اور عالم الغیب ہونے کے لحاظ سے وہی خوب جانتا ہے کہ کون سا شخص یا کون سی چیز لعنت کے قابل ہے۔

۵۔ خصلت :- کہ مسلمان کسی کے لئے بد دعا کرنے سے پرہیز کرے۔

۶۔ خصلت :- کہ مومنین اور اہل قبلہ میں سے کسی شخص پر یقین و وثوق کے ساتھ کافر و مشرک یا منافق ہونے کا حکم لگائے۔ تاویکہ اس کے پاس پختہ اور واضح ثبوت مہیا نہ ہو جائے۔

۷۔ خصلت :- کہ انسان گناہ معصیت میں مبتلا کرنے والی یا حرام و ناجائز کو دیکھنے یا ان کی طرف راغب ہونے سے پرہیز کرے اور اپنے اعضاء کو نواہی یعنی اللہ تعالیٰ کی ممنوع قرار دی ہوئی چیزوں سے محترز رہے۔

۸۔ خصلت :- کہ مخلوقات میں سے کسی پر خواہ وہ اپنے سے بڑا ہو یا چھوٹا اپنا بوجھ ناروا طریق پر ڈالے۔ اور انہیں ظلم و زیادتی سے ملک نہ کرے۔

۹۔ خصلت :- کہ مسلمان حرص و ہوس کا اتباع نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں پر حمد و شکر بجالائے اور مخلوقات کو اپنی خواہشات و مطالبات کا مرجع نہ بنائے۔

۱۰۔ خصلت :- کہ تواضع اختیار کی جائے اور عجز و انکساری کو اپنا شعار بنایا جائے۔ تواضع سے مسلمان کا رتبہ بلند ہوتا ہے۔ خالق و مخلوق کے نزدیک عزت و توقیر حاصل کرتا ہے۔ اس کی دعا مناجات سے یہ اثر پیدا ہوتا ہے کہ وہ دنیا اور آخرت کی جس چیز کا ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے میاں فرما دیتا ہے کہ یہ خصلت تمام عبادات کی اصل ہے اور ایمان و اخلاق کی تمام عمدہ صفات اسی خصلت سے جنم لیتی ہیں۔ اسی خصلت سے مومن ان اولیاء اللہ کی سیرت پاتا ہے جو راحت یا تکلیف اور خوشی یا غمی دونوں میں اللہ تعالیٰ سے راضی رہے ہیں۔

دنیا کی بے ثباتی

حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اے غافل، اے نادان! ہوشیار ہو۔ تو دنیا کے لئے نہیں بنایا گیا تو آخرت کے لئے بنایا گیا ہے۔ اے اس چیز سے غافل جس کے بغیر چارہ نہیں تو نے اپنا فکر

خواہشات و لذات اور پیسوں پر پیسہ جوڑنا ہی قرار دے لیا اور اپنے اعضاء کو لہو و لعب میں مشغول کر لیا اگر کوئی یاد دلانے والا تجھ کو آخرت اور موت یاد دلاتا ہے تو تو کہتا ہے کہ میرا عیش مکدر کر دیا اور ادھر ادھر اپنا سرمٹکانے لگتا ہے موت کا ڈرانے والا تیرے پاس آیا۔ وہ بالوں کی سفیدی ہے (جو پڑھاپے میں پیدا ہو کر موت کی اطلاع دیتی ہے) اور تو اس کو یا تو (قہنجی سے) کاٹ دیتا ہے یا (خضاب کی) سیاہی سے اس کو تغیر کر دیتا ہے۔ جب تیری اجل آجائگی اس وقت کیا کریگا؟ جب تیرے پاس ملک الموت (حضرت عزرائیل علیہ السلام) دو اپنے ساتھیوں کے آئیں گے تو کس چیز سے واپس کریگا؟ جب تیرا رزق ختم اور تیری مدت تمام ہو جائیگی۔ تب کونسی چال چلے گا؟ اور توبہ میں ٹال ٹول اور دنوں، مہینوں اور برسوں آج کل کرتا رہتا ہے۔ تیری زندگی ختم ہو رہی ہے۔ عنقریب تو پشیمان ہو گا کہ نصیحت کیوں نہ مان لی۔ تجھ پر افسوس کہ تیری زندگی کی چھت کا شہتیر ٹوٹ چکا ہے۔

اے مغرور! تیری زندگی کی دیواریں گرتی جا رہی ہیں۔ یہ گھر جس میں تو آباد ہے ویران ہوا چاہتا ہے اس کو چھوڑ کر دوسرے گھر میں جانا ہے۔

ایک لحظہ بھی یاد الہی سے غافل نہ ہووے

شیخ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کسی نے بیان کیا کہ فلاں شخص ہوا میں اڑتا ہے آپؐ نے فرمایا کہ مکھی بھی تو ہوا میں اڑتی ہے

دوسرے نے کہا کہ فلاں پانی پر چلتا ہے، آپؐ نے فرمایا مرغ بھی تو پانی میں تیرتا ہے، ایک نے کہا کہ فلاں فخص ایک شرے دوسرے شر میں ایک لفظ میں چلا جاتا ہے، آپؐ نے جواب دیا کہ شیطان بھی ایک لفظ میں مشرق سے مغرب تک چلا جاتا ہے، ان باتوں کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کچھ قدر و منزلت نہیں مرد وہ ہے کہ بیٹھا تو خلقت میں رہے۔ اور لین دین کرتا رہے اور اولاد بڑھاتا رہے اور احکام شرعی اور نصائے کی تعلیم لوگوں کو کرتا رہے اور باوجود ان تمام باتوں کے ایک لفظ بھی یاد الہی سے غافل نہ ہووے۔

الہام اور کشف معرفت کی طمع نہ رکھ

حضرت ابو وراق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تک تو مخلوق سے قطع تعلق نہ کرے گا۔ حق اللہ تعالیٰ کے انس کی امید نہ رکھ۔ جب تک تیرا دل دنیاوی تعلقات میں پھنسا ہوا ہے تب تک سوچ بچار اور عبرت کی امید نہ رکھ۔ جب تک تو سینے کو حکومت اور سرداری کی طلب سے صاف نہ کرے گا۔ الہام اور کشف کی طمع نہ رکھ۔

کہ وہ سونے کی ایک تختی تھی

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قرآن پاک کے ارشاد **وكان تحته كنز لهما** میں منقول ہے کہ وہ سونے کی ایک تختی تھی جس میں سات سات سطریں لکھی ہوئی تھیں جن کا

ترجمہ یہ ہے۔ ۱۔ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو موت کو جانتا ہو پھر بھی
 ہے۔ ۲۔ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو یہ جانتا ہے کہ دنیا آخر ایک
 دن ختم ہونے والی ہے پھر بھی اس میں رغبت کرے۔ ۳۔ مجھے تعجب
 ہے اس شخص پر ہر چیز مقدر سے ہے۔ پھر بھی کسی چیز کے جانے پر
 افسوس کرے۔ ۴۔ مجھے تعجب ہے اس شخص پر آخرت میں حساب کا
 یقین ہو پھر بھی مال جمع کرے۔ ۵۔ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جس کو
 جہنم کی آگ کا علم ہو پھر بھی گناہ کرے۔ ۶۔ مجھے تعجب ہے اس شخص پر
 جو اللہ کو جانتا ہو پھر اور کسی چیز کا ذکر کرے۔ ۷۔ مجھے تعجب ہے اس
 شخص پر جس کو جنت کی خبر ہو پھر دنیا میں کسی چیز سے راحت پائے۔ ۸۔
 مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو شیطان کو دشمن سمجھے پھر اس کی اطاعت
 کرے۔

مجھے تین چیزیں محبوب ہیں

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ منہات میں لکھا ہے۔ ایک مرتبہ
 حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے دنیا میں تین چیزیں
 محبوب ہیں۔ خوشبو، عورتیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔
 حضور اقدس ﷺ کے پاس چند صحابہ تشریف فرما تھے۔ حضرت
 صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا۔ آپؐ نے سچ فرمایا! اور مجھے تین
 چیزیں محبوب ہیں۔ آپؐ کے چہرہ کا دیکھنا، اپنے مال کو آپؐ پر خرچ کرنا
 اور یہ کہ میری بیٹی آپؐ کے نکاح میں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

فرمایا! سچ ہے اور مجھے تین چیزیں محبوب ہیں اچھے کاموں کا حکم کرنا اور
 بری باتوں سے روکنا اور پرانا کپڑا پہننا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا!
 آپؐ نے سچ کہا اور مجھے تین چیزیں محبوب ہیں۔ بھوکوں کو کھانا کھانا
 تنگوں کو کپڑا پہنانا اور قرآن پاک کی تلاوت کرنا حضرت علی رضی اللہ عنہ
 نے فرمایا آپؐ نے سچ فرمایا اور مجھے تین چیزیں محبوب ہیں۔ مہمان
 کی خدمت گرمی کا روزہ اور دشمن پر تگوار اتنے میں حضرت جبرائیلؑ
 تشریف لائے اور عرض کیا اگر میں دنیا والوں میں ہوتا تو بتاؤں مجھے کیا
 پسند ہوتا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بتاؤ۔ عرض کیا بھکوں کو
 راستہ بتانا غریب عبادت کرنے والوں سے محبت رکھنا اور عیال دار
 مفلسوں کی مدد کرنا اور اللہ جل شانہ کو بندوں کی تین چیزیں پسندیں اللہ کی
 راہ میں) طاقت کا خرچ کرنا، ندامت کے وقت رونا اور فاقہ پر صبر
 کرنا۔

مکتوب شریف حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ

ایک دفعہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ
 قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کو
 پہچان لیا۔ وہ کبھی سوال یا خواہش یا آرزو نہیں کرتا جس نے ابھی تک
 نہیں پہچانا۔ وہ ان کی بات کو سمجھ نہیں سکتا دوسرے یہ کہ حرم و ہوا کو
 ترک کرو جس نے حرم و ہوا کو ترک کیا اس نے مقصود حاصل کر لیا۔
 چنانچہ ایسے شخص کے بارے میں اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے۔

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ فَاَن الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ۝۳۰ پارہ
 رکوع ۴ جس شخص نے اپنے نفس کو خواہشات سے روک رکھا۔ اس کا
 ٹھکانہ بہشت ہے فرمایا خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے
 ایک روز میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے خطاب کر کے فرمایا! کہ بعض
 درویش کہتے ہیں کہ جب طالب کمال حاصل کر لیتا ہے تو اسے گمراہٹ
 نہیں رہتی یہ غلط ہے۔ دوسرے یہ کہ جو کہتے ہیں کہ عبادت کرنا بھی
 اس کے لئے ضروری نہیں ہوتا یہ بھی غلط ہے کیونکہ
 سرور کائنات ﷺ ہمیشہ عبادت بندگی اور عبودیت سر بسجود
 رہے باوجود کمال بندگی آخر یہ فرمایا کرتے تھے۔ **ما عبدناک حق**
عبادتک (ہم نے تیری ایسی عبادت نہیں کی جیسا کہ حق تھا) یعنی
 کما حقہ تیری عبادت نہیں کر سکتے۔ اور عاجزی سے ورد زبان تھا **اشہد**
ان لا الہ الا اللہ واشہدان محمد اعبدہ ورسولہ میں اس بات
 کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ
 محمد ﷺ اس کا بندہ اور بھیجا ہوا ہے۔ پس یقین جانو کہ عارف
 کمالت کا درجہ حاصل کرتا ہے تو اس وقت کمال درجہ کی ریاضت جس
 سے مراد نماز ہے نہایت صدق دل سے ادا کرتا ہے۔ اسی سے حضوری
 و آگاہی زیادہ حاصل ہوتی ہے۔ بلکہ الخالص معراج بھی نماز ہے جب کوئی
 شخص یہ معلوم کر کے صدق سے کام لیتا ہے۔ تو اسے ایسی پیاس محسوس
 ہوتی ہے گویا اس نے آگ کے کئی پیالے پی رکھے ہیں۔ جوں جوں
 ایسے پیالے پیئے گا۔ پیاس غلبہ کرتی جائیگی۔ اس واسطے کہ جمال لامتناہی

کی انتہا نہیں۔ اس وقت اس کا سکون بے سکونی اور آرام بے آرامی ہو جاتی ہے۔ تاوقتیکہ لقائے الہی سے مشرف نہ ہو جائے ایک دفعہ:-
ایک شخص خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھنے لگا فرمائیے کہ یہ کیونکہ معلوم ہے کہ کسی شخص کو قرب الہی حاصل ہے خواجہ صاحب نے فرمایا نیک عملوں کی توفیق بڑی اچھی شناخت ہے یقین جانو جس شخص کو نیک کاموں کی توفیق دی گئی ہے اس کے لئے قرب کا دروازہ کھل جاتا ہے۔

پھر آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ ایک شخص کے ہاں ایک صاحب وقت لونڈی تھی۔ جو آدمی رات کے وقت وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھتی اور شکر حق بجالاتی۔ اور ہاتھ اٹھا کر دعا کرتی کہ پروردگار میں تیرا قرب حاصل کر چکی ہوں مجھے اب اپنے سے دور نہ رکھنا۔ اس لونڈی کے آقا نے یہ ماجرا سن کر اس سے پوچھا تمہیں کیوں کر معلوم ہے کہ تمہیں قرب الہی حاصل ہے؟ کہا صاحب! مجھے یوں معلوم ہے کہ مجھے آدمی رات کے وقت جاگ کر دو رکعت نماز پڑھنے کی توفیق دے رکھی ہے اس واسطے میں جانتی ہوں کہ مجھے قرب الہی حاصل ہے آقا نے کہا لونڈی جاؤ میں نے تمہیں بظہ آزاد کیا۔

پس انسان کو دن رات عبادت الہی میں مصروف رہنا چاہیے۔ تاکہ اس کا نام نیک لوگوں کے دفتر میں درج ہو جائے۔ اور نفس و شیطان کی قید سے بچ جاوے۔ فرمایا:- میرے شیخ ذہابہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سوائے اہل معرفت کے اور کسی کو عشق

کے رموزات سے واقف نہیں کرنا چاہیے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ صاحبؒ سے پوچھا کہ اہل معرفت کو کیونکر پہچان سکتے ہیں۔ تو خواجہ صاحبؒ نے فرمایا کہ اہل معرفت کی غلامت ترک ہے۔ جس میں ترک ہوگی یقین جانو کہ وہ اہل معرفت ہے اور اسے خدا شناسی حاصل ہے اور جس میں ترک نہیں اس میں معرفت حق کی بو بھی نہیں۔ یہ اچھی طرح یقین کرلو کہ کلمہ شہادت اور نفی اثبات حق تعالیٰ کی معرفت ہے۔ مال و مرتبہ بڑے بھاری بت ہیں اور انہوں نے بہت لوگوں کو سیدھی راہ سے گمراہ کیا اور کر رہے ہیں۔ یہ معبود خلاق بن رہے ہیں بہت لوگ جاہ و مال کی پرستش کر رہے ہیں۔

پس:- جس نے مال و جاہ کی محبت دل سے نکال دی اس نے گویا پوری نفی کر دی۔ اور جسے حق تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو گئی۔ اس نے پورا پورا اثبات کر لیا۔ اور یہ بات **لا الہ الا اللہ** کہنے اور اس پر عمل کرنے سے حاصل ہوتی ہے پس جس شخص نے کلمہ شہادت نہیں پڑھا اسے خدا شناسی حاصل نہیں ہوئی فرمایا:- کہ ایک شخص نے خواجہ عثمان بارونی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آکر عرض کیا شیخ صاحبؒ میں نے مختلف علوم حاصل کئے بہت زہد کیا لیکن مقصد نہیں پایا۔ خواجہ صاحبؒ نے فرمایا! تمہیں صرف ایک بات پر عمل کرنا چاہیے عالم بھی ہو جاؤ گے اور زاہد بھی۔ وہ یہ کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے۔

ترک الدنيا راس كل عبادة وحب الدنيا راس كل خطيئة دنیا کا ترک کرنا تمام عبادتوں کا سر ہے اور دنیا کی محبت تمام خطاؤں کی جڑ

حکایت پر مغز

بعد ازاں اس موقعہ کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ حاتم اصمؒ خواجہ شفیق بلخیؒ کے شاگرد اور مرید تھے۔ ایک روز خواجہ صاحبؒ نے پوچھا کتنے عرصے سے تم میری محبت و خدمت میں سرگرم ہو اور میری باتیں سنتے آئے ہو؟ عرض کیا تیس سال سے پوچھا پھر اس عرصے میں کیا کچھ حاصل کیا اور کیا کچھ فائدہ اٹھایا؟ عرض کیا آٹھ فائدے حاصل کئے پوچھا کیا۔

پہلا فائدہ :- یہ ہے کہ میں نے خلقت کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ہر شخص نے کسی نہ کسی کو اپنا محبوب و معشوق قرار دے رکھا ہے۔ وہ محبوب و معشوق اس قسم کے ہیں۔ کہ بعض مرض موت تک اس کے ساتھ رہتے ہیں۔ بعض مرنے تک بعض لب گور تک اس کے بعد کوئی بھی ساتھ نہیں جاتا۔ کوئی ایسا نہیں کہ انسان کے ساتھ قبر میں جا کر اس کا غم خوار اور اس کی قبر پر چراغ ہو سکے یہ دیکھ کر میں نے اپنے دل میں سوچا کہ محبوب وہی اچھا ہے جو انسان کے ساتھ قبر میں جاوے۔ اور وہاں اس کا غم خوار اور چراغ ہو۔ قیامت کی منزلیں طے کرائے مجھے معلوم ہوا کہ ان صفات سے متصف محبوب صرف اعمال صالحہ ہیں۔ سو میں نے انہیں اپنا محبوب بنایا اور انہیں اپنے لئے حجت اختیار کیا تاکہ

قبر میں بھی میری غم خواری کریں۔ میرے لئے چراغ ہوں اور ہر ایک منزل میں میرے ساتھ رہیں اور مجھے چھوڑ نہ جائیں۔
خواجہ شفیق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حاتم تو نے بت اچھا کیا۔

دوسرا فائدہ :- جب میں نے لوگوں کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ سب کے سب حرص و ہوا کے پیرو بنے ہوئے ہیں اور نفس کے کمنے پر چلتے ہیں۔ پھر میں نے اس آیت پر غور کیا **وَمَا مِنْ خَافٍ مَقَامٍ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوٰی** پارہ ۳۰ رکوع ۴ جس نے اللہ تعالیٰ سے ڈر کر نفس کو خواہشات سے روکا اس کا ٹھکانہ بہشت ہے تو یقین ہو گیا کہ قرآن شریف سچا ہے۔ اس لئے میں نے نفس کی مخالفت ڈٹ کر شروع کر دی۔ اور اسے مجاہدہ کی کٹھالی پر رکھ دیا۔ اس کی ایک آرزو بھی پوری نہ کی۔ صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے مجھے آرام حاصل ہوتا رہا۔ خواجہ شفیقؒ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ تجھے اس مین برکت دے تو نے خوب کہا اور اچھا کیا۔

تیسرا فائدہ :- یہ کہ جب میں نے لوگوں کے حالات کا مشاہدہ غور سے کیا تو دیکھا کہ ہر شخص دنیا کے لئے کوشش کرتا ہے۔ رنج و مصیبت برداشت کرتا ہے تب کہیں دنیاوی حکام سے کچھ حاصل کرتا ہے۔ اور پھر اس پر خوش و خرم رہتا ہے بعد ازاں میں نے اس آیت پر غور کیا۔ **مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ بَاقٍ** پارہ ۱۴ رکوع ۱۱ ”جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جانے والا ہے اور جو اللہ کے ہاں ہے وہ

باقی رہنے والا ہے" تو جو کچھ میں نے جمع کیا تھا۔ سب راہ خدا میں صرف کر دیا۔ اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا تاکہ بارگاہ الہی میں باقی رہے اور آخرت میں میرا توشہ اور بدرقہ رہے۔ خواجہ شفیقؒ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے تو نے بہت اچھا کیا ہے۔

چوتھا فائدہ :- یہ کہ جب میں نے خلقت کے حالات کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ بعض لوگوں نے آدمی کا عز و شرف اور اس کی بزرگی کثرت اقوام کو سمجھ رکھا ہے اور اس پر وہ فخر کرتے ہیں۔ بعض نے سمجھ رکھا ہے کہ مال و اولاد پر انحصار ہے اور اس کو مایہ فخر خیال کرتے ہیں۔

بعد ازاں میں نے اس آیت کریمہ پر خیال کیا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم "تم میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑھ کر وہی معزز سمجھا جائیگا۔ جو سب سے زیادہ متقی ہوگا" تو معلوم ہوا کہ بس یہی ٹھیک اور حق ہے اور جو کچھ لوگوں نے خیال کر رکھا ہے وہ سراسر غلط ہے۔ سو میں نے تقویٰ اختیار کیا تاکہ میں بھی بارگاہ الہی کا مکرم بن جاؤں۔ خواجہ صاحبؒ نے فرمایا تو نے بہت اچھا کیا۔

پانچواں فائدہ :- یہ کہ میں نے جب لوگوں کے حالات کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک دوسرے کو محض حسد کی وجہ سے برائی سے یاد کرتے ہیں اور حسد بھی مال مرتبے اور علم کا کرتے ہیں۔ پھر میں نے اس آیت پر غور کیا۔ نحن قسمنا بينهم معيشتهم في الحياة

الدنیا (پ ۲۵ ع ۹) ”ہم نے ان میں دنیوی زندگی کے لئے روزی تقسیم کی۔“ تو جب ازل سے ان کے حصے میں یہ چیز آچلی ہے اور کسی کا اس میں اختیار نہیں تو پھر حسد بے فائدہ تب سے میں نے حسد کرنا چھوڑ دیا اور ہر ایک سے صلح اختیار کی۔ خواجہ شفیقؒ نے فرمایا تو نے بہت اچھا کیا۔

چھٹا فائدہ :- یہ کہ جب دنیا کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ بعض آپس میں دشمنی رکھتے ہیں اور کسی خاص کام کے لئے ایک دوسرے سے لاگ بازی کرتے ہیں۔ پھر میں نے اس آیت کو غور سے دیکھا ان **الشَّيْطَانُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ** (پ ۸ ع ۹) (شیطان تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے۔) تو مجھے معلوم ہو گیا۔ کہ اللہ تعالیٰ کا کلام بالکل سچا ہے واقعی ہمارا دشمن شیطان ہے۔ شیطان کی پیروی نہیں کرنی چاہیے۔ تب سے میں صرف شیطان کو اپنا دشمن سمجھتا ہوں نہ اس کی پیروی کرتا ہوں نہ فرمانبرداری بلکہ اللہ تعالیٰ کے احکام بجا لاتا ہوں۔ اس کی بزرگی مانتا ہوں اور ٹھیک بھی یہی ہے چنانچہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا **الْمُأْمَنَةُ بَيْنَهُمْ** **إِلَٰهُكُمْ يَبْنِي أَسْمَٰنَ لَا تَعْبُدُ الشَّيْطَانَ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ** **وَأَنِ اعْبُدُونِي هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ** (پ ۲۳ ع ۳) اے بنی آدم! کیا میں نے تم سے عہد نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی پیروی و پرستش نہ کرنا کیونکہ وہ تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے اگر تم میری پرستش کرو تو یہ سیدھی راہ ہے خواجہ شفیقؒ نے فرمایا تم نے بہت خوب کیا۔

ساتواں فائدہ :- یہ کہ جب میں نے خلقت کو غور سے دیکھا تو

معلوم ہوا کہ ہر شخص اپنی روزی و معاش کے لئے سر توڑ کوشش کرتا ہے اور اسی وجہ سے حرام و شبہ میں پڑتا ہے اور اپنے آپ کو ذلیل کرتا ہے۔ پھر میں نے اس آیت کو غور سے دیکھا۔ **وما من دابة فی الارض الا علی اللہ رزقها** (پ ۱۲ ع ۱) ”روئے زمین پر کوئی ایسا حیوان نہیں جس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمے نہ ہو“ تب سے میں اللہ تعالیٰ کی خدمت میں مشغول ہو گیا اور مجھے یقین ہو گیا۔ کہ میری روزی وہ بالضرور پہنچائے گا کیونکہ وہ خود اس بات کا ضامن ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا تو نے بہت اچھا کیا۔ اب آٹھواں فائدہ بیان کر عرض کیا۔

آٹھواں فائدہ یہ ہے :- کہ جب میں نے خلق خدا کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ہر شخص کو کسی نہ کسی چیز پر بھروسہ ہے۔ بعض کو سونے چاندی پر، بعض کو ملک و مال پر پھر میں نے اس آیت کو غور سے دیکھا۔ **ومن یتوکل علی اللہ فهو حسبہ** ”اور جو شخص اللہ پر بھروسہ کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے کافی ہوتی ہے“ تب سے میں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کیا۔ وہ مجھے کافی ہے اور میرا عمدہ وکیل ہے۔

خواجہ صاحب نے فرمایا حاتم! اللہ تعالیٰ تمہیں ان باتوں پر عمل کی توفیق دے میں نے تو رات، انجیل، زبور، قرآن مجید کا غور سے مطالعہ کیا۔ تو ان چاروں کتابوں سے یہی آٹھ باتیں حاصل ہوئیں۔ جو ان پر عمل کرتا ہے گویا ان چاروں کتابوں پر عمل کرتا ہے۔

قطب المشائخ حضرت عزیزان علی رامیتنی رحمہ اللہ

کے چند ارشادات

دوران محفل ایک شخص نے سوال کیا کہ حضرت بالغ شریعت کس کو کہتے ہیں اور بالغ طریقت کون ہے؟

آپؑ نے فرمایا بالغ شریعت وہ ہے جس سے منی (یعنی غرور، تکبر، خود بینی، نخوت، ٹٹلے) اور بالغ طریقت وہ ہے جو منی سے باہر آجائے یعنی اخلاق رذیلہ سے پاک ہو جائے اس کی انا جاتی رہے۔ اس شخص نے یہ سنا تو سر زمین پر مارنے لگا یہ دیکھ کر آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ سر زمین پر رکھنے کی ضرورت نہیں بلکہ جو کچھ سر میں ہے یعنی غرور، تکبر وہ زمین پر ڈال دے۔

آپؑ کی محفل ذکر جی ہوئی ہے فقراء کرام انوار و تجلیات الہیہ سے اپنی روحوں کو سیراب کر رہے ہیں۔ کہ دوران محفل کسی نے پوچھا کہ لوگ جو کہتے ہیں کہ مرد تین طرح کے ہوتے ہیں۔ پورا مرد، آدھا مرد، نامرد۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ پورے مرد کی صفت کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرما دیا ہے **رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله** ترجمہ! وہ ایسے مرد ہیں کہ جن کو خدا کی یاد سے تجارت اور خرید و فروخت غافل نہیں کر سکتی۔

آدھا مرد وہ ہے جس کے شغل میں ذکر قلبی کی بھی لذت آتی ہو۔ مگر وہ اتنی ہی بات پر قانع ہو گیا۔ یعنی جب تک ذکر میں مشغول ہے تو دل لذت ذکر سے سرشار ہے اور جب ذکر چھوڑ دے تو دل بھی غافل ہو

جائے۔

نامرد وہ ہے جو منافق ہو یعنی ذکر کرے مگر خدا تعالیٰ کیلئے نہ کرے
 مزید آپؐ نے فرمایا کہ اس زبان سے دعا کرو جس سے کوئی گناہ نہ ہوا
 ہو! لوگوں نے عرض کیا حضرت وہ کیسے؟ آپؐ نے فرمایا کہ دوستان حق
 کے سامنے تواضع و نیاز مندی بجالاؤ وہ تمہارے لئے دعا فرمائیں گے۔
 پھر آپؐ نے فرمایا کہ تو اگر ایسے شخص کے پاس بیٹھے جو تجھے خدا
 کی یاد سے غافل کر دے۔ تو تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ وہ انسانی شکل
 میں تیرا شیطان ہے ابلیس انسان ابلیس جن سے بدتر ہے۔ کیونکہ ابلیس
 جن تو پوشیدہ و سوسہ ڈالتا ہے اور یہ ظاہر!۔ اسی کلام پر آپؐ کی ایک
 رباعی بھی ہے۔

باہر کہ شستی و نشد جمع دلت
 و ز تو نرمید زحمت آب و گلت
 ز نمار ز محبت گریزاں میباش
 ورنہ نکند روح عزیزاں بخلت

ترجمہ: جس شخص کے پاس آپؐ بیٹھیں اور اس کی صحبت سے آپؐ میں
 دلجمعی پیدا نہ ہو اور تیری آب و گل کی کدورتیں دور نہ ہوں تو اس
 شخص کی صحبت سے دور بھاگو ورنہ عزیزاں کی روح تمہاری اس غلطی کو
 معاف نہ کرے گی۔

آپؐ نے فرمایا کہ نیک کام سے نیک دوست بہتر ہے کیونکہ ہو سکتا
 ہے کہ نیک کام سے تجھ میں غرور و تکبر پیدا ہو جائے۔ مگر نیک دوست

تو تجھے نیک کام کا ہی مشورہ دے گا۔ فقراء کرام کی ترقی و محبت الہی میں بلندی درجات کیلئے آپؐ نے فرمایا کہ سالکان طریقت کو ریاضت و مجاہدہ میں بکثرت مشغول رہنا چاہیے تاکہ وہ کسی مقام و مرتبہ تک پہنچ سکیں۔ لیکن مقصود تک پہنچنے کا نزدیکی راستہ یہ ہے کہ سالک خلق اور خدمت کے ذریعہ کسی صاحب دل کے دل میں گھر کرے۔ چونکہ یہ لوگ مقرران حق تعالیٰ ہوتے ہیں اور ان کے قلوب تجلیات الہیہ کے مرکز ہوتے ہیں۔ اسلئے سالک کو بھی اس نظر سے حصہ مل جائے گا۔ کسی نے آپؐ کے سامنے یہ مصرع پڑھا۔

عاشقان در دے دو عید کنند

آپؐ نے فرمایا کہ عاشق ایک دم میں دو کیا تین عیدیں کرتے ہیں۔ اس شخص نے حیرت سے عرض کیا حضرت! اس کی کچھ تشریح فرمادیجئے تو آپؐ نے فرمایا کہ بندے کی ایک یاد حق تعالیٰ کی دو یادوں کے درمیان ہے۔ اللہ تعالیٰ پہلے بندے کو اپنا ذکر کرنے کی توفیق دیتا ہے۔ پھر جب بندہ اس کا ذکر کرتا ہے تو اسے شرف قبولیت سے مشرف فرماتا ہے۔ لہذا توفیق، یاد حق اور قبولیت تین عیدیں ہوئیں۔ آپؐ کا ارشاد ہے۔ دو وقتوں میں اپنے آپ پر کڑی نظر رکھنی چاہیے۔ بات کرتے وقت اور کوئی چیز کھانے کے وقت۔

فرمایا : کہ ایک روز حضرت خضر علیہ السلام، حضرت خواجہ عبدالخالق بغدادیؒ کے پاس آئے۔ حضرت خواجہؒ نے جو کی روٹی گھر سے لا کر آپ علیہ السلام کی خدمت میں پیش کی مگر حضرت خضر علیہ السلام

نے تناول نہ فرمایا۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ تناول فرمائیے۔ لقمہ حلال ہے حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا درست ہے لیکن آنا گوندھنے والا بے وضو تھا۔ ہمارے لئے اس کا کھانا روا نہیں ہے۔

ایک مرتبہ علماء کرام کا گروہ آپؐ سے ملاقات کیلئے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دوران گفتگو ایک عالم نے کہا علماء پوست (جلد) ہیں اور فقراء مغز، آپؐ نے فرمایا ہاں مغز پوست کی حمایت (مدد) طرفداری، حفاظت میں رہتا ہے۔

ایک شخص نے آپؐ کی خدمت میں یہ حدیث :- سفر کرو صحت پاؤ گے اور اس کو غنیمت جانو، بیان کی اور عرض کیا حضرت اس کی وضاحت فرمادیجئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ سفر کرو اپنی انا سے وجود حق تعالیٰ کی طرف تو صحت پاؤ گے اور اس کو غنیمت جانو۔ جب تم اپنے نفس کے عالم صحرا میں سفر کرو گے اور ہر مقام کی ہوائے لطیف حاصل کرو گے تو اپنے وجود کی صحت حاصل کر لو گے۔ بے شک و شبہ کے مرض سے ریا اور مکاری، حرص و امید، بغض و کینہ، حسد و نفاق، بخل و کبر، عجب و خود پسندی، خود نمائی و بداندیشی، آزار و ستم اور تمام برے اخلاق سے اس سفر کی وجہ سے رہائی پاؤ گے۔ بس ایسی صحت کو غنیمت سمجھو اور عمر چند روزہ کو طاعت اور عبادت میں صرف کرو۔

علم طریق الاخرۃ کی اقسام و تشریح

احیاء علوم الدین میں حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے علم الفقہ کے ساتھ ساتھ علم طریق الاخرۃ کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ بلکہ علم طریق الاخرۃ کو تمام علوم کی غرض و غایت قرار دی ہے۔ علم طریق الاخرۃ کی دو اقسام بیان فرمائیں۔ ۱۔ علم المکاشفۃ ۲۔ علم العالمہ ان میں سے قسم اول کے متعلق تحریر فرمایا۔ **وہو علم الباطن و ذالک غایۃ العلوم** علم مکاشفہ ہی علم باطن ہے اور یہی تمام علوم کی غرض و غایت ہے۔ ذرا ہی آگے بیان فرماتے ہیں۔ جس کو علم باطن سے کچھ بھی حاصل نہ ہوا اس کے خاتمہ برا ہونے کا اندیشہ ہے۔ اس علم کا کم سے کم حصہ یہ ہے کہ اس علم کی تصدیق کی جائے اور جو حضرات اس علم کے حامل ہیں۔ ان کو سچا مانا جائے۔ فرماتے ہیں یہی علم صدیقین اور مقربین کا علم ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے سیدنا حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق ارشاد فرمایا۔

ما فضل ابوبکر الناس بکثرة صلوٰۃ و لا بکثرة صیام (الحديث)

ترجمہ : حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دوسرے لوگوں پر جو فضیلت عند اللہ حاصل ہے وہ نمازوں کی کثرت اور روزوں کی کثرت کی وجہ سے حاصل نہیں ہوا۔

آگے فرماتے ہیں : **ولکن بشئ وقرنی صدرہ** بلکہ اس عظیم چیز کی وجہ سے ہے جو آپؐ کے سینہ میں رکھی گئی ہے۔ حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ وہ وہی جو ہر نفس اور درمکفون (پوشیدہ موتی) ہے جس کو تلاش کر کے پانے کی تمنا تیرے وجود میں ہونی چاہیے۔

علم مکاشفہ اور علم معاملہ کی مختصر تعریف

علم مکاشفہ ایک ایسے نور کا نام ہے جو انسان کے قلب میں ظاہر ہوتا ہے جب قلب صفات مذمومہ سے پاک و صاف بن جاتا ہے۔

● اسی نور کے حصول کے بعد کئی ایسی حقیقتیں منکشف ہو جاتی ہیں جن کے نام تو پہلے بھی سنے ہوتے ہیں لیکن ان کی حقیقت اور وضاحت سے آدمی ان جان ہوتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات کی معرفت، صفات باری تعالیٰ کا علم، وحی، ملائکہ، شیطان جنت اور دوزخ کے حقائق وغیرہ۔

● علم معاملہ: قلب کے احوال کے علم کا نام ہے۔ قلب کے مختلف حالات دو اقسام پر تقسیم ہوتے ہیں۔

(۱) وہ حالات جو بہتر اور پسندیدہ ہیں جیسے صبر، شکر، خوف، رجاء، رضا بالقضاء، زہد، تقویٰ وغیرہ۔

(۲) وہ حالات جو ناپسندیدہ اور مذموم ہیں۔ جیسے تکبر، ریا، حسد، طلب علو اپنی تعریف سننے کا شوق۔

مذکورہ بالا علوم سے علماء ظاہر اور عوام الناس ناواقف ہیں۔ یہ علوم علماء باطن، صاحب دل حضرات کو حاصل ہوتے ہیں۔

متقدمین، سلف علماء اسی وجہ سے علماء باطن صاحب دل حضرات کی فضیلت اور علو شان کا نہ صرف یہ کہ اقرار کرتے تھے بلکہ ان کی محبت کو اپنے لئے مفید، کارآمد اور لازمی سمجھتے تھے۔ حضرت امام شافعیؒ کے متعلق یہ روایت معتبر کتب میں مذکور ہے کہ آپ حضرت شیبان رائیؒ کی خدمت میں ایسے مودب انداز میں بیٹھتے تھے جیسے ایک کم سن لڑکا مدرسہ

میں اپنے استاد کے سامنے بیٹھتا ہے۔

حضرت شبانؒ جنگل میں جانور چراتے تھے۔ اس کے باوجود حضرت امام شافعیؒ آپؒ کی خدمت میں تمام علوم بھلا کر ہی حاضر ہوتے تھے۔ آپؒ سے دینی مسائل دریافت کرتے تھے کہ حضور فلاں مسئلہ کس طرح ہو گا؟ وغیرہ۔

بعض لوگ حضرت امام شافعیؒ سے کہتے تھے کہ حضور آپ جیسے بے بدل عالم اور محدث ایک بدوی سے علم حاصل کرتا ہے۔ تو آپ جواباً ارشاد فرماتے تھے کہ حضرت شبانؒ نے وہ علم (علم طریق بالآخرۃ) حاصل کر رکھا ہے۔ جس سے ہم بے علم و بے خبر ہیں۔

نوٹ : ایک مبلغ کی سوچ از حضرت پیر طریقت رہبر شریعت عجم سائیں مدظلہ سے تحریر لی گئی ہے۔

وما توفیقی الا باللہ

احقر الحقیر فقیر پر تفصیر نور حسین طاہری بخشی مجددی نقشبندی
۵۹۱ گ ب تحصیل جزانوالہ ضلع فیصل آباد

مراقبہ موت

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے
عیش و عشرت کیلئے انسان نہیں یاد رکھ تو بندہ ہے مہمان نہیں

ایک دن مرنا ہے آخرت موت ہے

خانہ رنجیں ہے دارِ جہاں طفل بن کے دیکھ اس پر نہ ہاں
واہ تو نے دل لگایا ہے کہاں تجھ کو رہنا ہی ہے کتنے دن یہاں

ایک دن مرنا ہے آخرت موت ہے

یہ تیری غفلت ہے بے عقلی بڑی مسکراتی ہے قضا سر پر کھڑی
موت کو پیش نظر رکھ کر ہر گھڑی پیش آنے کو ہے یہ منزل کڑی

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

دفن خود صدمہ کئے زیرِ زمیں پھر بھی مرنے کا نہیں حق الیقین
تجھ سے بڑھ کر بھی کوئی غافل نہیں کچھ تو عبرت چاہیے انفس لعین

ایک دن مرنا ہے آخرت موت ہے

ہے یہاں سے تجھ کو جانا ایک دن قبر میں ہو کا ٹھکانہ ایک دن
منہ اللہ کو ہے دکھانا ایک دن اب نہ غفلت میں کھانا ایک دن

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

نصیحت

خواجہ غریب نواز حضرت فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ

عزیزو دوستو یارو یہ دنیا دار فانی ہے
تم آئے بندگی کرنے پھنسنے لذات دنیا میں
گناہوں میں نہ کر بہاد عمر اپنی تو کر توبہ
نہ کر بل اپنی دولت پر نہ طاقت پر نہ حشت پر
تو کر نیکی نمازیں پڑھ اللہ کو یاد کر ہر دم
نہ ہو شیطان کے تابع نہ بے فرمان رب کا ہو
شریعت کی غلامی کر گناہوں سے توبہ یار
تو ردزی کھا حلال اپنی سراپا نور تقویٰ بن
پکڑ لے پیر کامل کو کہ بیعت بھی ضروری ہے
اللہ یاد آئے جس کو دیکھ کر وہ پیر کامل ہے
شریعت کا غلام ہووے عجب اخلاق ہوں اس میں
اگر تو طالب مولیٰ ہے اور اصلاح کا جو یا
دل اپنا مت لگاؤ تم لہ میں جانبانی ہے
ہوئی اندھی عقل تیری تیری کیسی جوانی ہے
کہاں ہیں باپ دادا سب کہ توجن کی نشانی ہے
کہ اس دنیا کی ہر اک چیز تجھ کو چھوڑ جانی ہے
کہ آخر میں تیری ہر نیکی ترے کام آتی ہے
نئی کے در کا خادم بن مراد اچھی جو پانی ہے
بری حالت ہو ظالم چور کی جو مرد زانی ہے
کہ تقویٰ میں ترقی ہے یہ نعمت جاودانی ہے
بجز مرشد کے اچھی بات کس جا تجھ کو پانی ہے
سوا مرشد کے دنیا کی محبت کس مٹانی ہے
دل اس کا شل آئینہ ہو یہ اس کی نشانی ہے
تو جلد کر پکڑ مرشد نصیحت یہ ایمانی ہے

قریشی دست بستہ عرض کرتا ہے سنو بھائی

حسم رب کی نہ جھوٹ اس میں نہ لائق بد گمانی ہے

منقبت شریف

سوہنا در سوہنے سجن لجمال دا
 رَبِّ مَنے، آقا ایہدی نہ ٹال دا
 کی تکی میں ایہدے حسن دی تعریف کراں
 سارا جگ شیدا ایہدے جمال دا
 شان و کھری میرے سجن پیر دا
 ایسا رتبہ پایا اے کمال دا
 فیض سائیں دیاں دھماں ہر تھان لے بیاں
 درتے جو آوے کدی نہ ٹال دا
 محشر دے وچ اوہدی کوئی نہ کچھ ہونی
 ہتھ سجن دے وچ ہے جو ہتھ ڈال دا
 راستہ جد کدی مشکل پوے یاد کریں
 پیر و کھیں تینوں کس طرح سنبھال دا

سوہنا در سوہنے سجن لجمال دا
 رَبِّ مَنے آقا ایہدی نہ ٹال دا

تیرے در کا گدا سائیں مجھ پر ہونگاہ سائیں
دیدار کا طالب ہوں، ہو دیدار عطا سائیں!
میں منگتا تیرے در کا تجھ سے ہی تو مانگوں میں
اب دے دو یا ٹھکراؤ جیسے تیری رضا سائیں
سب دیوانے تیرے در پر دامن کو پھیلاتے ہیں
سب متانے تیرے در سے پیاس بجھاتے ہیں
توحید کی مے ہم کو نظروں سے پلا سائیں
کھویا جو رہے ہر دم تیرے ہی تصور میں
نہ ہو اس کو خبر اپنی، جو تجھ میں فنا سائیں
مکھڑے سے ذرا پردہ والہاٹھا دو اب
ہم دید کے پیاسوں کو دیدار کرا دو اب
ہم دیدار کے ماروں کو نہ اور تڑپا سائیں
سگ در تیرا راشد حقیر
سدا رہے تیرے در کا فقیر
فقط یہی ہے دعا سائیں
تیرے در کا گدا سائیں مجھ پر ہونگاہ سائیں
دیدار کا طالب ہوں، ہو دیدار عطا سائیں

منقبت شریف

عرس آیا سوہنے پیر غفاریؒ کا
پیشوا ہے وہ جماعت ہماری کا
دیوانے دیکھو آئے ہیں دروازے سے
ثبوت دیتے ہیں یہ تابعداری کا
اپنے پیر کے رنگ میں تھے ایسے رنجے
چرچا ہر سو تھا ان کی دلداری کا
آپ ساعاشق نہ تھا دیکھا کہیں
بندوبست کیسے کیا سواری کا
جان و مال سب کیا تھا پیر پر فدا
درس ایسا دیا ہے جاں نثاری کا
آپ کا دیدار جنہوں نے کب
فضل ہوا ان پر رب الباری کا
تیرے در سے خالی کوئی گیا نہیں
دیدار ہو، ہے سوال راشد بھکاری کا
عرس آیا سوہنے پیر غفاریؒ کا
پیشوا ہے وہ جماعت ہماری کا

مجھے در پہ اپنے بلایا یہ کرم نہیں تو کیا ہے
 میرا مرتبہ بڑھایا یہ کرم نہیں تو کیا ہے
 جب ملا سخن کا پیغام مجھے
 چین آئے نہ صبح و شام مجھے
 موقع پہلی بار یہ آیا یہ کرم نہیں تو کیا ہے
 مرشد کی جب مجھے دید ہوئی
 قسم رب کی میری عید ہوئی
 نظروں سے جام پلایا یہ کرم نہیں تو کیا ہے
 بلا کے در پہ ایسا کرم کیا
 میرے مردہ دل کو زندہ کیا
 ایسا لطف و کرم فرمایا یہ کرم نہیں تو کیا ہے
 مجھ پر ایسی ہوئیں نوازشیں
 مجھ پر ایسی ہوئیں عنایتیں
 میرا سویا مقدر جگایا یہ کرم نہیں تو کیا ہے
 میرے رنج و غم سب دور ہوئے
 جب میرے سامنے حضور ہوئے
 راشد کو ہے رب سے ملایا یہ کرم نہیں تو کیا ہے